[illegible]

[illegible]

دیوان ناسخ

[illegible]

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بلبل ہوں جس بوستان کا جب سبا
روح القدس بھی جا مری ہے صفیر کا

بیت خدا سی مجھکو بھی ہے واسطہ نسب
دست خدا بھی نام مری دستگیر کا

تن پہ ورد کی تاج شہان سی تھی پناہ
کو ورد تھا ورا عہ نقوش حصیر کا

اپنا دیکھا کہ جہان اپنا ہی ہے
مسکین کے بعد [illegible] اسیر کا

کیون [illegible] کی تھی کند [illegible]
خود ذوق تھا جناب کو [illegible] شعر کا

انگشت [illegible] سلیمان کردیا
طاعت [illegible] سوال [illegible] فقیر کا

[illegible] نگین مصطفے
بی سایہ [illegible] ہوا [illegible] تیر کا

جب گیا [illegible] ادم میں بی نشان
[illegible] تیر کا

پوچھا جو حال تخت سلیمان ہی کا یک
بولا کہ [illegible]

[illegible]

خدا تیرا معترف ہی ملک تیری صفت میں
نہیں ممکن بشر کہنا ہی اوصاف احمد کا

بنایا ہی مصطفی ان قصر یاقوت اپنی جلوہ گہ ہی
سیہ چادر نظر آتا ہی یہ گنبد زبرجد کا

تصویر جادو ... کیا ہی شاہ دین کی
سر سلطنت تکیہ ہی گویا تیری مسند کا

کرامت ... یاجوج ماجوج آکی دنیا میں
جو شیشہ ... ذوالقرنین کی سد کا

نادر دن میں مسیحا سا امیر ... کا
ہی رتبہ ہی تیری جو رتبہ تہا تیری جد کا

... حق کی طلب ... عالم
کہ جلد جسم کو رتبہ ہی قرآن مجلد کا

جو کندی ... محبت کا
سوا اسکی کیا پایا مرتبہ چوب مسند کا

معانی قل ہو اللہ احد کی ترجمان تاریخ
بنا ہی قافیہ کہا ہی ... احمد کا

مہ سینہ ہی مشرق آفتاب داغ ہجران کا
طلوع صبح محشر چاک ہی پیرہن جہان کا

ازل ہی ... آسمان ...
دل پہ داغ ... عشق ... کا

... خورشید ... کھینچا ہی
گرد نور صبح صادق ہی غبار ... بیابان کا

شگفتہ مثل گل ... گل ...
بنا ہی کیا ... گلستان کا

... عالم ... ہی
فلک ... خاک شہیدان کا

سینہ ... ویران ...
کیا ... جہان عالم ... کا

وہ ... انگیز ... فلک میں سمایا ہی
... قیامت ... کا

... لازم ... بیابان میں
... کا

[illegible]

وصل کی شب قتل مرغوں نے مچایا قبل صبح
کیا خروس بے محل سے آج فغان پیدا ہوا

وادی ہستی میں آتے ہی عدم کی راہ لی
ساتھ اپنے تو سمجھ [illegible] پیدا ہوا

بیگنہ کرتا ہے اے ناسخ ہزاروں کے خون
دوسرا دنیا میں اب چنگیز خان پیدا ہوا

گل فشاں عکس ہے اسکی رخ رنگین کا
ہے جو سینہ میں عالم سبد گل چین کا

خاک ہو جائینگے ہم شوق ہو کیا تزئین کا
سرمہ ہے خاک لحد دیدۂ خود بین کا

مانگی باران کی جو ہم بادہ پرستوں نے دعا
رعد نے سنتی ہے اک نعرہ کیا آمین کا

فرقت یار میں کیا نیند اڑی جاتی ہے
شب خواب ہے جو پری مری بالین کا

آج ہوتا ہے دلا درد جو بیٹھا بیٹھا
دھیان آتا ہے تجھے کسکے لب شیرین کا

بیٹھ جاتے جو گل اندام ہمارا لے دم
عطر کھنچیں ابھی عطار گل قالین کا

چاند کیطرح ہے خرمن میں وہ دہقان زادہ
کیوں نہ ہر خوشہ میں ہو نور ثریا پروین کا

دیکھکے طاق حرم کو جو جلا جاتا ہے یہ دین
عشق ہے مجھکو دلا اوس صنم بے دین کا

اشتیاق گل خورشید شب ہجر میں ہے
کیا فلک مجھکو دکھاتا ہے چمن نسرین کا

قبر پر بعد خدا نام بتوں کی لینا
دوستو وقت اگر آئے مری تلقین کا

بت پرستی ہی مری یاد خدا شاہد ہے
زاہدا کفر ہے بس عشق بت سنگین کا

شعر تیرے ہیں مرا اک گل تر ہے ناسخ
نہیں [illegible] ہی کسی گل چین کا

ولہ

ہر شاخ میں عالم نظر آتا ہے پری کا
[illegible] کوچۂ قاتل کی ہے ایسی
ٹھہرے نہ جہاں نقش قدم رہگذری کا
[illegible]

ولہ

[illegible]

لاکھون ہی کاٹکی سر کیونہ ہی قاتل کی
اونگلیان ہوگئین یوسف پہ جو دو چار جدا

تیغ ابرو ہی جو بی قبضہ کری خونریزی
ورنہ مشکل ہی جو قبضی سی ہو تلوار جدا

کیا ہی قبل سبب ہی اللہ عبدا و سر رب کا
مثل رگ ہوتی نہین رشتہ زنار جدا

ہم بقتل ہوتی ہین جز و بدن ہو جان
نہ تن یار سی ہو سیر اتن زار جدا

نام رکھتی ہی کہین شیخ سر بستہ کہین
نہین شغل حرم و خانہ خمار جدا

عیش ہی جاریت اس باغ مین اور رنج مدام
کیا ہون گلبن سی ہوا گل کی [illegible] جدا

سر و سامان یہ ہی کیا کہیے کہ غافل اک دن
جسم سی سر کی جدا سر سی ہی دستار جدا

بوجھ اپنا کبھی ڈالا نہ کسی پر مین نی
ہوئی چھپر مری سقف سے دیوار جدا

سبزہ خط سی ہوی تیری عوارض روپوش
کرتی ہی حاشیون کو جدول زنگار جدا

تخلیہ چاہیی جس وقت میسر ہو وصال
قبر مین رکھتی ہی کیونکہ نہ ہون عشقیار جدا

مثل ناقوس لب جام فغان کرتی ہین
منہ سی کرتا ہی جو وہ کافر میخوار جدا

گل چلی جاتی ہین تیغ کسی ہین برگ گلبن
ہم تہی دستون سی کیونکہ ہون زردار جدا

رست گو یون ہی ایسا کہ زبانین نہو فرق
شمع کی طرح سر ہو جو سو بار جدا

فصل کیونکر کرون دونون مین گوارا ناسخ
کہ محمد سی نہین حیدر کرار جدا

خلق کی تسخیر کو منتر نفس یا افسون ہوا
سایہ دیکھا اوس پری کا جسنی وہ مجنون ہوا

نقش خال سیہ مین مردہ مین مجنون ہوا
موت افیونی کی آئی جسکو بی افیون ہوا

اپنی ابرو آئینہ میں دیکھ کر بسمل ہوا
کھینچ کر تلوار اپنا آپ وہ قاتل ہوا

ہاتھ کر کے تجھی جانب کوئی ای قاتل ہوا
اوڑ چلا گر ... اپنا طائر بسمل ہوا

اب کہاں تاب کہ وہ لیلی کا مسکن دل ہوا
تھا حرم میں جو بتیں ازین وہ اندر ہون محمل ہوا

تام نیا اہل حکومت کو کہاں حاصل ہوا
خلق میں مشہور آگ نوشیرواں عادل ہوا

سے پاک سے ہر صنوبر نے قصد کیا دل ہوا
دیکھ کر اوس ... کو سرو بھی مائل ہوا

اس واسطے بارہ دیکھی آنچ تلوار کی
طائر رنگ حنا بھی طائر بسمل ہوا

دہیان اسکی نیند کا ایسا کبھی آتا تجھے
کیوں نہ تیر ... میرا ...

ہی یہ عجم جانگاہ نہال ابرو خمدار کا
کعبہ میں کا سجدہ ہو کر ... اسعد وا ہوا

جو یہاں مغلوب ہی عقبی میں غالب ہی وہی
مرکب مقتول ہی اگر وہ رجہ قاتل ہوا

ڈھونڈی میں ہوتی نے دریا میں جو انیری یار کی
آج کو سون تک معطر دامن ساحل ہوا

دلبری کا جب ہوا اوس سرو قامت کو خیال
عضو عضو اپنا ہی مثل صنوبر دل ہوا

سکے خالق نے بنائی کاسہ واژگون
آدمی اسپر ہی بیٹھی آدمی سائل ہوا

بجھ گیا میرا چراغ داغ وصل یار نیا
نور سر نزدیکی خورشید سی زائل ہوا

جو پرے وہ بیٹھتا ہی آگی او نہ سکتا نہیں
اٹھو نقش بوریا کا خوب میں عائل ہوا

جذب جنسیت بہم ہونے نہیں دیتا فرق
گل بنا جو جسم خاکی آج گل در گل ہوا

ہای کس قاتل اوسی کی شرع اوسنی نماز
نکلی جب تکبیر اوسکی منہ سے میں بسمل ہوا

کہتی ہیں ناصح مری دیوانگی کو دیکھ کر
بت پرستی کی سبب قہر خدا نازل ہوا

وله

روی جانان کا تصور میں جو نقش دل ہوا
دل بنا آئینہ ... آئینہ کا حاصل ہوا
دو سہ قدم ... کا حائل ہوا
ای ... دیکھنا ثابت ہی سیارہ ہوا
... ای ... بالوں میں ...
محفل ... جو نا ... کا ...
... جوش ... ایک فوارہ ہوا

٦

[illegible]

[illegible]

چین سی سویا نہ دنیا مین کبھی خوش رنگ
بعد مرنی کی جنازہ مجھکو گہوارا ہوا

زاہدا ہم جانتی ہین عشقبازی ہی گناہ
گھر لیا پای جو جنت مین یہ کفارا ہوا

ہو رہا ہی بت پرستی کا یہ دنیا مین عذاب
مجکو ہر دن جنون دوزخ کا انگارا ہوا

پیٹھ پیچھی میری بد کہنی سی زاہد بیلا
پیٹھ پر بار گنہ کا جمع پشتارا ہوا

دو پہنکا سا نیا لیتی ہی تیری جسم مین
ہاتھ مین جام مئی گلرنگ انگارا ہوا

ہجر ساقی مین نہین ای میکشو آواز رعد
فوج غم مین بھر خونریزی یہ نقارا ہوا

جب نہانی کو ہوا عریان وہ تیلا نور کا
حوض مین روشن بہ رنگ شمع فوارا ہوا

دوستو جلدی خبر لینا کہ ہر نالی سیح نہو
قتل آج اوسکی گلی مین کوئی بیچارہ ہوا

سبزۂ خط گوری گالون پر نمایان ہوگیا
یا [illegible] رخ صاحب سنبلستان ہوگیا

آگیا مجکو جو اوس زلف پریشان کا خیال
دم مین مجموعہ عناصر کا پریشان ہوگیا

تنگی محفل کی دولت بھر کی بیٹھا ہی پاس
رات اہل بزم کی کثرت کا احسان ہوگیا

منہ لگاتی ہی نئی قلیان ہی ہی شکر
دو دو تنباکو نسیم باغ رضوان ہوگیا

ہو گئی خم تسلیم کرتی ہی کیا مجکو شہید
قد تر ظالم کمان تیر مژگان ہوگیا

خود بخود ہوتا ہی پرزی اتی ہی فصل بہار
یان گریبان ای جنون گل کا گریبان ہوگیا

انقدر مضمون تری دست حنائی کی لکھی
جو قلمدان مین قلم تھا شاخ مرجان ہوگیا

چاند چھپتا ہی جو دو دن عید کی ہی مشتاق خلق
ہو گئی قدر اوسکی جو نظرون سی پنہان ہوگیا

[illegible]

زیست سے بہر سو جہانہ مجکو چارہ سودای عشق
یاری کا تو جینا ہوا اب داغ کو مرہم ہوا

ہو گیا گر غیر پیدان مین عیان حال جہان
کاسہ سر جو نظر آیا وہ جام جم ہوا

اپنی سر کو ٹھوکرین لگتی ہین اپنی راہ مین
قد ہمارا ناتوانی سی نہایت خم ہوا

سبز آتی ہین نظر اشجار سرو کی طرح
فرقت جانان مین آنا فصل گل کا سم ہوا

نام ہی روشن زمانی مین مرا اشعار سی
سر جھکا جب فکر مین آئینہ مین حاتم ہوا

پاؤن مین دس پا کدامن کی تصدق ہی نجات
جسکی پابوسی کو پیدا جیب مریم ہوا

چھپ چلا منہ کھل گئی جب لٹ جانان کی گرہ
بڑھ گئی گر رات تو اوسکی عوض دن کم ہوا

تا بہار عارض گل رنگ تہی سب شاعری
اب وہ دفتر مثل اوراق خزان برہم ہوا

نشہ می مین نظر آتی ہی سبز انشا تین
ساقیا یہ ساغر می رشک جام جم ہوا

آدمی مین آدمی تھم کیون نہ ہو باہم ملاپ
حریف کو دیکھو کیا ہم جنس سے ہمدم ہوا

نقد جان مانگی جو سائل ہو ہی جانان کا تو دو ان
اندنون مین عشق کی دولت پر حاتم ہوا

راز پوشی مین ہوا ناسخ مجھی ایسا کمال
یار سی ہرگز نہ میری عشق سی محرم ہوا

کل شب فرقت مین اک ماتم کدہ عالم ہوا
چاند سی ہالی مین شمع حلقہ ماتم ہوا

جوش سی طوفان اشک ای دیدہ پر نم ہوا
آگ تھا اک ہجر کا غم اب تو یم عالم ہوا

دیکھکر دو خط سبز رنگ ایسا غم ہوا
حلقہ گیسو بھی مجکو حلقہ ماتم ہوا

ہی بر رنگ تی پہنا آو میت سی بعید
سالہا یاران غم ہمسر گل آدم ہوا

٩

شب جو دہیان وصل کا آیا مجھی فکر سخن
مجھی اوس خانۂ زندان مین تہا مجنون کیا
ہجر مین یاد سی آئی مجھکو ساقی بوی خون
دل ہمارا اسقدر سوزش طلب پروانہ ہی
تیرہ بختی سو دیون پر کرتی ہی نازل بلا
ہی بجا نزدیک والی مجھی گر تف نسین
دعوی باطل سی ہو جاتی ہین اکثر بد مسو
مین اگر عاشق ہون ای عیسی نفس ہی جا بجا
اس قدر شرب مین سعت کرتی ہین ہم حی پرست
رشک سی سر دم جلاتی ہی جو تیری حسن
بار غم سی سایۂ گیسو مین ہی دل کو فراغ
خط سی زائل ہو گئی رخسار جانان کی بہار
ہین جو جب درد اونسی دور ہی یان عشیر
میری سینی پر ہیونکی سرد سی ہی داغ
کوی قاتل ہین پہونچکر سر ہوا مجھکو وبال
ہنسی جو چھٹی بنا ہی ہی تری ہو باف کی
کب ہماری فکر سی ہوتا ہی سودا کا جواب

صبح تک مضمون نہ ہاتہ آیا شب دیجور کا
ہر محل مین پہلی ہوتا ہی گذر ضر دور کا
بادہ کہچا یا ہی شاید جسم کی انگور کا
شمع سی بہاگی ہو اسمین میل ہو کا نور کا
شہد لٹتا ہی شب تاریک مین زنبور کا
میری شہرہ نی کیا ہی ابتدا دو در کا
شہرہ کیا بانگ انا الحق نی کیا منصور کا
گور لیتی ہی بغل مین لاشہ مجہور رنجور کا
ابی گلشن مین فلک اک خوشہ ہی انگور کا
ہی گمان ہر قشرہ پر مجھکو نخل طور کا
نام کر دیتی ہی چٹکارا ہر اک فر دور کا
تھا چمن نازک اوٹھا صدمہ نہ پای مور کا
بادہ کھینچا ہی سینی زخم کی انگور کا
مشک سی بد تر ہی پہایا مرہم کافور کا
بوجھ اوترنی کی جگہ دم چڑہ گیا مزدور کا
نازہ مشکین ہوا ہی ہمیشہ اک ناسور کا
ان تتبع کرتی ہین ناسخ ہم وس منظور کا

ماہ نو سی جو وہ خورشید مقابل ہوگا
یہ یقین ہی کہ نظر آتی ہی کامل ہوگا

او سپہ آفت نہیں منہ سو ہی خدا ہی جسکا
طائر قبلہ نما کا ہی سکو بسمل ہوگا

مردم چشم بلا کا ہین تری خال سیاہ
روی خورشید پہ ایسا نہ کوئی تل ہوگا

شمس جانینگی سنجم تجھی اور او سکو قمر
آئینہ جب تری چہری کی مقابل ہوگا

مار ڈالا ہی جسی جانکی جو ن قاتل نی
زلف مشکلین مین یقین ہی مرا دل ہوگا

غافلو نشہ دولت سی نہ اتنا بہکو
دیکھنا کاسہ سر کاسہ سائل ہوگا

آسمان کو نہ بہت ناز سہی بکہ او ظالم
ابھی بیہوش سر اک عرش کا حامل ہوگا

انس ہی تجھکو عبث لالہ رخون سی ناسخ
داغ حسرت کی سوا خاک نہ حاصل ہوگا

کوئی غارتگر نہیں پروانون کی اسباب کا
خانہ بیجہ کو تجربہ نہیں سیلاب کا

ساقیا لا جام می در پیش ہی خشک سخن
ہی بجا تیغ زبان پر آج ہونا آب کا

خلق کی پیشانیون پر ہی یہی مضمون رقم
سجدہ جب ہی تری دروازی کی محراب کا

ہی ہی پروانگی کا باعث اک دریای حسن
سلسلہ ہو موج کا اور طوق ہو گرداب کا

بن گیا سر بزن دیوار حسن نظارہ
شوق ہی کیا اپنی گھر کو آئینہ سیلاب کا

جسکو میں دیکھتا ہون مین آب اشک ہی
میری آنکھون مین ہی عالم سعدن سیماب کا

می کبھی کرتا نہ بربادی تن خاکی کی ہو
خاک کو اڑنی نہیں دیتا چھڑکنا آب کا

رہتی ہی ہر شب دعا میری سیہ خانی ہی دور
تن رہا ہی شامیانہ چادر مہتاب کا

اٹک گئی ہی یہ جوانی تو دن میں چٹکی سی مجھی
آگیا ہی ہیان پہر اک فسانہ خاموش کا

نعرہ اپنا جاکی گلزار و چمن میں پہرتا ہوں
برگ گل پر پہر گمان ہونی لگا ہی گوش کا

پہر پڑا رہتا ہوں میں چوپش بدمستوں کی طرح
پہر تصور بندہ گیا مجکو کسی مے نوش کا

آگئی پہر ایام سا پہر ہوا اشتیاق وصال
چادر تربت سا پہر عالم ہی بالاپوش کا

کوہکو پہر ڈہوتا پہرتا ہوں دیوانوں کی طرح
پہر کوئی انداز رم سیکہا ہی یہ خرگوش کا

آگئی ہی یاد مجکو وصل کی پہر سے کیسے
پہر ہوا سینے لہو میں طوطی کی جوش کا

گرگیا ہی پہر لہو کی خالی مری آغوش کو
پہر خیال آیا ہی مجکو گور کی آغوش کا

اور مسیحائی کیا پہر قبر پر آئی کا قصد
پہر جنازہ بار ہوگا دوستوں کی دوش کا

پہر خدائی سی ہوئی منظور رد و قوشی مجھی
پہر ستاتا ہی نہ ملنا اک بت مہ پوش کا

ساحل دریا پری ری ذری سی پہر آغوش کشی
رونا یاد آیا ہی پہر اک طفل ہم آغوش کا

پہر کہلونی کی طرح سیدہ ہی یہ سب کا لیسہ
کہیلنا یاد آیا ہی پہر اک طفل بازی گوش کا

پہر ہوا ضبط فغان دشوار ای ناسخ مجھے
پہر قیامت زا ہوا ملنا لب خاموش کا

دل سے لوگا میں کام نشتر کا
کیا پتا چاہیے ستمگر کا

حال لکہتا ہوں دیدۂ تر کا
موج دریا ہے تار سطر کا

تہا جو یوسف ہوا نہ وہ بہی عزیز
کیا ہوا در کو غم برادر کا

مرغ دل داغ کہائیگا جو یہان
شبہہ ہوگا سے لگی کبوتر کا

[illegible]

۱۱

نقش پا ہو سجا ہی نقش حسین
وہ بہی قد ہی سے مجہے طالب دل
تیرے گہر کے جو زینہ پہ چڑہی شیخ

سر مشتاق تیری ٹہوکر کا
سر کو شوق ہی جس زینہ کا
بہر نہ دہیان آئی اوسکو منبر کا

کیا ہی ناسخ جو اخطب کا ذکر
نہ ملا ایک بیر کبوتر کا

اوسی ہی رنگ ہی گل کا اوسی شستی ہی ناگ کا
الہی سانپ نکلی ہنتل ضحاک اوسکی گردن سے
سنا جب مین نی وہ گہر مین نہین تو اسقدر رویا
خیابان سمجہا ہی وہ جا رشک گلشن ہی
کبہی کہسار پہ جانا کبہی وادی مین آ رہنا
بہشتی ہو لگا مجکو اوٹہانا مین کی محشر مین
معاذ اللہ ای رشک چمن ہی کسقدر سوزش
نہین آغاز خط اوس رشک گل کی آ دی رنگین

وہی نالہ ہی بلبل کا وہی نغمہ ہی قلقل کا
زمانی مین نہ جسکو عشق ہو اوس کے گل کا
در جانان دفور رشک سی ہی بن گیا بل کا
ہر اک کیک دری بلبل ہی تیری کفش کی گل کا
رہا وحشت مین ہی عالم ترقی و تنزل کا
کہ ہون شستہ مین ای غافل تری تیغ تغافل کا
سمندر بن گیا بلبل ہماری ہاتہ کی گل کا
دلا یہ برگ گل پر عکس ہی مژگان بلبل کا

کلام غیب ہی ناسخ سنا جو بی پی ناسخ
پسند آیا ہی ای ناسخ کلام استاد اول کا

کافی ابل اسکو نشہ ہی بوی شراب کا
ہر ہر قدم پہ ہوتی جاتی ہین آبلی

ہو بوجہ جسکی ہاتہ مین ساغر حباب کا
نقش قدم مین خوری جسم اپنا

۱۲

رکھتا ہی چرخ اوج کسی کا کب ایکدن
ہوتا ہی روز ہی مین زوال آفتاب کا

امید موت آنی کی تو کسکو ہی ولا
آتا شب فراق مین مشکل ہی خواب کا

گزرین اگر چشم مین خالی تو کیا عجب
برسون گذر گیا ہمین نہین فرقت مین خواب کا

ہم ایران ساقی کوثر مین وز عطا
کشتی ایاغ کی ہو تو دریا شراب کا

ای میکشو یقین ہی نکلی بط شراب
وہ مست ناز توڑی جو بیضہ حباب کا

رحمت طلب کرون تو لگی آسمان سی تیغ
حاضر ہو موت ابھی جو خیال آئی عذاب کا

جو ہی حسین اسکو ہی غفلت جہان سی
ہوتا نہین اثر کبھی مست آفتاب کا

شعلہ اگر نہین وہ صنم سر سی پانو تک
موتی کمر مین کیا ہی سبب پیچ و تاب کا

گھل گھل کی مر گیا ہون مین پائی عشق مین
کافی ہی سر کفن کو گنبد حباب کا

جو ہین برگ گل تمہی چہری کی عکس سی
بن جائی کیون نہ تختہ گلاب کا

روتی ہی ایکدل ہو جو زمانہ عجب نہین
عالم کی زندگی ہی برسنا سحاب کا

صبح فراق مین ہی تو قدر شب وصال
آیا ہی یاد پیری مین عالم شباب کا

گردن مین دم چڑھی ہین یاد خزانی گل
فصل بہار عمر ہی موسم شباب کا

آرایش جمال خدا داد عیب ہی
موتی کمر کو ذوق نہین ہی خضاب کا

پیری مین شعلہ رویون سی خالی کنار ہی
کیونکر گذر کمان مین ہو تیر شہاب کا

کس شعلہ رو کو باغ مین ہی قصد میکشی
ہر شاخ گل مین سنگ ہی سیخ کباب کا

ناسخ شراب پی شب تاریک ہجر ہی تو کیا
محتاج آفتاب نہین ماہتاب کا

۱۳۱

[illegible]

ای وعدہ خلاف ایسی ہی منتظری سے
دروازہ دلوں میں ہر شب تحریر نہیں کرتا

کیونکر مری سردی ہی دل نرم ہوا اس بت کا
پتھر میں کبھی پانی تاثیر نہیں کرتا

جانباز ترا کہوں ہی سردی کو حاضر میں
آلودہ وہی خوں سی شمشیر نہیں کرتا

یہ قلق کی بیتابی آئی ہے پسند اوسکو
سیماب کو بھی کافر اکسیر نہیں کرتا

اک بت کا تلی سیر نہ ہت اک ہی پابند ہیگا
اکتی ہیں وہ عاشق کی توقیر نہیں کرتا

کیوں فکر عمارت ہی دنیا میں تجھی ناسخ
ویرانہ میں گھر کوئی تعمیر نہیں کرتا

دل میں سالکن ہی خیال اک بت بی پروا کا
آشیانہ مری ویرانہ میں ہی عنقا کا

تب مری نبض لگا ٹ پکنے ظاہر ہوا
دور ہی دست مسیحا میں کف موسیٰ کا

کسکی گیسو کی تصور میں ہی طوفان سر
حلقۂ زلف ہی گرداب مری دریا کا

شجر طور ہی قد اور ہی رخ شعلۂ طور
دست دلدار میں عالم ہی ید بیضا کا

کیوں نہیں عالم بالا سی نہ مضمون بلند
ہی م فکر خیال اوسکی قد بالا کا

ہو گیا سیلے اوستادی تغیر جو رنگ
چہرۂ یار میں عالم ہی گل رعنا کا

تو وہ خورشید ہی اٹھی جو گلستاں میں نقاب
چہرۂ گل میں تاثون ہو دہن حمرا کا

کیا جنون کم ہو اسنگ ملامت سی بھلا
جو پڑا نیل وہ اک داغ ہوا سودا کا

باغباں اپنی گل و سوہ ہی رکھ خاطر جمع
میں تو مشتاق چمن میں ہی اس چمن آرا کا

بعد مردن بھی جو ہی نرگس مسگوں کا خیال
گنبد قبر میں ہی جوش خم صہبا کا

[illegible]

حماقت ہی غرور جاہ اہل فقر کی گی / یہ تاج و تخت ہی رد کردہ ابراہیم ادہم کا
سخاوت جسکو کہتی ہیں کہانی ہی زمانی میں / بخیلوں کی یہ دولت ہو گیا ہی نام حاتم کا
مری آنکھوں میں چھپا ہیں نہ کیونکر اسقدر خلقی / تصور رات دن رہتا ہی تیری زلف پرخم کا
میں ایسا پاک ہوں مجھکو یقین ہی بعد مرگ بھی / بجائی سبزہ تربت پہ اوگی گا پنجہ مریم کا
مسی آلودہ لب تو نی جب پکڑی سی لپیٹی ہی / وہ میری زخم دل کی واسطی پھاہا ہی مرہم کا
تماشائی جہاں ہم دیکھتی ہیں کنج عزلت میں / ہماری بوریا کا نقش خط ہی ساغر جم کا
گذرگاہ جو میرا ہوا شہر خموشاں میں / یہ نقشہ نظر آیا وہاں شاہان عالم کا
کہیں آئینہ زانو سکندر کا شکستہ تھا / کہیں جانب پڑا تھا کاسہ سر میں جم کا

عجب میں سانحہ ہوا ہر نفس میں جان ہی ناسخ
مسافر وادی امکاں میں ہیں گویا کوئی دم کا

کب ہوا محتاج خلق اپنا کسی خونریز کا / ہر رگ گردن میں یاں عالم ہی تیغ تیز کا
دود عنبر سی نہیں کچھ کم ہمارا دود آہ / ہی بہشت میں خیال اک زلف عنبر بیز کا
ساتھ آہوں کی نہ درد دل نکل جائی کہیں / رشتہ ہی ضبط مجکو آہ در سینہ کا
نیل سی جائی یقینا کہائی گر دریائی نیل / طنطنہ میری اشک کی دریائی شور انگیز کا
دن جو اپنا صرف ہوتا ہی جو رنگی یاد میں / رات بھر رہتا ہی عالم صبح شب آویز کا
اسقدر روئی ہیں تیری ہجر سی اہل جہاں / نام صفحی سی جہاں کی مٹ گیا چنگیز کا
وصل کی شب جو ہوئی ہی تیری رفتار ختم / خاک میں نام اسکی آگی ملگیا شبدیز کا

۱۵

کھی ہی بات تلتی شدت برشکال ایک سے
کیون نہ وان آجاتی موسم سبزی کی آمد کا

چاہکی باغ گلشن شیراز کو آباد کر
آشیان ویران پڑا ہی بلبل شیراز کا

رات ایسا انتظار یار میں بیتاب تھا
بستر گل پر پڑا تھا میں کہ پر سیماب تھا

میری اشکوں کا فلک پر موجزن سیلاب تھا
ہالہ مہ کی جگہ شب حلقہ گرداب تھا

نرم دل صحبت سی تھی ہوتی ہیں سخت دل
سنگ میری جان کو بھی پیش ان کی حجاب تھا

وائے مجھ تیری آنی سی جدا بوسی ہو گئی
منتظر مرگ تھا یا اشتیاق خواب کا

شب چمن میں کس کی گہنا ہی پہ نور افشانیان
نقش قدم تھا سو گل مہتاب تھا

تیری محفل میں جو پاس ادب بیٹھی تھا مجھی
مثل نکہت گل روان آنکھوں سی پانی تھا

کچھ سمجھ کر ناتوانی نی دیا ہی خم ادھی
قصر تن میرا بنا ہی سبب بی محراب تھا

جلوہ فرما بام پر جو عارض جانانہ تھا
بیانہ رسکی سامنی اک کرمک شب تاب تھا

تیری روی آتشین کو دیکھتے ہی اڑ گیا
اضطراب دل جبھی تھی ہم سیماب تھا

ہو گئی بالکل بہار عمر غفلت میں بسر
عرصہ اپنی زندگانی کا اک خواب تھا

گل کہین دکھانہ میں نی داغ حسرت کی سوا
میری اشکوں سی مگر باغ جہان شاداب تھا

کی سیہ کارون نی میری نور عرفان نہ قدر
تیرہ ہی خلق میں خورشید عالمتاب تھا

کس لئی ہر شب ہوتا ہی گرفتار فراق
ہجر میں کیا اپنا مرغ نامہ بر سرخاب تھا

راتدن فرقت میں رہتا ہی مجھی رونی سی کام
یاد آتا ہی کہ اک آنسو در نایاب تھا

سبزۂ بیگانہ باغ حسن جسے کہتے ہیں وہ | نام رکھا باغبان نے ہے تری حجام کا
ہجر میں مے سی بجاے نشہ ہوتا ہی خمار | باعث دوران سر ہے دور ہے جام کا
کھینچ لائی وادی ہستی میں بیتابی مجھے | رہ گیا تھا میں عدم میں قافلہ آرام کا
آشنی ہی بت پرستی حق پرستی کی عوض | رہ گیا ہی گاوخواری سی نشان اسلام کا
اپنی گیسوں کی عوض میں ہے پوشش آپ ہی | دہ خط شبرنگ ہی گویا ہی حاکم شام کا
اشتیاق چشم جانان میں کئی ہیں جی ہی ہم | ہو چراغ اپنی لحد پر روغن بادام کا
ای فلک دیکھوں تو کب تک روز وصل آتا ہی | منتظر بیٹھا ہوں میں ہی گردش ایام کا

جوش مستی میں کہاں تک مطلع ثانی پڑھوں | ساقی کوثر سی ہی مجکو سوال اک جام کا

لوح محفوظ اک نگینہ ہی علی کی نام کا | عرش کہتی ہیں جسی زینہ ہی اوسکی بام کا
رجعت خورشید اور شق قمر سے ہی عیان | ہی یہی مالک لیالی کا علی ایام کا

ولہ

دی دوپٹہ تو اپنا ململ کا | ناتوان ہوں کفن ہی ہو ہلکا
درد سر میں جو سر گراتا ہوں | تیرا دروازہ کیا ہے صندل کا
آتش رخ سی آنکھیں سینکتے ہیں | کیا زمستان میں کام مشعل کا
ہو جو محبوب خوب بدخو | صاف عالم ہی اوس میں خلل کا
کہتے ہیں سالکان منزل عشق | ہی نشان گور گام اول کا

17

رشک چمن ہوا ہی ہر اک سرو نونہال
اٹ کٹ کی تیری عشق میں کیا کیا جوان گرا

ایسی شکست دل پہ نہ تنگ شکستہ سنگ
بالای سنگ شیشہ مرے بی فغان گرا

ازادہ تیسیو دی افتادگان خاک
اور ٹوٹنا سپہر سے جو برگ خزان گرا

عالم کو تیری چاہ زنخدان سی عشق ہی
یوسف بھی اس کوئیں میں مع کاروان گرا

پامال جو کریگا ہی پائیگا سزا
شیشے کی طرح خاک پہ میں ناتوان گرا

لغزش وہ سلوک میں افتادہ ہو گیا
ٹھوکر نہ کھا کی ایک دن آب روان گرا

کیا مال عیب فقر کی آگی ہی سلطنت
دو پائین سر سی افسر نوشیروان گرا

ناسخ نگاہ مست سی دیکھا جو یار نی
مانند مست سر شجر بوستان گرا

جیسی گلدام اوسنی دیکھا ہی مری صیاد کا
ہوش بلبل میں ہی عالم نکہت برباد کا

ہی وہ دل ویران جس میں فرق آلی عشق
گوشی لیلی نشان ہی خانہ آباد کا

عہد طفلی ہی اسیر عشق میں مجنون ہوا
خانہ زنجیر مکتب مری استاد کا

... رہ کرتا تو ہی پیچا ہتی ای مرغ دل
دم پھڑک جائی تڑپنا دیکھ کر صیاد کا

جلوہ شمشاد جو دیکھا قد دلدار میں
غش میں گر کر میں وہیں سایہ بنا شمشاد کا

تیشے میں دستہ لگاتا تھا چوب صندل کا اگر
لگتی ہی اوسکی قضا تھا درد فرہاد کا

نالہ ناقوس ہوا ای شیخ اسکو تم
تھرتھراتی کبھی کو صدمہ مری فریاد کا

فصل گل آئی نہیں پائی کہ تو یاد آگیا
ای جنون نہ لوانہ ہون میں یہ کلی یاد کا

صبح ہوتی کچھ نظر آیا جو شیراز آفتاب
کون کون اک رات کو یاں شمع محفل سو گیا

ولہ

رات بھر جو سامنے آنکھوں کی وہ مہ پارہ تھا
غیرت مہتاب اپنا دامن نظارہ تھا

لگئی گرداب سیل اشک جائی گرد باد
ابر تر کی طرح میں جس دشت میں آوارہ تھا

توڑی آنکھیں سیر لیلیٰ کا تم آخر ہو گیا
طائر جان پای بند رشتۂ نظارہ تھا

شب ہی تو سی لبریز لطافت تھا چمن
ہر گل شبو سی جاری نور کا فوارہ تھا

مجکو دم لینی کی بھی فرصت دنیا میں ملی
روز مولد شادیانہ کوچ کا نقارہ تھا

حشر بھی ہوتی ہی بیدار دونکو سیر باغ میں
ہی جس گل پر نظر کی اک دل صد پارہ تھا

خواب میں بھی یار تک ممکن نہتا دخل رقیب
جس نوں اپنا خیال اغیار کا ہرکارہ تھا

شب نظر کی میں نی فرقت میں جو سوی آسمان
اژدہا تھی کہکشاں عقرب ہر اک سیارہ تھا

ای اجل ہی تجھ پی بار جسم سے اک نجات
کبھی سر پہ یہ خاک کا پشتارہ تھا

خوف سے جب تار ہا دل سی عذاب ہجر کا
نقد جان دینا گناہ عشق کا کفارہ تھا

کہتی ہیں مارا گیا بی جرم تیغ ناز سی
کوچۂ قاتل میں ناسخ نام جو بیچارہ تھا

ہی دل سوزان میں جلوہ اوسکی تجلی گاہ کا
رو کشی آتشکدہ ہر شعلہ ہی اپنی آہ کا

وصل کیا ہم خاکسار ونکو ہوا اوس کجکلاہ کا
خاک میں اکو وہ ہونا کب ہی ممکن ماہ کا

تو رشتان جیسی ہی دل میں خیال اوس ماہ کا
طور کا شعلہ دھواں ہی میری شمع آہ کا

ای دل [illegible] عاشق [illegible] جاتا کا
دیکھی [illegible] نظر [illegible] سب [illegible]
[illegible] جلوہ [illegible] کا
[illegible] کا م [illegible] ماہ کا

ولہ

[illegible]

[illegible]

نظر آتی ہین کیا کیا پیچ در مضمون تکلیف کی
جو کچھ ٹوٹی ہوئی بال اوسکی کو نشی لف مشکین کی
نظر آتی ہی ساعت وصل مین مجھی انجام کی صورت
یہ بیٹھا انتظار یار مین تکتا ہی گھڑی مین
اگر لب سرخ ہین تو نقشہ سی کہین ہی گلگون پان
مین عین عالم کی دیوانون مین زولن پیچ ہوئی
دو دائرہ حرفون کی بنی ہین طوق گردن کی
قسم جو ہی وہ گویا اک زبان کا کام کرتی ہی

دکھاتا ہی مجھی جس دن انہی خم ابرو کا
تو عالم ہو وزن پر ہی تاب ابرو کا
جو گوشہ ان مین سکھاتا ہی کوئی آئینہ زانو کا
کہین میں بیٹھا ہون اپنی دسواری کی تگ کا
تپیون کی کر دیا ہی ایک رنگ تجاوز جادو کا
کرو مجکو نشانہ کو کو سنگ ترازو کا
رقم کرتا ہون گر مضمون اپنی سرو دلجو کا
یہ عالم ہی دکھاتا ہی کسی چشم سخن گو کا

یقین ہی سنتی ہی اوسکا سہری لگی ناسخ
بیان مین سامعی جسکی کردن اپنی جھکاتی ہو کا

گر نہ جانسوز تم گیسو جانان ہوتا
زندگی کا کوئی دم مجکو نہ الجھاتا
تو وہ بت ہی کہ اگر دیر مین جاتا کہ دم
ہی بلا سلسلہ گیسوی بتان کا ای دل
کبھی مرگ سی یوسف کو پہونچتا آسیب
ہو گیا دین تیرہ حقیقت کو حجاب
سد راہ حسن تا کس ہی سر [illegible] فقر

کبھی یون دم اوس زلف افشان کا ہوتا
مری زخم پہ جو قاتل نمک افشان ہوتا
مثل ناقوس ہر اک بت وہین نالان ہوتا
یہ جہان کیون نہ مسلمانون کو زندان ہوتا
پاس اوسکی جو ہوتا یہ زلیخا ان ہوتا
کس طرح اس مین خورشید نہان ہوتا
ورنہ کب مجکو میسر کوئی دربان ہوتا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ولہ

[illegible]

کی مکافات شب وصل عدو نے ورنہ
کس لیے مجھ پہ عذاب شب ہجران ہوتا

اپنی صورت کا وہ پورا نہ ہوتا تو کیوں
پاؤں میں سلسلۂ گیسوئے پیچان ہوتا

ایکدم یار کو سونے سے نہ ملتی فرصت
گر دہن دیدۂ عالم سے نہ پنہان ہوتا

کسکی پیمان شکنی بات کو ہے الفت
ہے یہ حسرت کہ سگ کوچۂ جانان ہوتا

خون رلاتا ہے ناسور بنا گردوں
زخم ہے گر مری تن پہ کبھی خندان ہوتا

ای اجل ایکدن آخر تجھی آنا ہی ہے
آج آئی شب فرقت میں تو احسان ہوتا

کون ہے وہ نہیں مرتا جو تری قامت
کیوں نہ ہر سرو چمن قالب بیجان ہوتا

کیا تو ہی ہے یہ دلیل اوسکی پری زادی کی
ربط انسان سے کرتا جو وہ انسان ہوتا

ای بتو ہوتی اگر مہر و محبت تم میں
کوئی کافر بھی نہ واللہ مسلمان ہوتا

حسرت دل نہیں دیتا ہے نکلنی ناسخ
ہاتھ شل ہوتی میسر جو گریبان ہوتا

تیری رخسار کا مضمون جو جان جہان باندھا
تو گویا ہمنی اک گلدستۂ باغ جنان باندھا

درم فکر سخن اکثر ہماری طبع روشن نی
کبھی خورشید باندھا اور زمین کو آسمان باندھا

کبھی عشق بتا نہیں بندہ گیا مضمون تیغانہ
تو ہمنی لی خطر کبھی کو سنگ آستان باندھا

زمین پیشل طفل اشک کوٹھا بستر اری ہی
تصور سیر کی ہی کرتا اری نوجوان باندھا

ہوا جو چاند ای خورشید تابان سیری قبر پر
مہ نو کو تو باندھا تیغ گردو نکو فسان باندھا

نہ نکلی بات منہ سی کھائی اک تلوار قاتل کی
دہان زخم کی گویا مرا زخم دہان باندھا

[illegible]

۲۱

ہی طلب سی بعد نفرت کہ بیٹھا ہی خیال
آ نہ جاتی لفظ لب پات استعمال کا

سرو ہی باغ جہان میں رہ صنم نام خدا
ہی بجا اوسکو پسند آئی جو کپڑا اجال کا

بو کسی کافر کی زلفو سے جدا ہوتی نہیں
طائر نکہت ہی قیدی ہوگیا اس جال کا

طوق ہر گردن سے بچھا ہر موج ہی زنجیر پا
ہی ہر اک آب روان دیوانہ تیری چال کا

دشت پیما نشین بیٹھا ہی رہ کہاتا ہی اگ
بس بعینہ ہی بگولا شعلہ ایک تیری چال کا

ہوگیا ثابت کہ ہی بس خوش قد رنگا بچمن حسن
تیری قامت کی الف پر ہی جو نقطہ خال کا

رنگ گہتا ہی پلین نے سر پا دن تک دیکہا نہیں
انتر اتیری بدن پر ہی کمر کی بال کا

ہو رہا ہولون میں کچھ بچین کا جسم مست
کہنچتے میں بازہ کل ہیک اوسکی بال کا

حادثات دہر سے محفوظ ہیں ارباب فکر
غم نہیں ہرگز زمین شعر کو بہونچال کا

عالم حیرت ہوا عالم دکہا اپنا جمال
منتظر آئینہ خانہ ہی تری تمثال کا

پہر نہ میرے پاس آیا جا کی ای جان جہان
دلبر کیا سیکہا ہی تو نے مردان کی چال کا

ایسے ایسے لاکہہ سوزان ہی گراتی زر بنا
بنگیا گنبد ہمارا قصر تمثال کا

جبتک میں غالب میرین پہ نیر کمر ہون تقصیر
زور چل سکتا نہیں کمل کی آنکہ تمثال کا

ہی تو ہی سر دست ای ناسخ جو دشمن ہی تو
ساتھ دہری کی ہوا میں کچھ غم نہیں اقبال کا

میں اگر روون تو ہو سر سبز دانہ خال کا
ابر ہر اک خشک کرتا ہی برق وصال کا

ایہ بہرین خاک اوسکی بنتی ہی یک گیسان
ای پیر وجہ کہ ہی دار فتہ تیری چال کا

بیٹھی ہین عشاق ہو کر تیری آنکھوں پہ فقیر
حیلہ ہی سوتی ہی پھر کی زیارت کا انھین

کیون نہ اونکا ہو گذر دن سجدہ مین تیری پاؤن تک
ہی بجا گر دیدہ تر سی چلی آتی ہین اشک

وصل سی یان آج بھی ہی عید کل بھی عید ہی
وہ گلی لگتا ہی وسدان بس لئی کرتی ہین عید

ہی ہمین مین مقدر خوشبو کہ اب کہا ہی نام
چہرۂ تابان نظر آتا ہی چین زلف سی

ہی کہین تک غذا سی تلخ تر ترک شراب

ورنہ کیون بستر ہی تکیون مین نکی کہال کا
زاہدونکو عشق ہی تیری کمر کی بال کا

صورت مجسمہ ہی حلقہ تری خلخال کا
ہون مین دیوانہ نہ کیونکہ ہجوم اطفال کا

کیا شب فرقت مین ظالم طول تہا اک سال کا
ساری عمرون سی اگر غرہ ہی شوال کا

عطر کی شیشی تری بلور کی کہنال کا
چشمۂ خورشید ہی چشمہ سر اک اس جال کا

مست صائم سی ہی افسردن منتظر شوال کا

دین و دنیا سی ترا اشغل ناسخ ہی مجھے
بس ہی لاکافی تولا ہی نئی سے کے ال کا

تو نی شہباز نگہ کو جو اڑا چھوڑ دیا
اور ستمگر کو یہان تک مری ساتھ ہی چھوڑ دیا

قفس تن مین رہیگا نہ مرا طائر روح
آگیا کچھ جو زبان پہ اثر زہر فراق

سایہ سان اب پس دیوار گرونگا جا کر
اثر زہد و قناعت سے بنایا انگر

ہنسی ہی طائر دل باندہ کی پر چھوڑ دیا
مین نی گہر ڈھونڈہ نکالا تو وہ گہر چھوڑ دیا

دام کاکل سی مجھی تو نی اگر چھوڑ دیا
غمزی نی ہی مرا خون جگر چھوڑ دیا

مین نی گو کینہ دربان سی یہ در چھوڑ دیا
ہاتھ مین لیتی ہی بس مین نی تو زر چھوڑ دیا

خاک مین ملتی ہی غیرت روندتی ہین نکو غیر | اس گلی سی بس تہا ہی خاک ہی صرصر اوٹھا

کیا سخن کچی سی حاصل جب سخندان ہی نہین
زانو فکرت سی ای ناسخ تو اپنا سر اوٹھا

ماجرا ہر بحر مین ہی چشم دریا بار کا | کیا عجب ڈوبی سفینہ گر مری اشعار کا
کردیا موقوف خطّی چہوڑ زلف یار کا | خط نہ سمجھو یہ لکہا ہی کوئی افسون مار کا
عاملون نی او سپہ آسیب پری ثابت کیا | پڑ گیا جس شخص پہ سایہ تری دیوار کا
اتنی رجعت طالع واژونکی قسمت مین تہے | لیگیا ہی خواب میری دیدۂ بیدار کا
خوف کیا مجکو ہو آسیب بلائی ہجر سے | ڈہونڈ ہی تعویز کی بدلی ہی نامہ یار کا
کیون نہ کہٹکون آسمان کو راہ دن مین ناتوان | آبلی کی شکل او سمین مجہ مین عالم خار کا
دستگیری ایسی افتادون کی ہی منظور طبع | خاک پر گرتا نہین سایہ مری دیوار کا
رات بہر ایک اختر سی لڑائی میری آنکہ | تہا تصور دل مین تیری حسن دیدار کا
تیری مستی سی جو گزرا ہی پری مجنون ہوا | داغ سودا ہی فقط سودا تری بازار کا
نکتہ چین چیتا ہی تنگی دیکہکر دیوان مرا | نقش افسونگر سر اک بیتا ہی اس گلزار کا
جہولتی ہی عرش مین تلوار کس قاتل کی آج | ہی تصور دل مین کسکی ابروی خمدار کا
دور سی دیگی دکہائی روشنی جای سواد | یاد رکہ تا صد نشان ہی یہ دیار یار کا
بالغ صحرا نوردی پاؤن کی ایذا نہین | دل اوہا دیتا ہی ہر ٹوٹ جانا خار کا
ننگیا ہی دیدہ کی آزار سے تار نگاہ | دیکہنا ممکن نہین ناسخ کی جسم زار کا

ای مصور سوز غم کی بھی عبارت چاہیے
خاک گلخن سے بنا گرد مری تصویر کا

کھیلتا ہوں اس سے سلطان معانی کا شکار
کام وقت فکر لیتا ہوں قلم سے تیر کا

ہے قبل مرگ انسان وہی موی سفید
کوہکن کی موت تھی انجام جوی شیر کا

اسکے عارض کی تصویر میں نالہ آج میں
ہی دہن میں تھا سہ میرے نالہ شبگیر کا

لاغر ایسا ہوں کسیکو میں نظر آتا نہیں
چاہیے مانی ورق سادہ مری تصویر کا

اس خرابی میں بنایا جسنی گھر دیوانہ ہے
دیکھ ہر دروازہ پیس ناسخ نشان زنجیر کا

خضر کو وحشی یا میری لی کی لنگ ٹھہرایا
کہ جسنی ہر نفس کو قاطع مہر سنگ ٹھہرایا

ملاقات دو روزہ کو یہاں آئی تھی ہم لیکن
اسیری دہر کو سب نی مقام جنگ ٹھہرایا

اجل سی ہونگی نہ غافل جنکو ہی دعوای سلطانی
تو گویا تختہ تابوت کو اورنگ ٹھہرایا

فلک نی جبکہ تیری حسن عالم سوز کو تولا
تو کوہ طور کو میزان میں پاسنگ ٹھہرایا

کدورت اپنی چہرونکی نظر آئی ہی لوگونکو
تماشا ہی کہ اولٹی آئینہ میں زنگ ٹھہرایا

نہی ہیں صاحب غیرت بہنکا او تری نشانیز
رہی غیرت سی جو عریان انہیں بی ننگ ٹھہرایا

دہ بیرنگی کہ بیرنگی ہی جسکو کہہ نہیں سکتی
اسی بھی سب نی اپنی وہم میں اک رنگ ٹھہرایا

چراغ گور کو غفلت سی ہیں سمجھا رخ روشن
شب تار لحد کو گیسوی شبرنگ ٹھہرایا

مجھی یہ دیدہ پڑتی ہی محفل میں جو ای ناسخ
مگر تیغ نگاہ یار نے چورنگ ٹھہرایا

۲۵

[illegible]

نظر آتا ہی جو کوئی طالب تا ہی مل وس سے / تری وحدت نمائی مین ہی عالم دست سائل کا

کہان عمر قی ہی رویا مین تمیز خواب و بیداری / نہان ہی اہل غفلت سی تماشا حق و باطل کا

تڑپ کر ایکدم آرام آجاتا ہی کیا اوسکو / مجھی کرتا ہی بسمل سرد مہری نام بسمل کا

وہ گریان مین ہن یقین ہی سا لہا پی آب ہی جھو / تبا ہین کہ کھلوتی والی فوارہ ہری گل کا

صدا یون سینہ کوبی سے یہان زنجیرون کی / سمان ہو وحشی مین جیسی آواز جلاجل کا

تری جلوہ سی ایسا ہر کتابی رو کا مشتاق ہوا / کہ گویا مصحف نہین ہو گیا عالم حمائل کا

یقین ہی ایکدن باندھ مضمون باندھی جائینگی / نہین زلف دلان مضمون نکہ خط سلطان عادل کا

ازل سی عشق کی دولت دیوانون کی قسمت مین / ملی ہی عقل لیکن بخت برگشتہ ہی عاقل کا

تنزل مین ترقی ہی ترقی مین تنزل ہی / تماشا دیکھ غافل ماہ نو کا ماہ کامل کا

ملیگا رزق تقدیری کرون تدبیر کیا ناسخ / وہ بیہودہ ہی ارادہ جو کری تحصیل حاصل کا

چڑھا عکس آئینہ مین خنجر ابروی قاتل کا / دکھائیگا ابھی ہر گل تڑپنا مرغ بسمل کا

رقم کرتا ہون مضمون خنجر ابروی قاتل کا / صریر کلک نالہ ہی گلوی مرغ بسمل کا

بلا ہی جان ہوا ہی عشق اک زہرہ شمائل کا / گردون جا کر نشان کوئی بتا دی چاہ بابل کا

نہین مجھ سا جہان مین پابند زلفون کی سلاسل کا / ازل سی جا نہ زنجیر مین آئینہ ہی دل کا

تصور بندہ گیا ایسا خط رخسار قاتل کا / کہ جوہر بنگیا گویا مری آئینہ دل کا

اثر میری جنون کا ہقدر ہی بعد مردن بھی / کھلونی والی سب مجنون بنائی مین گل کا

[illegible]

یہ اثر تیری حنا کا ہی کہ کان لعل پر
ایکدم آجاتی گہر کی معدن زیر پا

ہاتھ دہو ڈالی زمین سی سو شہید ناز نی
آگیا طلتی ہین قاتل کا جو دامن زیر پا

گلشن تصویر قالی تیری اوٹھ جاتی کی سا
صورت برگ چمن کرتا ہی سیون زیر پا

اوسکی تلوونکی نزاکت کا کرون کیا بیان
رہ گئین ہین قالین کی مانند سوزن زیر پا

دیکھی تیری پای نازک کو بتکلیف تیغ
لائیوا ہی شہیدون کی نہ مدفن زیر پا

آنچ چہو سکتا نہین کوئی بہی اوسکو واہ ری
ایکدن وہ زندگی سب تیرا ہی تن زیر پا

خاک پر رکھی حنائی پا برہنہ تو اگر
بخشتا ہے نقش پا کی جا بہو روشن زیر پا

خاک صحرا چہانتا پہرتا ہون اس غربال مین
آبلو نے کر دی کانٹون نی روزن زیر پا

زلف جانان یاد آتی ہی جو صحرا مین مجھے
جادۂ صحرا سوی ہین مار رہزن زیر پا

سنگ مقناطیس کی ہو لوح میری قبر پر
یار کا رکہتا ہی توسن نعل آہن زیر پا

اس عمارت کو نہ تو سر پر اوٹھا لیجائیگا
دیکہ اے غافل ترا ہی مسکن زیر پا

قفس مین آتی نہین ہے اونکی کہنگرو کی صدا
کرتی ہین آسودگان خاک شیون زیر پا

دیکھکر اوس سرو کو حسرت سی لوٹین قمریان
طائر رنگ حنا کا ہی نشیمن زیر پا

سرو دیکھین گے جو اوس سرو خرامان کا خرام
پہیر کہ گی زمین صحن گلشن زیر پا

دوستونکی روندتا ہی [illegible] نقش تو
ای پری کہتا ہی زیبا تجکو دشمن زیر پا

ہون مین وہ بیخودی رفع صداع و ابلہ
گر حنا سر سے ملے ناسخ تو جیتا دن زیر پا

۲۷

خیر کلال کو شستگی کی تھی ناسخ
جو میری خاک سے پیدا اوسنی چاک کیا

پاؤنکو دیوار زندان سے لہو دامن ہوگیا
نا تواں ایسی گریبان طوق گردن ہوگیا

تیر غم سی دل مشبک سے کی ایسا خوش ہوا
سبھی ہم کوی در جانان میں وطن ہوگیا

دل لہو کیا پتھر ہی سے عشق میں بتان سے ہوا
سینہ میں ہر زخم سنگ فلاخن ہوگیا

جا بجا گل بی یار انگار سی نظر آنی لگے
پیش ازین گلشن جو تھا اب مجکو گلخن ہوگیا

دست نگین یار آوی گر شب تاریک میں
بیچشا خہ سامنی آنکھون کی روشن ہوگیا

راگ جو گانی لگا مطرب شب فرقت میں ہائے
آج آئی میری کانون تک شیون ہوگیا

آنکھیں نرگس جیسے گل گیسو میں سنبل قد سرو
عکس سے آئینہ خانہ صاف گلشن ہوگیا

پاؤن پھیلائی ہیں جا در کی طرح چاک کی
اب گریبان ای جنون صحرا کا دامن ہوگیا

موت کی تیغ زبان خلق سی ہی نجات
کھینچ جسکو کفن وہ مجکو جوشن ہوگیا

کھیچی حاصل ہجران آتش خونسی کوئی داغ
بیچراغ ان روزون اپنا خانہ تن ہوگیا

روند ڈالا عالم بالا کو خوب ای شہسوار
ماہ نو بھی ایک نقش نعل توسن ہوگیا

گر قناعت ہو تو نان خشک ہی نعمت ہی
دیکھ لی پانی چراغ گل کو روغن ہوگیا

کر دیا کاہیدہ ایسا رنج راہ عشق نی
چاہ رہ ناسخ مجھی چیونٹی کا مسکن ہوگیا

پیشتر سے جان ہو لی ہیں پیمان پیدا
کہا نیکی وقت سی اول ہوی دندان پیدا

آدمی پر ہی تعلق کو جہاں میں سبقت
دیکھکر تجکو تناسخ کی مقر ہوتے ہیں
پر تجہی جو دیا باغ جہاں میں اک پہل
چشم تحسیں ہی یہ عالم ثمرہ بیر خزاں کا
میری تحریر سے کہتی ہی باواز بلند
کیوں نہ ہم عالم امکاں میں کریں شک لباس

بعد کاہشوں کی ہوا گوشۂ داماں پیدا
و جسکے بار ہوا ہی مہ کنعاں پیدا
تجہ سے قد سی ہوا سیب زنخداں پیدا
جسطرح بحر میں ہو بیخۂ مرجاں پیدا
بعد مجنوں کی ہوا سلسلہ بیاباں پیدا
جبکہ خالق نے کیا ہم میں عریاں پیدا

تار میں سجدۂ معبود میں ناسخ مصرو
سے اسواسطے ہوتی ہیں سب انسان پیدا

غلط لکہتی ہیں انس خ کا سہو اخط بیرقم پیدا
تری ہی رہگذر میں گبر و مومن کی ہیں سجدے
بیاباں طلب میں ہم ہیں الہی خضر کے پیرو
فلوس و انع یاس افلاس میں پاسے نیکو
عیاں ہی ہر حباب بحر کے کیفیت دنیا
لب دریا اگر ہوتی وہ کاکلیں نے لفونکو
مری آتش بانی ہی خراب اس و اخریں
فقط نقصان نہیں ہی عاشقی میں کچہ ہے احسان سے
کیا کیا تاثیر گہی دو دن بی نشان بنیاد ظالم کو

کہ زلفوں کی ہوئی تہی اسکی لکہنی کو قلم پیدا
تری نقش قدم سی ہو گئی دیر و حرم پیدا
زمیں کیا جسکا پتہر پر ہوا نقش قدم پیدا
مقدم عشق سی کرتی تہی دینار و درم پیدا
بر ہی چشم بینا ہیں ہزاروں جام جم پیدا
تو ساہو نکی طرح ہر موج دریا میں ہیں پیدا
کیا اس شمع کو بزم جہاں میں ہے جہنم پیدا
جو کم ہوتا ہی دل پہلو سی تو ہوتا ہی غم پیدا
کہیں جیتا نہیں نقشہ او کا باغ ارم پیدا

[illegible] صفاہانی کا
عریانی کا
[illegible] کی بن کی
[illegible] قربانی کا
[illegible] حیرانی کا
[illegible] سلیمانی کا
[illegible] پریشانی کا

قتل گہہ سی جب چلا قاتل سر اپنا کاٹ کر
اور طائر سی یہ ہوتی عرش تک دار کی کمان
گرچہ ہم بستر ہیں ہم تم پر سہم کر روٹھی ہو
تو وہ شیرین ہی کہ تیری حلم سی فرہاد سان
نکلی گیا اوسکی نشان ہونی لگا میں بی نشان
ملگیا رستی میں لعل بہا کا چھپا کر منہ کو ہای

دور تک پونہچا ہی نیکو والا شہ مری گیسو
نسر طائر خط مرا اوس ماہ کو لیکر گیا
آج کیا جوڑا میں اپنی بخت کا اختر گیا
بیستون آسمان پر خسرو در گیا
فوج غم نے مجکو گھیرا جب سی وہ لشکر گیا
آکہہ یا کہہ وہ نہیں ہی گر میں اوسکی گھر گیا

ہوں چراغ اوس صنم کا نا سخ کہ جسمیں لا کہ بار
بلبلون کا عالم ہستی سے تماشا کر گیا

خوب سا نظارہ قاتل نہ خنجر کیا
تو نہیں ملتا تو ہم بھی ہیں سے اب ملتی نہیں
جلتی جی کیا ہو سکتا ہی فراق سی نجات
مدعی تشناک کی نظارہ کی آئی نہ تاب
جان شیرین کب گئی ہی کوہکن کی رائگان
کب میں دینداری سی گذرا اوس صنم کی عشق میں
ہوگیا ضبط فغان کی ساتھ سینہ چاک چاک
کون ہی جسکو نہیں اوس صاحب صحبت کی یاد
گشتی منبر سی طوفان زاہد کی نا سخ کیا

سر دیا لیکن محبت عاشقی کو کر گیا
سنگدل تھی ہی اپنی دل کو اب پتھر کیا
برق کو گردون نی میری بخت کا اختر کیا
اشک کو سالہا آنکھوں میں نی تر کیا
کہتی ہیں شیرین نی آخر خواب کو جو سر کیا
جب کمر دیکھی خیال موی بغیر کیا
لالہ در دا ہو گئی کہ تمنی ہند اک در گیا
گھر میں بیٹھی بیٹھی اک عالم کی دل میں گھر کیا
کشتی طبع روان کو تمنی اب لنگر کیا

۳۰

رات بھر یار کو [illegible] سونے نہ دیا
خواب ہی میں [illegible] دل زار نی سونے نہ دیا
سو جھی حسرت [illegible] شب بھر کہیں
خفتگی بخت کی [illegible] سونے نہ دیا
عمر بھر دیدۂ بیدار نی سونی نہ دیا
[illegible] سونے نہ دیا
[illegible] سونے نہ دیا
[illegible] سونے نہ دیا
[illegible] سونے نہ دیا

[illegible]
فصل

[illegible]

فصل گل میں بھی نہ زنداں سے چھٹا	ناتوانی سے مرا طوق گریباں رہ گیا
روز روشن تیرہ بختی سے ندیکھا عمر بھر	شب کی شب گویا میں اس محفل میں مہماں گیا
اشک کی تاثیر کو نادم کیا برسات نے	سینہ کی عشرات سے گھر میں جاناں گیا

حسرت پابوس قاتل دل سے نکلی وقت قتل
تیغ کا ناسخ مری سر پر یہ احسان رہ گیا

اثر خون جگر میں کیا ہے آب زندگانی کا	نہیں مرتا میں فرقت میں اثر ہے سخت جانی کا
مزا ہے تلخ فرقت میں ہی عیش زندگانی کا	چراغ گور ہے ساغر شراب ارغوانی کا
کھلے دروازے ہر شب چین سے سوتے ہیں ہم جیسے	دیا ہے خانۂ ویراں کو عہدہ پاسبانی کا
غم فوت عبادت کب ہے ہم رندوں کو اے زاہد	یہاں ہر جام مے دریا ہے آب زندگانی کا
کبھی جو شیشۂ لبریز کی سرکشی دیکھی	تو عالم آگیا یاد اپنی مستی و جوانی کا
جگر بنتا ہے اک سو کو طرف کو زخم لگتے ہیں	تردد خانۂ دل میں ہے غم کی میہمانی کا
کیا حق نے بخیر انجام میرا ہی پستی میں	ہوا لبریز ہی سے جام میرے زندگانی کا
کوئی کاہکا اٹھاتا ہے جو اونچا ہو پہلے سے کھینچ	سنا ہے جب سے فرقت میں مضمون ہماری ناتوانی کا

وہاں زخم دل کی قہقہی بلی طرح میں ناسخ
تصور ہے تجھی کسکی لباس زعفرانی کا

یہ نور ہے وہی جبیں کا کہ خجل چاند چودھویں کا	جو حلقہ ہے زلف عنبریں کا نہ آیا نافہ ہے مشک چین کا
زبسکہ صرف ہاں شیریں ہی روز بان شیریں	بند میں چھپا ہے جان شیریں اور ہیں میں عقیق کا

[illegible]

بس از وفات بھی تاثیر گریہ باقی ہے
مری غبار سے ہوتا ہی ابر پیدا

یہ سرکشی سی ہی افتادگی کی قدر بلند
کہ آگ سی ہوی جب خاک سی شرر پیدا

وہ آفتاب ہی پرتو فگن عجب کیا ہے
ہماری سنگ لحد سی ہو لعل اگر پیدا

عدم سی جسنی کیا ہو وجود آبا کا
نہ امہات سی ایسا ہوا پسر پیدا

نہاں ہی خاک سی یون آپ کا تن پر نور
کہ جیسے ہو شب تاریک سی سحر پیدا

پناہ مانگتی ہی خلقت کو مرگ ظالم سے
جو کرگدن کو کرین قتل ہو سپر پیدا

جہاں میں جسنی تہی شیرین ادا ہوی خسرو
یقین ہی نیز ہی ہون اب جابجا شکر پیدا

ستارہ سحری ہی اگر تیرا در گوش
ہوئی ہی تیری بناگوش سی سحر پیدا

گلی ہی مہ تیرون کی سہل تو سعدی کی تہی
ہو جہان مین نہ اوس سے سیاہ نصیب پیدا

ملا ہی چشم حسن اور نہ نشتر گوش
کرین وہ چین ہی ہین جو کور و کر پیدا

خدا کی کام کچہ آلات پر نہیں موقوف
ابو البشر ہوی سبے مادر و پدر پیدا

ردیف بای موحدہ

ای شب غم اب نہیں اسکی سوا تدبیر خواب
چہٹکے قید زیست سی کرتی ہین ہم تسخیر خواب

وصل کی شب سو گیا تہا میں غم کی تعبیر خواب
آنکہہ پہر لگنی نہ دی پہری پی تقدیر خواب

عالم اسباب میں اسباب غفلت ہیں بہت
خلق کی آنکہوں نہیں جاہی پکنا تو تیر خواب

بعد مدت خواب مین آیا جو وہ بیوک اوٹہا
کہتا بخت خوابیدہ ہی اور تقصیر خواب

گر مسیحا کو نہین ہی میری عیادت کا خیال
پڑ گئی ہی کیا اجل کی پاؤں مین زنجیر خواب

دست جانان میں جو دیکھی طائر رنگ حنا — اپنی سر پر بازوؤں نسی خاک اڑائی عندلیب
ساعد بیا زوی جانان میں ہے رنگ شاخ گل — مرغ دل کا دام پھیلتا ہے بجا ہی عندلیب
ایکدم بیٹھی تھی وہ اگر تیری دیوار پر — پھوٹتی ہین غنچۂ گل آج پا ہی عندلیب
آج میری داغ سی چھوٹتا ہی پہا ہا ای نسیم — ارمغان لیجا یہ گلشن مین برائی عندلیب
گر مشابہ تیری زلفوں سی ہوا ہی رشک گل — دام مین کیون آکی ناحق پھنسائی عندلیب
ہو چلا ہی خشک گل رشک رخ سی یار سی — اسکو اشکون کی گلشن مین بہا ہی عندلیب
چھوڑ دی گلشن مین ای صیاد اپنی دام سی — یہ ز رنگ گل ہی کف گل مین بہائی عندلیب
رشک سی آتا ہی سوتا ہی جو وہ گل مری ساتھ — وصل کی شب کیون نہ نالو نسی جگائی عندلیب
گل پہ مرتی مرتی اوس خورشید پہ بھی غش ہوئی — اسکو گلقند آفتابی ہی دوائی عندلیب
تو ہی وہ گل ہی کہ چھوٹتی ہی نشان مہ ہاتھ کا — پڑتی ہین کب روی گل پر نقش پائی عندلیب
ہی یہی مفہوم گلدانک صریر کلک سے — ہی ابہی باقی بہت سا ماجرائی عندلیب

ولہ

کر قرہ اوس رشک گل کی دیکھ پائی عندلیب — آشیان مین جا ہی گل کاٹی بجھائی عندلیب
تیری محفل رہ چمن ہی جسمین ای رشک چمن — عاشقون کی ہوش اڑتی ہین بجائی عندلیب
نغمہ سنج ایسا ہون کہ مانی استخوان گر بعد — زاغ کی منقار سی نکلے نوائی عندلیب
داستان صیاد و گلچین کے فقط رہجائیگی — نی ثبات گل ہمیشہ نہ بقائی عندلیب
باغ مین تجھسی خجل ہو کر یہ ہر گل سے کہا — کہانتک کوئی اپنے شہپر مین چھپائی عندلیب

بس یہی صیاد سی ہی التجائی عندلیب
چلی صحن باغ مین ایسی پہنون رنگین غزل
آج ہر گل کو ہلا دون نغمہائی عندلیب

ولہ

گر تری دست حنائی دیکھ پائی عندلیب
شاخ گل کی راہ سے زندان ہی جلائی عندلیب
راز پوشی کا نہ [illegible]

قطرہ بھی پرکالۂ آتش جو گذری باغ مین	پھر تو رخ سی چراغ گل جلائی عندلیب
چہرۂ جانان ہی ایسا گل کہ ہر دم اوس مین	طائر رنگ حنا نالان ہی جائی عندلیب
صحن گلشن مین دکھا کر قامت گلرنگ کو	تو اگر چاہی تو قمری سی اڑائی عندلیب
آتش گل سی کہان سینک رہی ہی باغبان	دور رہ جائین ابھی سب دہائی عندلیب
جانتی ہی شاخ گل صیاد تیری ہاتھ کو	خود سمجھ دیکھون تیری قابو مین آئی عندلیب
عازم سیر چمن گر ہو مرا گل پیرہن	توڑ کر ہو تو تنکو سستی مین بچائی عندلیب
جام ہی خندان ہانگ گل مین ساقی بزم مین	ہی تعین آ کی لطمی سی صدائی عندلیب
ہر خیابان مین ہزارون ہی تڑپ کر مر گئین	کیا وبا یہ موسم گل ہی بڑائی عندلیب
دیکھنا اوس گل کی بدذاتی نہ پہنچی تا جواب	مجکو لکھا ہی تر خط لیکی آئی عندلیب
موسم گل مین ہین تو داغ ہوا افلاس کا	آگی آنکھون کی زر گل یون اوڑائی عندلیب
قدرہ بوڑھا سا ہوا نام خدا سرو سہی	نغمہ سنجی قمریون کی ہی بجائی عندلیب
وہ بھی جانی خار حسرت کی خلش ہی کیا	صانع گلشن اب اوس گل کو بنائی عندلیب
کیا جنون پر زور ہو جاتا ہی تیر عشق مین	دام زنجیر زن کی بھی ہی گل ہرائی عندلیب
دیکھکر گل کو حقارت سی وہ گل کہنی لگا	بس یہی ہی شاہد رنگین قبائی عندلیب
بعد مردن اوڑتی پھرتی ہین چمن مین یار کی	عشق گل مین ہو گیا ہی تا سحر فدائی عندلیب

ردیف تای فوقانی

دشمن جان ہی ہمارا پاسبان کوی دوست	ہو چکی اب تو سپاہی سامان کوی دوست

[illegible]

ہر روش پہ تری سے مجھ کو — کھڑی ہین باندھ کے قطار درخت

آنکھین بادام ہین زنخدان سیب — قد جانان ہی میوہ دار درخت

شبنم افشان نہین ہی ای خوش قد — تیری غم مین ہین اشکبار درخت

ہین وہ دیوانی ہین جو اہل متلع — سنگ کہاتی ہین بار و ار درخت

سوز دل سے زمین سے جلتے ہی — سبز کیا ہو سر مزار درخت

سرو ٹہائی جو باغ مین ہین کھڑی — رکھتے ہین تیرا انتظار درخت

سرو شمشاد و سدرہ طوبے — صدقے اوس قد پہ ہین یہ چار درخت

فندقین میوہ ہاتہ ہین شاخین — گل ہین رخسار قد یار درخت

کبھی مجھ دل جلے کے تربت پر — سبز ہوگا نہ غیر چنار درخت

ہوت ہین عاشق انار پستان کا — ہون نہ تربت پہ جز انار درخت

آدمی کیا کہ تیری فرمان سے — دوڑے آتی ہین لاکہ بار درخت

تا قیامت خلل نہین ناسخ
نخل غم کیا ہی پایدار درخت

ہی ترا قد وہ پایدار درخت — سجدے کرتی ہین سایہ دار درخت

اوسکے بالون مین کیون نہ ہون پیچ — گلشن حسن کا ہے یار درخت

لی ہر اک شاخ کیون نہ انگڑائی — دیکھین اوس گل کا سب خمار درخت

نسبت اوس گل کو دون نہ گلبن سے — کہ یہ ہے ایک خار دار درخت

۳۵

باغ عالم مین [illegible] رکھتے ہین بار دار درخت

[illegible] سایہ دار درخت

زلفین شاخین ہین قد یار درخت

کون ایسا [illegible] اشکبار درخت

سایہ اوس سرو کا [illegible]

[illegible] بار درخت

[illegible] میوہ دار درخت

[illegible]

تن عریاں شگفتہ داغ جنون | ہوں میں گویا شگوفہ دار درخت
سرو ہی سیل چشم قمری مین | ہیں ترے عشق مین یہ زار درخت
میرے ہر بت پہ نخل شمع کی طرح | پھولوں کی جا ہیں شعلہ دار درخت
سمجھ مثل انار آتشبار | جلتے ہی سرو و ہزار درخت
نخل تن یاں ہمیشہ ہی پر داغ | پھول لاتی ہیں ایکبار درخت
ہوے آب آب مثل فوارہ | دیکھکر سرو قد یار درخت
بہا گا دریا پہ میرے اشکوں نے | ہو گئے وارے تھے جو پار درخت
پرورش پائی ہیں نے صحرا مین | جائے دایہ تھے شیر دار درخت
نخل سے گر گرین نہ شاخیں بلند | کہاں ہیں پتھر نہ میوہ دار درخت
کوے قاتل وہ باغ ہے جسمیں | سر منصور پھل ہے دار درخت
باغ شداد شرم سی ہی نہاں | کہ تھا مثل قد یار درخت
کوی جاں سے باغ مین جو گئے | لگے کرنے صبا کو پیار درخت
کھول کر ہاتھ اپنے شاخوں کے | ہوے رہ رہ کی ہمکنار درخت

ردیف ثائے مثلثہ

تن پروری کی شغل مین کہوتا ہی جان عبث | فکر یکین صبر رہی فکر مکان عبث
گردش میں ہی پر روئے زمین آسمان عبث | اس تنگنای دہر مین ہی یہ دہواں عبث
سہیں کہ رزق قسمت مقدر ازل سی ہی | کب ہر کسی کی گوشت مین ہی استخوان عبث

گر بخت ہین بلند تو کیا چاہیے ہنر — تیغ ہلال کو نہین جوہر کی احتیاج

کرتا ہی شہید تنہا ہی ابرو رقیب — تا شد تمام اوسکو ہی خنجر کے احتیاج

ہر گل یہان برنگ ہی کہتا ہی باغ مین — انسان کیا نبات کو ہی زر کی احتیاج

جب آگیا غبار ذرا سا بہا گئے — کیا ہی دلون مین سد سکندر کی احتیاج

جتنا ہی ظرف ترک ہو اسباب سفر پر — خم کش کو کب ہی شیشہ و ساغر کی احتیاج

شیرین ہین ایسی نخل کہ اوس خوشنما کو — شربت کی واسطی نہین شکر کی احتیاج

بیقدر دل ہی حسینون کی بزم مین — اس باغ کو نہین ہی صنوبر کی احتیاج

گر ساتھ ہو جہان مین مدد خدا — تو بھی ہی تقویت کو برادر کی احتیاج

کرتی ہین نالی خانہ زنجیر سے گریز — آزادہ چشون کو نہین گھر کی احتیاج

حاجت ائمہ کی ہی ہی ناسخ اسیطرح
دنیا مین جس طرح ہی پیمبر کی احتیاج

ردیف حای مہملہ

کیون دکھائی ہی فلک بی یار صبح — ہی شفق سی جہپہ آشکار صبح

یان کسی خورشید رو کی عشق مین — ہوتی ہی ہر رات سو سو بار صبح

زلف ہی رخسار کو ہوتا ہے ربط — کیون شب فرقت سی ہی بیزار صبح

کھینچکر فرقت مین تیغ آفتاب — ہی ہماری جان کو خونخوار صبح

ہو گئے مجھکو شب فرقت پہاڑ — چھپ رہی ہی کیون پس کہسار صبح

ردیف دال مهمله

ظالم کو بعد مرگ بھی ہی ظالموں سی ربط
خنجر کا دستہ کیوں نہ ہی کرگدن کی شاخ

ہم وحشیوں کی بخت جو برگشتہ ہیں سو ہیں
سیدھی بہی سی طرح ہو جیسی ہرن کی شاخ

رکھی چھڑی جو ناز سی اوسنی تہِ ذقن
سبکو ہوا گمان کہ ہی سیبِ ذقن کی شاخ

دیکھی جو چنبیلی کی کلیوں سی انگلیاں
وہ تیری دست و پا کو کہی یاسمن کی شاخ

دکھلائی اپنی فندقِ پا کی جو تو بہار
پابوس کو چمن میں جھکی نارون کی شاخ

مرتا ہوں میں کسی کی نزاکت پہ دوستو
پھر جیتی ہیں ہو نازکبدن کے شاخ

وصفِ صباحتِ رخِ جاناں اگر لکھوں
درکار ہو مرا ہی قلم نسترن کی شاخ

معنی ثمر حروف ورق صنعتیں ہیں گل
ناسخ ہی کلکِ فکر نہالِ سخن کی شاخ

ہی برنگِ گل سراپا وہ بتِ خونخوار سرخ
کیوں نہ ہو جائی رگِ گل کی ترے زنار سرخ

ہم کو اوس مست کا رہتا ہی یہ انتظار
کیوں نہ ہوں پی نشہ ہی دیدۂ بیدار سرخ

ہو گئی ماری حسد کی سکی اوس دشمن سفید
گر لہو سی ہو گیا میرا تنِ افگار سرخ

دیکھ لی گل تری رخسارِ آتشناک کو
ہو گئی گلشن میں چشمِ نرگسِ بیمار سرخ

ہنسکے کہتا ہی تجھی ہی نشہ یا آشوب ہی
دیکھتا ہی جب وہ میری دیدۂ خونبار سرخ

خون میں بہتی ہیں پلکیں جیسی پچکاری بہار
الفتِ گل میں برنگِ گل ہوئی ہیں خار سرخ

ہی دگرگوں حال محبوبوں کا تجھ پہ بیشتر
گر ہزاروں زرد ہیں گل تو کوئی دو چار سرخ

کل خدا جانی سیہ رو کون ہوگا زار
آج تو مانند گل ہی ہر روی میخوار سرخ

[illegible]

حرف مطلب جو لکھوں صاف وہ دیتا ہی جواب	بھیجا ہی مجھی کا نعدہ و دلا رام سفید
تیری محبوب کی قاصد نی کہا کیا ناسخ	ہوگیا منہ جو تسے استغنی ہی پیغام سفید

ردیف رای مہملہ

نہیں ہی سبزہ خط عارض محبوب کی تن پر
ہوئی ہین جمع پروانی یہ اک شمع روشن پر

گریباں چاک گل ہی ہین جو دیوانوں کی صورتی
ہوا ہی اشتباہ کو ہی جانان مجکو گلشن پر

گیا کیوں عشق ابرو چھوڑ کر طوف حرم مین نے
نہیں شمشیر قاتل ہ وبال اوسکا ہی گردن پر

بجا ہی شمع و گل ساق بلورین پا ہی رنگین میں
کبھی رب گذر ہوا وس پری کا میری مدفن پر

جگر ہوتا ہی پا لکڑی بیکشی ہی تیری فرقت مین
ہی گل رنگ سے بقت لیگئی ہی آب آہن پر

لگا کر آنکہ نظارہ مین کرسکتا نہیں ڈر سے
گمان ہی چشم دربان کا در جانان کی روزن پر

میں وہ شوریدہ سر دیوانہ تہا جو بعد مرنے کی
چٹہا جاتی ہین پتھر آکے میری مرقد تن پر

ہمارے نالہای پر اثر کی طرز اوڑائی ہی
گریبان چاک ہو گل کا نہ کیوں بلبل کی شیون پر

تسلی دل کو دیتا ہی تمہی گالی دوری مین
مسیحا ورنہ عاشق ہی معاذ اللہ سوزن پر

کسی کا روتی ہان یار دلواتا ہی یہ ہردم
گری گی میری برق آہ اک شب مہ کی خرمن پر

ندیکھا زیست بہر اوس غیرت مہتاب کو ہمنی
چٹہاتا ہی فلک اب کیا گل مہتاب مرقد پر

ادہی صیاد کو گلگشت کا کیا آج ارادہ ہی
ہزاروں بلبلیں ہین منتظر دیوار گلشن پر

خبر ہی جان و تن کی صیدگاہ عشق مین کسکو
جگر ہی محو ناوک پر نظر ہی ناوک افگن پر

شفق مین شاہ نو کو دیکھکر حسرت یہ آتی ہی
لہو میرا نہیں لگتا کسیکی نعل توسن پر

٣٩

[illegible]

کیا روز بد مین ساتھ رہی کوئی ہمنشین
اتنی ہی بھاگتی ہین خزان مین شجر سی دور

لپٹین گی آ کی حال مین ہم سوفیونکی طرح
بیٹھی ہین گو یہ بزم مین مطرب بسر سی دور

اُنہی صنم کو لیکی شب وصل باغ مین
بھاگا کا مین آشیانہ مرغ سحر سے دور

اس مرتبہ ہی آتش داغ جنون کا خوف
لڑکون کی سنگ بھاگتی ہین یار میری رہی دور

مین ناتوان تا نہ رہا تنک بھی سکون
لیتا ہی گھر وہ اتنی لی میری گھر سے دور

کرتا نہیں کبھی وہ نگہ میری داغ پر
شمشیر یار رہتی ہی میری سپر سے دور

سنی یہ ضد کی ہی کہ مین دیوانہ جو ہوا
زنجیر میری یار نی کی اپنی در سے دور

ہی سوز عشق شہپر پرواز مرغ دل
باروت کب اڑا رہی جبتک شرر سے دور

یعقوب روتی گر غم یوسف مین تھا بجا
رونی ہی کی جگہ ہی پسر ہو پدر سے دور

کہتی ہین سب اسکو کیا کہ مین روتا ہون ابتدن
اک غیر کا پسر جو ہی میری نظر سے دور

ناسخ جو اوس سہی کو اُدھنی کا خوف ہی
موی کمر کو رکھتا ہی تار نظر سے دور

جیتی جی جاؤن مین کیونکر کوچہ جانان چھوڑ کر
بلبل نالان کہان جائی گی گلستان چھوڑ کر

چاہتی وحشت مین جا چاک ہونا روح کا
دامن قاتل کو لون اپنا گریبان چھوڑ کر

وصل جانان مین نظر آیا مہ شعبان مجھے
سبزہ کیا دیکھون خط رخسار جانان چھوڑ کر

کاوش غم دور ہو میری دل ویران سی کیا
خار جاتی ہین کوئی صحرا کا دامان چھوڑ کر

سرو لیلی کا عبث ہی تجکو مجنون انتظار
بو ہی گل کب ہو دکرتی ہی گلستان چھوڑ کر

[illegible]

تو وہ حسین ہی دیکہ لی گر طفل ہی تجہی
کیا سنہ سی تیک و بد ہین نکالون کرت دین

ای محتسب تو الفت ساقی کو دیکہنا
پاس حرم بجا ہی ای شیخ برہمن

تھیں سبو جو مرتی ہین نا فہم بیگمر
بالون کا کچہ اثر نہ غسل پارسا ہین

ڈورا ہی صیقل جو گردن کا دیکہ لین
یہ التجا ہی پیر مغان کی جناب مین

شیرین کوئی نشین ہی مگر کوہکن کی طرح

گردی مین چہپ رہی ہی جو نہ آرام دوش پر
اخبار کوئی کرتی ہین ارقام دوش پر

لاتا ہی رکہ کی شل سبو جام دوش پر
بار گران ہی جامہ احرام دوش پر

لیجا بنگلی اوٹہا کی در و بام دوش پر
چٹہتا ہی عکس زلف سیہ فام دوش پر

زنار رکہین صاحب اسلام دوش پر
رکہون مین ساق ساقی گلفام دوش پر

تیشہ لیی کہڑا ہوا ہین ناکام دوش پر

بس ہی اوٹہیکا نقش قدم سکو سجدہ گاہ
ناسخ ہی کی جبین کہا گام دوش پر

پہنچہ تیرہ دل کی پونہچی جو آہ آسمان پر
دیکہا ہی نہ خوب شیب و فراز دہر

خالی نہیں ہی جلوہ جانان سی کوئی جا
ہی چاند مثل عارض جانان تو آفتاب

اسفل نہیں ہی فیض سی اعلیٰ کی بی نصیب
رکہتی ہی گیسو اوسی زمین پہ قدم حسین

سیاری ہون تمام سیاہ آسمان پر
آنسو زمین پہ ہین تو آہ آسمان پر

وہ گل زمین پہ ہی تو ماہ آسمان پر
دعوی زمین پہ ہی گواہ آسمان پر

مہتاب ہی زمین پہ ماہ آسمان پر
حالت فرشتون کی ہی تباہ آسمان پر

ایضاً ناسخ کسی کے فدا آسمان پر

ولہ

زندان مین ہی کہ جو ترا ای یار آتا ہی نظر
[illegible]

[illegible]

ناسخ ہی اب آنکھون پہ مشق تصور اس قدر
جس سمت کرتا ہون نظر دلدار آتا ہی نظر

پاسبان حسن ہی خال اوس رخ پر نور پہ
کرتی ہین بالفعل حفاظت کو لعین کا نور پہ

باغ عالم مین یہی پہل ہمنی پایا تہا سوا
دانت اوسکی تیغ کا ہی زخم کی انگور پہ

موزیون کو خان مان برباد کرتا ہی فلک
جب غضب آتی ہی آفت خانۂ زنبور پہ

کی خدائی کافرون پر ای صنم جنت حرام
ورنہ سسکے آنکہ ٹپتی تیری ہوتی حور پہ

داغ ہی ان زلف و رخ پر چاہیے دونونکا پیار
مشک ہی تہوڑا چہڑک دو مرہم کافور پہ

دیکہکر تجکو گلون سے پہرا بلبل کا دل
بعد مردن ہی چمن سے بہاگتی ہین دور پہ

ہی جو دعوای خدائی کر حجاب اغیار سے
ای صنم کہتی ہی یہ وہی ہین خدا کی نور پہ

رنج اوٹہائی ہین حسینو نسی جہان مین اس قدر
بعد مردن بہی نہ آنکہ اپنی پڑی گی حور پہ

جذبہ عاشق کشند جلوہ معشوق ہے
قبل موسی کی ہوئی تہی کب تجلی طور پہ

ماہیان چشمۂ خورشید آتی ہین نظر
مچھلیان بالی کی ہین یا عارض پر نور پہ

خاک کا پتلا ہو روشن روح سی اوتری کہین
یا الہی ہی بال اب بوجہ اس مزدور پہ

پاک ہی جو حسن وہ محتاج پردے کا نہین
حاجت فانوس ہی ناسخ نہ شمع طور پہ

بیخطر یون ہاتہ دوڑاتا ہون زلف یار پہ
دوڑتا تہا جسطرح ثعبان موسی مار پہ

سست بنیاد ہی ختم اپنی مکان تار پہ
منہدم ہو چاندنی آجای گر دیوار پہ

کسقدر ہی ایکی دست حنا کا اثر
ادہت کافر تری سوی کمر کی شبہ مین
ہی گل تر سی گل تصویر کی قیمت زیاد
گل مین جوشش خلقی سی مقبول نظر اتی شبنم خو
قطرہ شبنم گلون پر جبکہ دیکھے باغ مین
ساغری ہی دوات اپنی سے لے مطرب قلم
عازم گلگشت ہمیشہ ہی کیا جو آسمان
بند کیا مضمون جو اوسکی روی آتشناک کا
عندلیبین کہتے ہین ستمگر صرصر کا کانک
دیکھکر اوس کو ہر غنچہ ہوا چلا نی لگا +

لیتی ہی چٹکی مین رنگ آیا لب فار پر
موتون مرتی ہی ہم رشتہ زنار پر
فوق ہی پاین حقیقت کو حقیقت دار پر
باغ عالم مین نظر پڑتی ہی کسکی خار پر
سوجہی پہنچی خندہ دندان نمای یار پر
لکھتے ہین اشعار دیوار و در خمار پر
تانتا ہی شامیانہ ابر کا گلزار پر
پڑ گئے چھالی زبان کلک گوہر بار پر
توڑ ین منقار رنگواب اس باغ کی منقار پر
نالی کب موقوف ہین بلبل تری منقار پر

جان لی عالم کہ گہر ہی ناسخ میخوار کا
چاہیے بوتل کی تکڑی ہون مری دیوار پر

غش مجھے آیا جو مین پہنچا در دلدار پر
شعر کہتا ہون کسیکے ابروی خمدار پر
میری غم مین اشک ہین مژگان چشم یار پر
فاش ہوتا ہی چھپا تا ہون جتنا راز عشق
بیٹھتے ہی بس لہو مین ای جراح تو ٹانکی دیکر

پاؤن کی بل لی رکھا سر سایہ دیوار پر
قط نہین ہی قلم پر باڑھ ہی تلوار پر
دار بستہ تاک ہی گویا در خمار پر
داغ سودا نکیا طرہ مری دستار پر
ہنستے ہین چاک گریبان زخم دامندار پر

جان و دل سے ہون مین عاشق جس دلدار پر

ولہ

جسم خاک آلودہ مجنون حیران کا ہی یون پریشان
ہی عیان غربت کا عالم دیدہ بیدار پر

ہو گیا میں قتل وقت میں جو دیکھا ماہ عید
خون ثابت ہی مرا اس غمزہ کی تلوار پر

بس ہی مدہیر اب انکی ہنگا شیشی کی ہی
جی میں ہی ہو جاون عاشق چند روز اغیار پر

اپنی قسمت میں ہی غم کہانا گوارا کیون نہو
آگ کہانا اشتاق ہی کب منع اشتر اور پر

وان وہ انگشت حنائی ہی جبا تی ہر سنا
پان ول پہ خون کی تکلی ہی شرہ کی تار پر

جب گیا انگشت کو گلزار میں وہ نازنین
پتلیان بند ہوائین چشم نرگس بیمار پر

جم گیا ہی اسقدر سبزہ لہو جیب بہار
شاخ مرجان کا ہی عالم یار کی تلوار پر

جوش سودا سی سیہ تہا کیا ہی ناخن کا لہو
ہی سیہ تاب اور دست سفاک کی تلوار پر

عاشق و معشوق سب مرتی ہین سیکر یار پر
ذرے کیا خورشید غش ہین وزن دیوار پر

جب غزل کرتی ہین موزون تو اعت الم اور
تو الف لکہتی ہین جاہی صاد ہم اشعار پر

خوف آتا ہی کسی مغفور کی مژگان نہو
دشت میں پٹی نہین دیتا قدم اشعار پر

زینہ بام ترقی ہی بلند و پست کو
دم میں پہونچا تا فلک عیسی چڑہا جب دار پر

ہی میری ضعف کا روز جدائی میں اثر
شام ہی اور دہوپ چڑہ سکتی نہین دیوار پر

طاق کعبہ پر لگایا ہی کسی نی آئینہ
یا جبین صاف ہی یہ ابروی خمدار پر

شب جو اولٹی اوسکی روی چہرہ سی نقاب
چاندنی مثل سفیدی رہ گئی دیوار پر

سر برہنہ ہو گیا جوش جنون سی آفتاب
دیکہکر مقیش کا طرہ تری دستار پر

ردیف زای معجمہ

[illegible] زلف ہی خط روی یار سبز
عاشق [illegible] جسم کو اخر زہر مار سبز
باطن میں [illegible] دل کی حال ہی کسکو اطلاع
اکدن [illegible] شہر ہی بظاہر چنار سبز
سب برگ ہوئی صنوبرون کو تازہ
لاریب [illegible] نخل ہوئی لاکہ بار سبز
[illegible] گلشن فردوس کی [illegible]
[illegible] کیون لباس کرین [illegible] سبز

[illegible]

عالم تمام صید ہے دام بہار کا / کرتا ہے جوب تیر کو خون شکار سبز

ہم خاک ہو گئے ہین غبار سبز یار ہے / مثل گیاہ سودہ ہوا اپنا غبار سبز

بار آچکین ہین مجکو شروع بہار مین / لازم ہے شامیانہ بروئے مزار سبز

ناسخ کمال یار پہ جوش حسن ہلا ہے / کیا روی سرخ پہ ہے خط مشکبار سبز

ردیف صاد مہملہ

اس قدر زیر فلک اے سرو گل اندام رقص / کر رہا ہے لولی گردون کو ہے آرام رقص

سیکڑون دے کل اٹھتی ہین ہر ٹھوکر کی ساتھ / فتنۂ محشر وہ ہے جسکا رکھا ہے نام رقص

مرغ خوشخوان اوس چمن کا ہون کہ جسکی صحن مین / آسمان طاوس سان کرتا ہے صبح و شام رقص

لگتی ہین مینائے گردون کو ہزارون ٹھوکرین / کرتی ہین مستی مین جب ہم رند مے آشام رقص

ہوگیا پیری مین عیش اپنا جوانی مین دوچند / ہاتہ مین رعشے سے کرتا ہے جو مے کا جام رقص

دور دامن ہو گیا ہے مجکو مثل آسیا / پیستا ہے دل کو تیرا اے بت خودکام رقص

گر عوض ناقوس کی چاک مین اک نالہ کرون / بتکدے مین ہر طرف کرتی پہرین اصنام رقص

تو ہے وہ صیاد او ظالم کہ تجکو دیکھکر / کرتی ہین بلبل تڑپنے سے اسیر دام رقص

جی اٹھے مردے ہزارون سنکے گھنگرو کی صدا / واسطے زندون کے لایا موت کا پیغام رقص

ناچنے سے گانے کو کیا ربط ہے اوسکے ساتھ / ہر سخن اوسکا ہے ناسخ نغمہ ہر گام رقص

ردیف عین مہملہ

الیسی تاریکی ہی گم ہوتا ہی نورِ آفتاب
کب ہی ممکن کہ سکی روشن مرا کاشانہ شمع

گہ دکہادی اپنی بالی کی وہ بجلی کا فروغ
ہو پتنگا ہی لی آب جیتا بانہ شمع

شاہ عادل کی عدالت سی نہین دنیا مین عجب
بزم عالم مین ہی اب کیون نہ بی باکانہ شمع

کیا نزاکت ہی کہ جھنجھلا کر لگا سکنے وہ رشت
محفلِ عشرت کو کر دیتی ہی آتش خانہ شمع

در لگتے ہی ہی مجہ تیری نام کو وسدزبان
اپنی رشتی مین پیدی اشک کا ہر دانہ شمع

اسلیے ہی شمع و فانوس مین رکہتی ہین بند
جل نہ جاتی جبہ اگر صورتِ پروانہ شمع

ہون وہ پروانہ کہ در تک بادجود غذلنگ
نکلی استقبال کو محفل سی بیتابانہ شمع

سبزۂ خط ہی نہ ساری جسم مین آگ سی لگتا
لب تعسل ہین لی مگس قامت ہی لی پروانہ شمع

لالہ و گل کو گلستان مین بنادی گر چراغ
شاخ شبو کو کری نورِ رخ جانانہ شمع

تشنگی ہی جو منہ سی نکلی پڑتی ہی زبان
جا بجا ہی ہجا دست ساقی سی پی پیمانہ شمع

تیری پابوسی کی حسرت مین جلی کی عمر بہر
گنتی ہی فانوس کو محفل مین زندان خانہ شمع

جلتی ہین معشوق جاتی ہین جو عاشق اور سر پا
کیون نہ محفل مین جلا دی شہپر پروانہ شمع

اور لکہتا ہون شب تاریک نے مت مین غزل
ہی مری آتش زبانی سی ہر خلوتخانہ شمع

ولہ

ایسا پروانہ زمانی مین کبھی دیکھا نہ شمع
طور کا شعلہ ہی پروانہ رخ جانانہ شمع

جان لالِ دلب جانان مین ہی جس طرح
شمع سی ہو کر جدا جلتے ہی پابوسانہ شمع

جل سی ہین جو ہر آئینہ پروانو نکی طرح
آئینہ فانوس عکسِ عارضِ جانانہ شمع

داغ سوزاں سے ہوا فن شعلے ہی پُرملال
شعلہ رو یکساں ہی تیرا عاشق ہی تنگ شمع

کھینچے گر نقشہ تری رخسار آتش رنگ کا
کیا عجب یک رنگ ہو کر خامہ از رنگ شمع

گوری گوری انگلیوں پہ فندقوں کا رنگ ہی
قدرت حق سے ہی یا توام گل اور رنگ شمع

شعلہ رخساران سنگین دل سے تھا جو ہم کو انس
بعد مردن بھی ہماری سینے پہ ہی تنگ شمع

حسن یوسف سے ہوئی پر نور ایسا تھا مصر
روشنی میں تھا برابر سیل اختر سنگ شمع

میکشوں سے نے یا دہ مست کو زیر و زبر
ہی برای محتسب کافی بس اک سرہنگ شمع

گیسوئے شبرنگ و خط سبز و روی آتشین
ہی شب تاریک و سبزہ فانوس مینا رنگ شمع

یار میرا سنگدل ہی اور میں ہوں موم دل
دیکھ لی جس نے کہ دیکھا ہو نہ ربط سنگ شمع

خاک پہ جا کر اندھیری قبر میں لیٹے ہیں شاہ
جاتی جب ہم کہ لیجاتی وہاں اورنگ شمع

شمع ساں جلتا ہی سوز عشق سے ملتا نہیں
ایک ہی میری وفادار یگانہ ای لنگ شمع

بزم میں ہر شب اسی رشک سے جلتی ہی یہ
شاعرو کیا نسبت رخسار شوخ شنگ و شمع

عاشق اوس پر مرتی ہیں دیتی ہیں جی سپر پتنگ
ہی برابر شان میں وہ روی آتش رنگ شمع

شام سے تا صبح ہی مجکو جو اپنی سیر کی بات
سامنے رکھتا ہوں اپنی نسخۂ فرہنگ و شمع

تھا لقا اک رات اے ناسخ پس محمل رواں
گوش و چشم اپنی لگائے بر صدای زنگ و شمع

ردیف غین معجمہ

عریانی جنوں میں مرے کام آئی داغ
طاؤس کی طرح ہی بدن پہ قبای داغ

ولہ

دوست جو ہی دلا کبہی اوس سی ہووگی دشمنی
آگئی گل جو لاگ کبہی کرتی ہی مجکو پیار تیغ

زخم سی غیرت چمن کا کیا ہی تحمل تن
آج ہر ایک شاخ گل کہتی ہی جو بہار تیغ

ولہ

جس مکان مین ہو تری رخسار کا روشن چراغ
ہی یقین بجا ئین دیوارونکی سب روشن چراغ

جب تلک ہی حسن معشوقونپہ عاشق ہین نثار
گرد ہین پروانی ہی جبتک کہ ہی روشن چراغ

جو تپش وحشت نی کیا ایسا مجہی آتش قدم
خانۂ زنجیر مین ہونی لگی روشن چراغ

رو نشینے ایسے ہین اوسکی سینہ پر نور کی
ہوگیا مجکو یقین ہی زیر پیراہن چراغ

ہین جو ہر روشن طبع بغض اونسی سیہ کارونکو ہی
چور کو جس طرح آتا ہی نظر دشمن چراغ

روشن ایسا اوس گل عارض سی ہی بستان نرم
تیرہ آتا ہی نظر مثل گل سوسن چراغ

ہین جو عمدہ وہ نسی مفلس بہرہ ور ہوتی نہین
آتش یاقوت سی ہوتا نہین روشن چراغ

تا لگی آیا جو یان زخم دل سوزان مسیح
بن گیا رشتہ فتیلہ چشمۂ سوزن چراغ

گردون روشن آتش داغ جدائی سی اگر
برق سان کرنی لگی بینائی دشمن چراغ

جہڑتی ہین سنگ لحد سی تا ہین گلگی مین شرر
میری تربت پر جلاتا ہی ترا توسن چراغ

کوئی پروانہ جلیگا تو جلونگا غصے مین
دوستو ہرگز نہ تم رکہنا سر مدفن چراغ

ہوتی ہی نور غضب سی اہل غفلت کو گریز
بیشتر انسان بجہاتی ہین دم خفتن چراغ

داغ حسرت جل اوٹہا گلگشت مین تیری بغیر
آتش رنگ چمن سی ہوگیا روشن چراغ

ہونپہ کب مارتی غنچہ لب سی اگر وہ شنگ گل
نرم مین پہیلائی تجہ پلہ نگہت گلشن چراغ

آج کل سے کچھ نہیں اپنی زبان پر جب سبان
نطق طوطی کی طرح رکھتے ہیں مادر زاد ہم

یہ زمین ہے ہو گیا ہے آسمان بھی مہر ہے
جی میں ہے اک اب نیا عالم کریں ایجاد ہم

روکئے اک بات کی بات اپنی دست تیغ کو
دے لیں اے قاتل تمہیں کو مبارک باد ہم

اوسی تلوار سے بٹ بیٹھے ہیں سر پا در چمن
ہر دہان زخم سے کرنے لگے فریاد ہم

قید ہستی تک ہیں تیرے دام گیسو کے اسیر
غم سے سر آزاد ہو جالی تو ہوں آزاد ہم

جب سے دیکھی ہے گل رخسار جانان کی بہار
ہو رہے ہیں صورت برگ خزان برباد ہم

خندہ زن ہوتا نہیں اپنا دہان زخم بھی
کوئی دنیا میں نہوگا جیسے ہیں ناشاد ہم

پہلی تیشہ مارتی خسرو کو اے شیرین دہن
جی نہ کھوتے مفت اپنا ہوتے گر فرہاد ہم

پہلے ہی عہد سے افسوس ہو رہا او دھیر گیا
کس سے مانگیں جا کے ناسخ اس غزل کی داد ہم

سیدہ تا ہے نظر جاتی ہیں سو سو بار ہم
جانتے ہیں یار کی دروازہ کو دیوار ہم

مانگتی ہیں یہ دعا سونے کی وقت اے یار ہم
ہوں تری پاؤں کی آہٹ سے کہیں بیدار ہم

عین غفلت میں ہیں مثل نرگس بیمار ہم
دیکھنے لو اپنی آنکھیں رکھتے ہیں بیدار ہم

یاد کوئی یار میں ہیں سارا دن بیدار ہم
آنکھیں وا رکھتے ہیں مثل روزن دیوار ہم

نقد دل دیتے ہیں اک محبوب بازاری کو آج
زور سودا مول لیتے ہیں سر بازار ہم

کیوں جنازے کو اوٹھا کے سب نے شرمندہ کیا
ایک کی دل پر نہ جیتے جی ہوئے تھے بار ہم

ناتوان ہر چند ہیں پہلو پاک شب اے رشک ماہ
پھاندیں گے دیوار مثل سایۂ دیوار ہم

۴۹

ردیف نون

۵۰

ہین جوانی مین جو ظالم ہونگی اظلم پیری مین
کوئی چند مار کہن سال اژدہا ہوتا نہین

نفس سی ایسی سری خاطر کو ہی چسپیدگی
محو اعضا سی نشان بوریا ہوتا نہین

دانہ بارود بنتی ہین مری تخم امید
تا نہ برق اونپر گری نشو و نما ہوتا نہین

تشنہ عرفان نہین جبتک ڈلا ہی قیل و قال
تا نہو لبریز ساغر بی صدا ہوتا نہین

سنگیا تصویر ہر دل مین تصور یار کا
آئینہ مین جا کی عکس اوسکا جدا ہوتا نہین

سوز پنہان کو روندتی پہرتی ہین ہم خوشتر کبھی
کب سر خار مغیلان زیر پا ہوتا نہین

ہو سریر سلطنت یا تختہ تابوت فقر
پیر دانش و دل مرا شاہ و گدا ہوتا نہین

بحر وحدت مین ہین گو سر گیا مثل حباب
چوب کیا تلوار سی پانی جدا ہوتا نہین

تیری دیوانی ہین معشوقان عالم ای پری
کون گل ہی جسکا پیراہن قبا ہوتا نہین

باغ عالم مین برنگ سبزہ بیگانہ ہون
غیر باما کی کوئی یان آشنا ہوتا نہین

ولہ

ماہ نو ہی مثل ابرو لیکن اوسکا رو نہین
ماہ کامل صورت روی نگار ابرو نہین

مشک مین خوشبو ہی پیچ و تاب مثل مو نہین
پیچ ہین سنبل مین مثل مو مگر خوشبو نہین

کونسا تن ہی کہ مثل روح اوسمین تو نہین
کون گل ہی جو ترا اسکی رنگ و بو نہین

جام نرگس مین کہان شبنم جو نکلی آفتاب
یار کی آگی مری آنکہو مین اب آنسو نہین

یا کہ گیسو مین ہوا اسیر اپنے سب بدن
جبہہ بہتی کہتی ہین ہو باف کی گیسو نہین

کیون نہو فرہاد ناکام اور خسرو کامیاب
زور زر کی سامنی کچہ قوت بازو نہین

جیسے جنت مین ہین اوس ہی بہ ہی مدام | لائین گر طالع بیدار تری کوچے مین

حال دل کہتی کی ناسخ جو نہین پاتا بار
پھینک جاتا ہی وہ اشعار تری کوچے مین

قامتِ یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین
سرو کو صدقی مین آزاد کیا کرتی ہین

زلفِ شبرنگ کو ہم یاد کیا کرتے ہین
شب تاریک مین فریاد کیا کرتی ہین

نگہِ یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین
دیکھکر برق کو فریاد کیا کرتی ہین

کوچۂ یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین
جا کی گلزار مین فریاد کیا کرتی ہین

گھر جو پی یار ہی ویران تو تصور مین مدام
خانۂ دل کو ہم آباد کیا کرتی ہین

رشک سی نام نہین لیتے کسی کی گھر کا
دل ہی دل مین اوسی ہم یاد کیا کرتی ہین

گذری ہین کوچۂ کاکل سی صبا کی جھونکی
نکہتِ گل کو جو برباد کیا کرتے ہین

ہوتی ہین جا کی ہی مکتب مین سپر خونریز
کیا یہ جلاد کو فکوا استاد کیا کرتے ہین

پھونکتی ہین نالۂ سوزان سی اگر چاہین قفس
ہم فقط خاطرِ صیاد کیا کرتے ہین

ہوتی ہی آفتِ خط قہر خدا سی نازل
پر ستم پیشہ جو بیداد کیا کرتے ہین

ملک الموت اگر کہتی نہین تو ہی عجب
قتل کی تیغ پہ ایزاد کیا کرتے ہین

تو وہ صیاد ہی جو اسکی تجھے لا کہون
طائرِ روح کو آزاد کیا کرتے ہین

انتقام اوسکا کہین نہ فلک ڈرتا ہون
جھوٹی وعدون سی جو دلشاد کیا کرتی ہین

تیرا دیوان ہی کیا سامنی اوسکی ناسخ
جو کہ قرآن پہ ایراد کیا کرتے ہین

51

ولہ

[illegible]

عاشق ہوا ہوں دوستو میں اپنی شکل کا
اُس بیطرح ہے جسم میں جسم ناتوان
اک آن میں نوازش فندق سی آہی پر ہے
سایہ نہ دہوپ میں ہے تہ آئینہ میں ہے عکس
کہنگا نہیں جہاں میں ملا جسکو داغ عشق
ہو شغل گرد و باد ہم ربط با د و خاک
یون گور میں ہے ساتہ ہماری خیال لطف
دکہلا گیا کبہی نہ وہ جسم سیاہ کو
اوراق گل رگون سی جو مسطر کشیدہ میں

میرا ہی عکس آینہ رو ہی یار میں
رشتہ ہو جسطرح گہر آبدار میں
سوفی کی تار ہو گئی تیری ستار میں
باقی نہیں ہی خاک مری جسم زار میں
دیکہو کہ ایک خار نہیں لالہ زار میں
آئی سمند یار جو بیکر غبار میں
جسطرح کوئی اثر دہا رہتا ہو غار میں
آنکہیں ہی سفید ہوئیں انتظار میں
رنگین غزل اک اور لکہون میں بہار میں

ولہ

کہلکر ہوا ہوں جیسے زندان یار میں
یان داغ نخل تن ہین بہار میں
دیوان ہی ہوا جو گریبان کی ساتہ چاک
شکل تیر مرغ نگہ کیون نہو شکار
پیدا داغ سینہ ہو جو کرے ضبط سوز عشق
اہل جہان نے فرض کیا ہی مرا وجود
آلودگی سی دہر میں بچنا محال ہی

ہوں دفن رو زن گہر آبدار میں
شعلہ بجای گل ہی درخت چنار میں
گلبرگ اڑتی پہرتی ہیں باد بہار میں
مانند ماہ نور ہی اوسکے غدار میں
لالہ عیان نہان ہی شرر کوہسار میں
شکل خطوط جیسے ہی جسم نزار میں
خون کافرون کی لگتی رہی ذوالفقار میں

گرتی ہین تارے کہ کہ شب تاب کی طرح
کرتا ہون آہ گر مین شبِ ہجرِ یار مین

بی لطف وقت رو ہی نہو جب تلک دل
روزِ ازل سی ربط ہی گل اور خار مین

ادہن کا دستِ حنائی ہی شعلہ زن
یا آگ لگ رہی ہی یہ برگِ چنار مین

بی یار خم مین یون نظر آتی ہی موج می
جس طرح اژدہا کوئی پہرتا ہی غار مین

گر اُلٹا ہی تو باطنِ انسان کی دید کر
کیا کیا طلسم دفن ہین مشتِ غبار مین

ناسخ گروہِ عشق ہون سمجہا ہی لطفِ یار
پہر عذاب سانپ جو آئی مزار مین

سر کرون آستانِ نازنین سے مین
ہی جی مین داغِ سجدہ مٹاؤن جبین سی مین

کافی ہی مہر یہ داغِ جنون دل مین نامِ یار
سیرا ہون فلک تری تاج نگین سی مین

تصویرِ یار کی جو کبہی کہینچ دی کوئی
سمجہاؤن مرغِ دل کو گل کا غذین سی مین

کہتا ہی چین گیسوئے مشکین مین دل مرا
کچہ مرتبی مین کم نہین خاقانِ چین سی مین

آیا نہ کہکشان مین یہ عالم نظر کبہی
کیا جلوی دیکہتا ہون تری آستین سی مین

دن رات ہی سفر خطِ شکی و تر ہی
رکہتا ہون کام شعر کی بحرِ زمین سی مین

ہی اُنس جسِ گیسوئے مشکین سے جس قدر
رکہتا ہون نفرت اتنی ہی چینِ جبین سی مین

ناسخ نہو جو یکس خوانِ اغنیا
سنتا ہون یہ سخن لبِ نانِ جوین سی مین

پہر رہتا ہی محوِ دل ہمیشہ دیدۂ تر مین
شراب اسکی عوض کب ہو گی ساقی اپنی ساغر مین

کہی ایک پارہ یاقوت ہی اس سالک کہ سر مین
صف مژگان مین دیکہی چشمِ وحشت اثر نے قاتل
کہڑی کر دی اُدہر تو بازون کی یہ لشکر مین

ولہ

یان ازل سی داغِ سودائی دل آگاہ مین
سنگِ اسود جیسے ہو نصب بیت اللہ مین
جا بجا کی کردی اوس قاتل کی جو لا نگاہ مین
سایۂ مژگان چہپا رہتا ہی کانٹی راہ مین

دہ بہشتی رد لگا ہے جو پانی نار سی
دل ہین آیا نظر خورشید یوسف چاہ مین

سون تم سی تاثیر کا قائل جو ای مضمون شوق
یار کو مکتوب پوہنچے نامہ بر ہو راہ مین

ہی وہ حسن جو نظر آتا ہی زیر آسمان
کیون لیلی ہی جنون انگیز خرگاہ مین

مثل نرگس ایک ٹیلی پر ہین انکہین منتظر
کہل گیا ہی گل یہ تیری فرقت جانکاہ مین

ہین ملازم بادشاہ حسن کی سرکار کی
ہم فلوس داغ حسرت پاتی ہین تنخواہ مین

بعد مردن اسکو راحت اوسکو ہی حسرت نصیب
فرق اتنا ہی نظر آیا گدا و شاہ مین

جسم کا ہیدہ ہی غم سی دل سوزان داغ سے
شعلۂ آتش نہان ہی اپنی برگ کاہ مین

رشک نخل وادی ایمن ہی ہر برگ گیاہ
سنگریزی طور ہین اوسکی تجلی گاہ مین

خوش عبث ہوتی ہین نادان ماہ نو کو دیکہکر
اک مہینا عمر کا ہوتا ہی کم ہر ماہ مین

سر ہون کی آستان سی نہ اوٹھی حشر تک
یہ دعا قلق کی ہی یارب تیری درگاہ مین

بی سبب کیونکر کہون ہر گل ہی خندان باغ مین
کچہ تو دیکہا ہی جو یون نرگس ہی حیران باغ مین

یون تصور ہی لب دریا مین اوس چال کا
جیسے طرحی کہاتی ہین خیابان باغ مین

نقش عقرب کی طرح لگتی ہی ہر موج نسیم
موج گل بی یار ہی اب مار پیچان باغ مین

پہینکتا ہی ہر برگ گل کو نوچ کر منقار سے
بلبلین دیکہین اگر خنساء جانان باغ مین

ہوش بلبل کا ہوا ہی کوی جانان کی چلین
آتی ہی برسات تو جاتی ہین انسان باغ مین

دیدۂ قمری اگر روشن ہین تیری نور سی
سرو بیجا ہیں اپی سرو چراغان باغ مین

[illegible]

ابھی آوارگی یہ الس ہی مجکو ناسخ
مثل مَے بزم جہان مین ہی گردش مین

جو بیگناہ ہین اُنکا بھی خون حرام نہین
مقام عشق یہ ہی کبھی کا مقام نہین

نگار تیغ زبان ہون لسان زخم دہان
دہان زخم سزاوار التیام نہین

جو مجکو یار نی مارا تو غیر کو کرو قتل
عزیز و اسکے سوا اور انتقام نہین

نہین جہان مین کوئی منکر امام ایسا
کہ شیخ شہر کی مسجد مین ہی امام نہین

عروج حسن مین کیونکر ہو تجکو بیم زوال
تو آفتاب فلک ہے چراغ بام نہین

نہین حلال کوئی شی یہان بغیر شراب
اسی طرح سی بجز تو یہ کچھ حرام نہین

تمام صفحہ عالم ہی ایک ہے صفحہ
سر کتاب کا یہ اک ورق تمام نہین

نہ سجدہ در جانان سی سر اوٹھاؤنگا
یہ وہ نماز ہی جسکا کبھی سلام نہین

تمام خلق ہی گردش مین جیسے مینائے
بس ایک قائل گردش ہمارا جام نہین

محال پیری مین ہی لطف نوجوانی کا
چراغ صبح مین نور چراغ شام نہین

جو غیر چاہی دلا کر نہ عشق اے دیار
یہی ہی تیغ کہ جسکے لیے نیام نہین

زمانہ محو ہوا دل جو ہی کسی پر محو
مری نگینی مین ناسخ کسیکا نام نہین

لبیاؤن نافہ مشک ختن معاف گیسو مین
لگاؤن سرمہ تیری خاک پا کا چشم آہو مین

جھکی ہی جا ہی پلکین بصر سجدہ طاق ابرو مین
لکھا ہی آیہ سجدہ مقر صفحہ رو مین

[illegible]

٥٥

تفاوت ہی ... رخ مین اور مرو ابرو مین
کبھی ہی یہان عارض کا کبھی یاد خم ابرو دل کو
کبھی ہین خار پہلو مین کبھی گلزار پہلو مین
خیال روی جانان ہی ... ابرو ...
جہان ... خورشید تابان ...
کبھی ... قسمت کا
ترازو ... ناسخ دونون پلے ترازو مین

و له

[illegible]

ہزاروں قتل ہوتی ہین مگر یہ آبداری ہی
کہ لگتا ہی نہین ہرگز لہو شمشیر ابرو مین

تصور اب تو کر موقوف ایدل تیر مژگان کا
ہوی ہین خاک تودہ کی طرح سوراخ پہلو مین

لکھا ہی نقش کوئی ساحری کا خون عاشق سی
نظر آتی نہین یہ لال ڈوری چشم جادو مین

گمان ہی چاہ ابرو ہوئی کا اوس چاہ پہ بیجا
عیان ہی ابروؤن کا عکس آئینہ رو مین

کوئی سر کہلی اسیر سو گیا تہا خواب مین اکدم
رچی ہی نکہت زلف معنبر میری زانو مین

اگر یہ تو فلک گلشن مین ہو خورشید تابان ہی
ابہی پڑتی ہین عکس گل سی تہجالی لب جو مین

تری بس مین جو مجکو دیکہتا ہی رکی کہتا ہی
کوئی انسان نہ آجائی کسی انسان کی قابو مین

تری آنکہین نہین ہین دونون پلی ہین ترازو کی
ہمیشہ نیک و بد کو تول ناسخ اس ترازو مین

خاموشی مجکو ہوئی قفل دہن اندرون
چہٹ گیا مشغلہ شعر و سخن اندرون

دہن یار کی مانند ہوا ہی معدوم
ڈہونڈہتی پہرتی ہین ہم اپنا دہن اندرون

کم ہوئی ہی مری گلبانگ سی راہ منقار
کیون نہون گرم فغان زاغ و زغن اندرون

رشک ہوتی ہی کمر یار ہون سر کی پاتک
کیا ہی کاہیدہ ہوا میرا بدن اندرون

ناتوانی نی کیا مردہ مجہی جیتی جی
پیرہن تن پہ ہی مانند کفن اندرون

زیست سی تنگ دل ایسا ہی کہ اب یہ مری
نظر آتی جو کوئی چاہ ذقن اندرون

ہین جفائین جو ہی اہل وطن کی ناسخ
مجہسی چہٹتا نظر آتا ہی وطن اندرون

لخت دل غنچے پروئی آنسوؤں کی تار میں
دانۂ یاقوت ہیں ہیں موتیوں کی ہار میں

سیکڑوں گردن کی ڈوری کھچ گیا سینہ فگار
پارہ کا لچو ور ادہ ہی قاتل تری تلوار میں

بھوکی مشکیں آبلوں کی آب پلا دیجی سبیل
پڑ گئی ہیں پیاس سی کانٹی زبان خار میں

چھری پیاسو رو رہیں خونفشانی کی لیی
اور آنکھیں ہیں پسیکی روزن دیوار میں

کیا عجب تار کفن پنجا ہیں گر تار نگاہ
جان نکلی ہی بدن سی حسرت دیدار میں

کچھ نظر آئی نہ او کافر مجھے تیری کمر
سالہا او کہی رہی تار نگہ زنار میں

مار ڈالا بات میں ٹھوکر سے زندہ کر دیا
سحر ہی گفتار میں اعجاز ہی رفتار میں

رسم ملک حسن ہے گلفروشوں کی طرح
داغ سودا بیچتی ہیں لالہ رو بازار میں

آفتاب عارض تابان نظر آتا نہیں
سایہ سان پھرون پکارتا ہون کوی یار میں

کیا لطافت ہی کہ منہ میں پان جب اوسنی لیا
سبزۂ خط سا نظر آنی لگا رخسار میں

فصل گل ہی ہاری خارستان گلستان ہوگئی
لخت دل نشترگان میں ہیں خون کف پا خار میں

موسم گل کر گیا پرواز باغ دہر سے
یان ابھی تتگی ہیں ہم آشیان منقار میں

طرز اوڑائی ہی ہماری نالۂ دلدوز کی
چھید پڑ جائیں نہ کیون منقار موسیقار میں

ہم صفیر و گوش پر آواز او راکدم رہو
نالہ سوزون ہیں کچھ باقی ابھی منقار میں

ولہ

ہی ستارہ ذو ذنب یا صبح ہی لف یار میں
خال ہی خورشید میں یا تل ہی یہ رخسار میں

دیکھ لی گر سلک مروارید زلف یار میں
دانت ساری کند ہو جائیں دہان یار میں

ولہ

نور رخ میں ہے عیاں مہتاب و شمس آفتاب — تیری دندانوں کی برابر اختر تاباں نہیں
خار اور خوشخوار ہیں باغ جہاں میں ہم نصیب — موسم گل میں شگفتہ غنچۂ پیکاں نہیں
شکل صاحب بدر و سیارہ لگتی ہے سیمی فرق — زخم میں ہے خندۂ خندان پر لب خندان نہیں
جا بجا ہے کافور سحر ہی مشک افشاں ہے فلک — سایۂ زلف صنم ہے یہ شب ہجران نہیں
ہمنی گل دیکھی ہزاروں سے جہتا ہے اوسکو حجاب — نرگس شہلا سے رنگ دیدۂ حیران نہیں
مردن ہیں آنکھوں میں سرنگ دم دیدہ جگہ — سر کرون کیا بزم عالم میں کوئی انسان نہیں
لاغری سے یاں نہیں ہے جسم لیکن جان ہے — خط جیسی جسم تصویر دکھا ہے اور جان نہیں
کیا عجب گر مسکینی ہو عہد پیری میں مباح — شیر اکل طفل ہے منہ میں اگر دندان نہیں
گو نظر آتا نہیں لیکن دہان یار ہے — کون کہتا ہے جہان میں چشمۂ حیوان نہیں

نامۂ اعمال کل صبح ہے تری زلف سیاہ
آفتاب حشر ہے یہ عارض تابان نہیں

کیوں نفس صبح جنوں نے آج مشک افشاں نہیں — کیا دلا تجکو خیال گیسوئے جانان نہیں
آفتاب حشر ہے تارا ہے اوسکی شام کا — گردش ایام میں صبح شب ہجران نہیں
وصل کی شب ہو چلی صبح قیامت ہے عیاں — صور کی آواز ہے مرغ سحر نالاں نہیں
کل ملک آراستہ دیکھی ہے جسے بزم رقص — آج واں کوئی بگولوں کی سوا رقصاں نہیں
کل جہان جا کے پوش کرتی تھی صدا ہے دور باش — غیر شور گرگ آج اوس جا کوئی دربان نہیں
سبزۂ خط ہے دہان یار نظر سے نہاں — خضر ہے لیکن نشان چشمۂ حیوان نہیں

ولہ

ہولی سب یک کی گلشن میں ادھی میری نظیر
گل ہی بلبل نہیں ممدوح ہی مداح نہیں

دور ساحل ہی تو موتی تو ہی کشتی کی تلی
جوش طوفان ہی مددگار جو ملاح نہیں

ظلم طول شب فرقت کی تطاول نی کیا
دادرس کوئی بجز فالق الاصباح نہیں

زخم خندان سبب حسن ہوا گل کی عوض
ہوں وہ مجروح کہ منت کش جراح نہیں

سبزۂ پشت لب لعل کو مجھا ہی تجھو
خط یاقوت ہی قابل اصلاح نہیں

ہی ہوس یار ملی ہمسے کری غیر کو ترک
مطلب اپنا وہی جو قابل انجاح نہیں

روشنائی سی ہوئی روشنی خلوت فکر
جز قلم اور مری بزم میں مصباح نہیں

ہیں جو ارباب توکل وہ ہوں کسکی محتاج
کشتے کو کچھ حاجت ملاح نہیں

غم نہیں خلق اگر دشمن جان ہی نل سیح
ملک الموت سوا قابض الارواح نہیں

کوئی ای سفاک ایسا ناتوان ہوتا نہیں
زخم کاری ہی لہو اپنا روان ہوتا نہیں

تیری ہونٹھوں پر غبار خط عیان ہوتا نہیں
آتش یاقوت کا جیسی دھوان ہوتا نہیں

دل ہی اوسکا جانتا ہی جسپہ گذرا ہی جال
عشق کا صدمہ زبانی بیان ہوتا نہیں

کردیا ہی عیب بین چشم تصور نی مجھے
حسن تیرا لاکہ پردون میں نہان ہوتا نہیں

خاکساروں سی ہی ہر جا سرکشوں کی سرکشی
وہ زمین ہی کون جس پر آسمان ہوتا نہیں

جو سعادت مند ہیں ہیں وہ بی خانمان
دہر میں پیدا ہما کا آشیان ہوتا نہیں

ہاتھ اپنی طوق ہون کس میں کمر کی نشان
کسکا بوسہ تجھ پر ظاہر وہان ہوتا نہیں

٥٩

دیکھا لعل بدخشان کا تصور دیدۂ گریان میں
رنج عشق میں ہنسانی کا ہی معدن آب میں
روز آتی ہیں نظر ہوون گل کہ زردی میں
پاکی میں آزادگی سی جو زلف میں
زانس ہوتا ہی جسم کا دامن آب میں
قری شمع دریا میں دیوانی جو شاخ گل مرجھا جاتی ہی

کیون سیہ بختی جھلمل مرقد آتی ہی
جسطرح ہوتا نہیں ہی عرق روغن آب میں
یکتائی الفت زبان جس سی آفت پیچ و خم
عرق ہوتا ہی کری کیا لب لعل آب میں
بن بری اہل فضل بادہ سی
ترنا جانتا ہی قاتل کا توسن آب میں
دادرس ہم طوفان

کس قدر اعمال سی خفت اوٹھائی بعد مرگ
کیا عجب تا بہی گرینگ غرق آب مین

جو کوئی نکلا وطن سے خون ہوا اوسکا جگر
سبز ہی جب تک کہ ہی جان کا مسکن آب مین

ہون جہان مین سے ہی رزق عالم بالا پہ میان
ہی صدف محتاج نیسان اور مسکن آب مین

سیکتی ہی یہ دل سوزان سے نالہ شرر ریز
آگ کا معمول ہی کرتی ہی شستن آب مین

گریہ ہی ترسا بچون کی غم مین ناسخ جوش پر
کیا تعجب غرق ہو جائی جو لندن آب مین

سوای مکر زمانی مین رسم و راہ نہین
وہ کون جا ہی جہان چاہ زیر گاہ نہین

ہین گو کہ حسن سی ظاہر مین مثل ماہ نہین
ہزار شکر کہ باطن مرا سیاہ نہین

ہوئی ہی مجکو جبین سی یہ بات اب ثابت
شکستہ دل جو ہوا اوسکی کب آہ نہین

جگر کے داغ ہین بی لطف گر نہو ناسور
جہان مین کون ہی وہ باغ جسمین چاہ نہین

ہمیشہ کام مین غیر و تکی ہین سعادتمند
ہما کو اپنی لیی فکر عز و جاہ نہین

عبث ہی یار کو مجہ دلجلی کی قتل مین سوچ
چراغ کشتہ کا کوئی بہی دادخواہ نہین

سفیدی کفن مردہ سی ہی وان مہتاب
شب لحد بہی مری روز سی سیاہ نہین

جما ہی بزم صنم مین رقیب سنگ قدم
مین کہینچ کر اوسکو اوکہاڑ دون وہ گیاہ نہین

گرا تہا جسمین عزیزو کبہی مہ کنعان
ہنوز چشمہ خورشید ہی وہ چاہ نہین

ہجوم فوج عدو سی جہان مین ای ناسخ
سوای قلعہ مرقد کہین پناہ نہین

راقدان رہتا ہی یاران عدم کا اشتیاق
گر شبیہ اوس طفل کی بنجای سر طفل شنگ

سبزۂ خط کی اوسی ایکدن ہوگی نمود
کسکا نالہ ہی نہین ہی جسمین فریاد جرس

کوئی میرا نامہ بر جز طایر بسمل نہین
ای تصور تیری صناعی کو کچھ مشکل نہین

تخم ریحان ہی عذار یار پر یہ تل نہین
کون دشت ہی اوس لیلی کا جو محمل نہین

غرق دریای شہادت ایک عالم ہو گیا
تل سیح آب تیغ قاتل کا کہین ساحل نہین

کیا بجز حسن کی ہی کمر پیچ و تاب مین
ہی ہجر حجہ مین تجہ مین یہ موہوم زندگی

صدمی دیا ہین مجکو یہ اک رنگ جھرنی
تعبیر ہے کہ یار کی پڑ جائیگی نگاہ

تلوار میری حلق چہ ستم نی پہیر کی
شب ہی زیادہ صبح ہماری ہوی سیاہ

نسبت ہی کیا ہلال کو اوسکی رکاب سے
ہم مست ہین تارک لذات زاہدا

سودائی چشم یار کی ہی پیری اک لیلی
سحر فنا مین مجسے ہی سائل زبان موج

صبح شب وصال کی ہوتی ہی ہم کہان

پیچ و تاب کب ہین بہلا موج آب مین
الدم حبا ہو لسے ہو لسے حباب مین

مصروف ہین ہزارون فرشتی حساب مین
بجلی گری ہی راتکو کل محجب خراب مین

اک جا جو دیکہی عاشق و معشوق دا بیٹہا
جو شیب مین کیا نہ کیا تہا شباب مین

خالی ہلال یا ہی حنائی رکاب مین
الدن تو دیکہ کیسی ہی تلخی شراب کی

ہشکے کمال ہی جو ہرن کی کباب مین
ہی روح جسم مین کہ ہوا ہی حباب مین

ہی زہر سا قیا قدح آفتاب مین

ولہ

۹۱

ہوں بلبل بیت جناب رسالت مآب میں
ناسخ نہیں ہے کچھ سخن سے مجھکو حجاب میں
ای ارمغان موافق شب ماہتاب میں
کس کس طرح نہ دیکھے ساقی پیالہ شراب میں
بیعسکو طرب کیا ہے ظاہر ہیں کمان
پہولوں بہاں طرف گل کا پانی گلاب میں
تو باکرہ فلک بالا کو ہو بزم
پہر دی نہیں عندلیب ہاتھ پھول
پھتی ہیں جیسے بانی کی الکر شراب میں
کی بادہ جام میں مری الفت پاکر پیا

وله

مرگیا میں پہ کسی نے نہ اوٹھایا غم سے
کسی تشنہ سحاب ہوں جلا اسم غم نہیں
داستان وصف عرق ناک وہ رخ میں ہی کیا
جس طرح برگ گل میں ہوتی ہیں شبنم نہیں
اس طرح کو پھیلوں سے پڑا دنیا میں کام
اپنی شہرت پر یقین ہمت حاتم نہیں

۶۲

عبرت کی واسطی یہ قدرت ہی غافلو	کہنچے ہے شیشہ نشتر ہی حباب میں

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
ناسخ ہیں خاک رہگذر بوتراب میں

اوس گل کی شکل دیکھتی ہی چشم پر آب میں
انشکوں میں سخت دل نہیں گل میں گلاب میں
دونی بہار حسن کی کیفیت شراب میں
شہر کی ہے کیونکہ آتش رنگ گل آب میں
ساقی کہاں شب ہی دیدۂ پر خمار آب میں
پانی کی ہی تلاش عبث اس سراب میں
ہم عرش تک پہونچے ہیں کیف شراب میں
دشوار قطع راہ نہیں آفتاب میں
اوسکی نگاہ پڑتی نہیں چشم پر آب میں
گویا کہ برق کوندہ رہی ہی سحاب میں
پنہاں ہی وہ بہار ہی اسکی سحاب میں
نسبت ہی کیا شراب میں اور آفتاب میں
روشن ہی داغ گریہ چشم پر آب میں
پوشیدہ آفتاب نہیں ہی سحاب میں
کہتا ہی اک جہان بسر کو خواب میں
ہوں کیوں نہ مست بادۂ غفلت شباب میں
دریا ہوا ہی رشک فلک عکس پا رہی
خورشید جلوہ گر ہیں ہر موج حباب میں
دم بھر یہ بزم عیش غنیمت ہی ساقیا
ہم بادہ خواری کرتی ہیں جام حباب میں
پی رحیق لعل یار او ہتی سے یار یا
کیونکر رہی نہ موی کمر پیچ و تاب میں
لیتے ہیں سیخ مرشد کامل ہر بیگا
مہتاب میں ہی داغ جلن آفتاب میں
سب بولی ہیں قوس میں داخل ہی آفتاب
رکھا جو آدمی پای حنائی رکاب میں
بالوں میں یوں وہ گوشہ ابرو نظر پڑا
ہو جیسے طرح ہلال نمایاں سحاب میں

[illegible]

بھی استغنا سے ہے باغ جہان ایسا خجل — کون سا شاخ ثمر ہے جسکی گردن خم نہیں
رنگ اسی کا ہے بیٹھا ہے عرق منہ پہ سحاب — اختلاط گل سے رنگین قطرۂ شبنم نہیں

باعث رنج اہل دنیا سے ہے ناسخ گفتگو
غیر خاموشی نہیں زخم دہان مرہم نہیں

صبح فرقت تیرگی میں شام سے کچھ کم نہیں — چاند نکلا ہے افق سے یہ سر ماتم نہیں
جانور ہے سبکو عشق کا کل اپنے خسم نہیں — جو نہ آجائے فریب یار میں آدم نہیں
اپنی صورت پر کیا پیدا اسی اللہ نے — کیوں سزاوار پرستش صورت آدم نہیں
ہے فروتن ایسا ہی زاہد کہ ہوں سب سرنگوں — قامت محراب کچھ بہتر تواضع خم نہیں
نکہت گل کہتی جاتی ہے زبان موج سے — قابل نظارہ رنگ گلشن عالم نہیں
جان لٹ جاتی ہے ادمیں جب ہے ہوتا ہے جدا — عکس ہے جانان ترا آئینہ میں بیدم نہیں
گر گیا میں سو نگاہ کر اور تیرا ہوا — یہ غلط میں جانتا تھا تیجلی میں سم نہیں
زلف سے ملکر کیا غارت دل بے داغ کی — سانپ اور طاؤس سا ہے دشمن ادہم نہیں
شام کی ہوتی ہے کیوں آئی نظر آفتاب صبح — وصل کی شب اور روز ہجر گر توام نہیں
جام کو کیا دیکھکر حیران ہے بیجا شراب — کم ہوئی مجھ غفیر اے دل فقط کیا جسم نہیں
تھی ہے ترک نماز آیا نظر ماہ صیام — سجدہ میں آج کیوں شیشے کی گردن خم نہیں
گر سلیمان دہ پری رو ہے دیار حسن میں — قامت خم گشتہ اپنا ہے کم از خاتم نہیں
سرست ہے شیشی نہ کیوں گرد چشم بستہ یار — جام میں لبریز ہے شیشی کی گردن خم نہیں

دوسری ہے یا قوت لعل سے سلیمان زمان
پھر کیا پیدا تو نے جو قامت خم خاتم نہیں
صاف ہے جاں کی لب گل پر ... کا
دوست دنیا میں نہیں کوئی ... نہیں
... صبح ... غم نہیں
[illegible]

مشرقِ خورشید تیری نور سی ہی دُر نہین
کون ہی بارہ دری مین آج جو شش در نہین

خلق کو فرصت زیارت سی کبھون دم بھر نہین
یار کا موی کمر کچھ موی تمثیل نہین

ہی عیان صبحِ داغ سودا سی تمام
شاہِ تسلیم جنون ہون حاجتِ افسر نہین

بلبلین کیا تو وہی صیاد ای رشکِ چمن
طائر بوی چمن کی تیری آگی پر نہین

عالمِ سفلی سی ہی تا عالمِ علوی سیاہ
ہی شبِ فرقت فلک پہ چاند کیا اختر نہین

ایک ساعت بھی زمانی مین ہوا ہمکو نہ اوج
آسمان پر کیا ہماری بخت کا اختر نہین

ہی سحابِ گوہرافشان اوسکی مطبخ کا دہوان
عود ہی ہیزم نہین یاقوت ہی اخگر نہین

ہر کسیکا کام رکہتا ہی ادہر آسمان
گر سہم ہو بجا سر شوریدہ تو پتھر نہین

سوچ ای غافل بہلا کیونکر سجہی آری نظر
تیری آنکھون سی وہ مثلِ مردمک باہر نہین

ہی شبِ فرقت کٹی ہر دم اب بخت سیاہ
آج مجھکو احتیاجِ بالش و بستر نہین

یار سے جاتی نہ کیون ہر دم تیرا تیرِ نگاہ
آئینہ ہی دل مرا کچھ سدِّ اسکندر نہین

دوستی کسکی یہان ہی ایک دشمن آپ کا
ہی بجا اوسکو جو میری دوستی باور نہین

چشم مین ہی جوشِ اشک اب اور خشک ہی ہونٹ نم
دل مین ہی طوفان آتش کا اثر اتنا بھی تر نہین

عندلیبون ہی گلون کی بیوفائی ہی بحث
کون ہی جسکی لحد پہ پہولون کی چادر نہین

ہو گئی ہی رات میری جان کو دیر سیاہ
آج بستر خواب گل سے دہ بیری پیکر نہین

چین دنیا مین نہین ہی تا فلک دم بھر نہین
داغ ہین یہ گل نہین ناسور ہین اخگر نہین

کون گردن ہی جہان مین جو تہِ خنجر نہین
ہو رہی ہی ایک عالم پر ستم ابرو پر نثار
دم سے نکلے پر جو آتا ہی نہین رکتا ہے پہر
دیکہ لو قہرِ حباب ای اہل غفلت در نہین
مفلسون کی منہ سی ہوتی ہی بات قہر مند کی
در دیہ ای منعمون بیچ ہی روی زر نہین
جیسے کہ چلتے ہی سینے پہ ہون ہزار دس
واقعی ہین وان برابر خاک کی ٹھوکر نہین
ان ہی سستی مین دیداری سے محروم ہین

٦٤

وفور رشک سے کیون ہے گی ہلاک ہلی نی
یہ ضبط گریہ مین عالم ہے بیقراری کا
خشر کی جسم مین ہے جان مایہ غفلت
دلا ہے ہم پہ بری محل جام شراب
مین غش سے اسکی چہڑکتی ہی شیشہ بیہوا

ہمارا کاسۂ سر کاسہ حباب نہین
کہ برق کوندتی ہی بارش سحاب نہین
سوای دیدۂ تصویر کسکو خواب نہین
نصیب صبح کوئی وقت آفتاب نہین
کسی صنم کا پسینا ہی یہ گلاب نہین

بہت قریب سی ہم وحشیون کو دشت ہے
ہماری دشت مین گل تخم کہین سراب نہین

جان بلب ہی دل مرا اوس زلف عنبر فام مین
آفتاب دیر تو اوس چہرۂ پر نور ہی
بعد مدت کلفت غم سی ہوا صاف اپنا دل
ایک جا ہی چشم جانان مین نگاہ قہر و مہر
چندہ صبح شب غفلت سی یہ مفہوم ہی
ہمت ساقی سی ایسی وسعت شب ملی
کیون نہ یون طول شب فرقت ہو قصیر و زلیل
پختہ مغز آتش سودا کو کیا رونی سی کام
شور محشر سا ہی پر تاثیر نالون مین نہین
حرف لاتقنطوا پ بان پہ ہو گئی مثل نگین

غیر ممکن ہی نہو موسن کو انداشام مین
فرق کیا ہی آسمان مین اور اوسکی بام مین
دیر تک ہم تم نہائی گل جو اک حمام مین
تلخ و شیرین سخن دو گویا ہین اک بادام مین
موت کا پیغام ہی تھا وصل کی پیغام مین
مثل جم بحر جہان گویا ہی اپنی جام مین
رات دن ہی آسمان مصروف اپنی کام مین
مادہ ہی خونفشانی کا کباب خام مین
شر دہی چہرنکی ولیکن سخت ہی آرام مین
کیا اثر نام خدا ہی اوس ستمگر کی نام مین

سرشک شاخون کی سبب سے گلعذار ہون مین
ہی میری خاک کی نشتر سے عشق کو آرام
دلا بعد نظم عالم مین سایہ دار ہون مین
بناس جسم مرا لاغری سے طائر روح
اگرچہ پاس صنم اسیری لیکن ای [illegible]
خدا سے وصل صنم کا امیدوار ہون مین

[illegible]

بار اسپہلو کی کبھی ہین لگتا تا ئی ہی نصیب — محتسب کیا ہی خدا کا ہمین جب پاس نہین

خط وہ لکہتا ہی مجہی لکہنی نہین دیتی رقیب — ماجرا یہی کم از قصہ قرطاس نہین

سانسِ شیشہ کی بدن ٹوٹنے لگتا ہی مرا — وعظا مجکو کبھی توبہ ہی راس نہین

قابلِ قرب نہین ہی ادبون کی صحبت — دور رہو ایسی ولا جسکو ترا پاس نہین

طپشِ دل مجہی دیوار پہ ہند اسیتی ہی — در جانان مین جو ہی قفل تو وسواس نہین

رہتی ہین ظل حمایت مین علم کی ناسخ
حامی اپنا کوئی غیر حضرت عباس نہین

دل پہ داغ آویزان ہی اسکی زلف پیچان مین — ہوئی ہین پہول بالا لی کی پیدا سنبلستان مین

جہان کی عشقبازونکا ہی مجمع کوی جانان مین — نہ پروانہ ہی محفل مین نہ بلبل ہی گلستان مین

بہلا دیکہین تو کیونکر روکتا ہی باغبان ہمکو — خزان کی ساتہ ہم آئینگے اکی اس گلستان مین

نہین داغ جنون کو کچھ مضرت آہ وگریہ سی — چراغ اپنا ہی مثل برق روشن باد و باران مین

پسینا یار کی پونچہا ہی جب دامن سی — در غلطان نظر آتی ہین مجکو دستہ مرجان مین

عبث ہی اہل دل پہ ارادہ کوی جانان کا — گذر طاؤس کا ممکن نہین ہی باغ رضوان مین

ہوا طالب مین سست نہ خشک ... — روانی کب ہی دریا کی طرح سیلاب باران مین

ہوی ہین اتحاد عاشق و معشوق کی ... — زلیخا کو ہی سودا اور یوسف جا ہی زندان مین

... — گہر شتی مین دریا کی طرح چاہ زنخدان مین

تصور سیر گلشن مین ہوا یا کوئی جانان کا — بجای گل ہر ایک داغ ہی اپنی گریبان مین

ولہ

اس مین بین یون اشعار پڑہی جا نا سخ
دل کی بہلانیکی اور اب کوئی تدبیر نہین

ہشگی نقش حیات اور اوسی تاثیر نہین
نطق عیسی مین تری نطق سی تاثیر نہین
کیون دلا پیری مین ہی مرنی کی تدبیر نہین
کار حسرت زدگان مین ہی کہان غیر کو دخل
کوئی غفلت ہی حقیقت سی نہین ہی خالی
اری تجہ سی ہوئی ہین دیوانی خدا کو بہی عزیز
خانہ دل نہ کرو ہدم ای اصحاب الفیل
جانتا ہی تو مرا درد بیان کیا ہی ضرور
بس لا صورت ہستی کو کوئی وہم ہی ثبات
ای سہی سرو تری کان کی بہتون کی طرح
ابرو یار کی مانند بناتے ہین طاق
خط سی غمگین ہوا اصلاح سی کر صاف عذار
بذ زبانی ہی دہان گر ہیرے معدوم سخن
کیون دمکتا ہی وہ کندن کی طرح سر تا پا
گل رخون کا جو تصور ہی سخن سنجی مین

ای پیر سخوران یہ پیزا دون کی تسخیر نہین
دست موسی مین تری ہاتہ سی تنویر نہین
ہر جگی صبح لبس ایک کوچ مین تاخیر نہین
شمع تہ ویر کو کچہ حاجت گلگیر نہین
کونسا خواب ہی جسکی لیی تعبیر نہین
کیسی عصیان کرین انکی لیی تعزیر نہین
مثل کعبہ یہ کسی بندی کی تعمیر نہین
دہن زخم کو کچہ حاجت تقریر نہین
یہ جہان آینہ ہی کا غذ تصویر نہین
برگ کاہی شجر طور مین تنویر نہین
اور مسجد کی کسی واسطے تعمیر نہین
محو جو ہو سکے یہ خط تقدیر نہین
بیان ہی موجود دہن خوف سی تقریر نہین
جای خاک اوسکی عناصر مین جو اکسیر نہین
گل فشانی ہی یہ ناسخ تری تقریر نہین

٦٧

ولہ

منہ زرد ہی تمنا کے جی رہا ہون
ای حسرت کیا مین کہہ رہا ہون

بیگانہ ہون کیون گر آشنا سے
بیگانون سے بہی مین آشنا ہون

منہ اونکا نہین ہے شکر ورنہ
ہر بت کہتا کہ مین خدا ہون

امید وصال اب کہان ہے
اوس گل سی برنگ بو جدا ہون

کیون دوست نہ خوش ہون جای ماتم
سیماب کی طرح مر گیا ہون

خلقت خوش ہے جو مین ہون پامال
گلزار جہان مین کیا حنا ہون

ہمسایہ بنگاہ دم مین مثل گل آپ
غنچے کی طرح سے گو خفا ہون

آتش قدمی سی جلتے ہین خار
ای قیس مین وہ برہنہ پا ہون

کرتی ہین گریز مجہسے منحوس
بی شہپر مین سایۂ ہما ہون

ہون قافلۂ عدم سے آگے
اس راہ مین نالۂ درا ہون

ناسخ کی یہ التجا ہی یارب
مرجاؤن تو خاک کربلا ہون

اس دہر مین یار سے جدا ہون
بجلی کی طرح تڑپ رہا ہون

گلبن ہون اگرچہ ہون مین بی برگ
بلبل ہون اگر تو بی نوا ہون

دن رات تصور پرے ہے
دیوانہ مین اندنون بنا ہون

گو بیٹھ رہا ہون ایک جا لیک
پامال نشان نقش پا ہون

افتادہ خاک ہون و لیکن
مین سایۂ شہپر ہما ہون

ضعف پیری مین کہان طاقت کہ سجدہ جو کرین
شاخ مرجان ہو صین عکس ست رنگین شین
یہ تری ہی خط کی ہر عرق آ یا ہین
بزم می مین کچہ نہین معلوم ہوتا کوہ غم
کوہر مضمون لیی پہرتی ہین دیوان شعر
طالب حق ہی اگر مست سالکون کا ساتہ چہوڑ

سجدی کرتا ہون قبلہ گم گشتہ کی محراب مین
پر تو رخ سی ہوی روشن کنول تالاب مین
خورشید پروین عیان ہی حسن مہتاب مین
بار سنگین سب جیسی ہو جاتا ہی کاب مین
ہی روان میرا سفینہ موتیون کی آب مین
لگ گیا دریا مین جو کچہ لگ گیا سیلاب مین

کیون نہ ای ناسخ ہون مین اعجاز ساقی کا مقر
آفتاب اوسنی دکہایا ہی شب مہتاب مین

یون ہی انکہین عیان ہین اشک کی سیلاب مین
اپنی تو وست حنائی کو اگر دہوئی وہان
کسی چہری سی اوٹہائی ہی لب دریا نقاب
استفادہ سخت دل کیا دل گداز ون سی کرین
اشک کی قطری مین یہ مجہ ناتوان کا حال ہے
جلوہ جو سینی ہی یون محراب ابرو کی تلی
درانی ہی انگیا کی چہپا کو بنت کی چہنیان
رشک کی مٹتی ہین ہین سوتی ہین جیسی سبز بخت
خط نظر آتا ہی گر اوسکی ذقن پر کیا عجب

جیسی آتی ہین نظر تر تی کنول تالاب مین
لال ہو جائین ابہی سب مچہلیان تالاب مین
اکونہتی ہین مچہلیان لہرونکی ہیلی آب مین
ایک لاطم ہو اگر بر سون ہی سنگ آب مین
کونی آجاتا ہی تنکا جیسطرح سیلاب مین
شمع روشن جسطرح رکہدی کوئی محراب مین
ہلتی ہین یا کی مچہلی موتیون کی آب مین
سوچ رہتا ہی کہین تجکو نہ دیکہین خواب مین
جمع ہو رہتی ہین اوسکی بیشتر گرداب مین

کیا اوڑا آتا ہوں تیری یاد پاکی ساتہ ساتہ
زیست سی پڑ ہوٹہا کہین ملتا نہین اسرائی
سایہ تیرا چھوڑ دیگا راہ مین رہ جاہی گا
درد دین ہی جو تری دل مین ابہی ہوتا ہی درد
قالب بی روح تہا مینا سو گو یا ہو گیا
بزم عشرت مین ہین طفلی غافلو طبل رحیل
دو ستو لاناہ شیرینی ہماری سیر تہ
کیا بہ تنگ بیٹہہ رہنی لگی شمشاد و سرو
میری مرنی سی کف افسوس گلگون ہوگئے
تو ڈ کی گلگشت سارا باغ تجہہ بن لیس گیا

آج خاک آب آتش بہی ہوا سی کم نہین
بت ہی پرپوشیدہ ہی سینی مین خدا سی کم نہین
ای مسافر جسم تیر النقش پا سی کم نہین
بادہ گلرنگ ای زاہد دوا سی کم نہین
آتش می ساقیا آب بقا سی کم نہین
پہ مجبیرون کی صدا بانگ درا سی کم نہین
خوان گردون مین ستارونکی تپاسی کم نہین
باغ مین وہ سرو قد باد صبا سی کم نہین
اونکو خالی ہاتہ بہی ملنا حنا سی کم نہین
پہول پتا پنکہڑی بوٹا حنا سی کم نہین

ولہ

تلخ باتین آپکی شیرین سخن سی کم نہین
کیسی گرمی مہر برہنہ شرم سی ہوتی نہین
تو حسین ایسا ہی تجہپر مرتی ہین سارے حسین
ہی شب فرقت نظر آنی لگی سامان موت
بعد مرنی کی بہی عشق زلف پیچان ساتہ ہی
جای نرگس چشم آہو جای لالہ چشم غول

چین پیشانی بہی زلفونکی شکن سی کم نہین
پیرہن بہی آپکو جسم و بدن سی کم نہین
ماہ کنعان کو بہی پیراہن کفن سی کم نہین
چادر مہتاب بہی مجکو کفن سی کم نہین
بال بال اوسکا مجہی رگہای تن سی کم نہین
ای جنون جنگل مجہی صحن چمن سی کم نہین

کیا در بان سنگ آستانہ
پیتی ہیں جو گلزار جہاں مین
گیا وہ چھوڑ کر رستے مین مجکو

در دولت سے اور مین ہون
گل اندامو جنا ہی اور مین ہون
اب اوسکا نقش پا ہی اور مین ہون

زمانے کے ستم سے روز ناسخ
نئی اک کربلا ہے اور مین ہون

سب ہمارے ہی لئی تجھ سے لیے پھرتے ہین
کون تھا صید وفادار کہ ابتک صیاد
تو جو آئی تو شب تار نہین یان ہشعر
تیری صورت سی کسیکی نہین ملتی صورت
منکشف گرچہ بظاہر ہون تصور مین مگر
رنگ خوبان جہان دیکھتی ہی زرد کیا
جو ہی مرتا ہی بھلا اسکو عداوت ہوگی
سرکشی شمع کی گلتی نہین گر انکو تری
تا گنہگاری مین ہمکو کوئی مطعون کری

ہم سر زلف گرہ گیر لیے پھرتی ہین
بال و پر اوسکی تری تیر لیے پھرتی ہین
مشعلین نالہ شبگیر لیے پھرتی ہین
ہم جہان ہین تری تصویر لیے پھرتی ہین
کو بکو ساتہ یہ بی پیر لیے پھرتی ہین
آپ زور آنکھون مین اکسیر لیے پھرتی ہین
آپ کیون ہاتہ مین شمشیر لیے پھرتی ہین
لوگ کیون بزم مین گلگیر لیے پھرتی ہین
ہاتہ مین نامۂ تقدیر لیے پھرتی ہین

قصر تن کو یہین ہونا ہے بگو ئی ناسخ
خوب ہی نقشۂ تعمیر لیے پھرتی ہین

دل اوسکو دیا ہمنی تقصیر اسی کہتی ہین
مارا غم فرقت نی تعزیر اسی کہتی ہین

یون ہی دردِ دل سوزان شبِ سر دکی شتا
اوس تن صاف پہ ہی موی کمر تاب معدوم
طائر روح کو سوجھی ہین کیونکر بسمل
ہوگیا زر دپڑی جب کہ حسینون پہ نظر
تازگی ہی سخن کہنہ مین یہ بعد وفات
بہاگئی کون سی وہ بات بتون کی ورنہ

غربا جیسی رستان مین وسوان کہتی ہین
اور محبوب صفا ایسی کہان رکہتی ہین
تیر سے کہتے ہین یہ پیر ورنہ کمان رکہتی ہین
یہ عجب گل ہین کہ تاثیر خزان رکہتی ہین
لوگ اکثر مری جینی کا گمان رکہتی ہین
نہ کمر رکہتی ہین کا فرنہ دہان رکہتی ہین

عوض ملک جہان ملک سخن ہی ناسخ
گو نہین حکم روان طبع روان رکہتی ہین

تیر رہا ہی کہڑا وہ بت شنگ آب مین
ہجر کی شب جب ہوا جوش مری رونی کا
قافلہ سخت دل اشکون مین یون ہی روان
نرم طبیعت کو کیا پر نہی عدو سی گزند
کہتی ہین ہر دم مجہی دل مین تو خوش ہونگی آپ
صحبت نیکان سی ہی فائدہ ظالم کو کیا
عارض رنگین یار عکس فگن ہون اگر
رات کو دریا مین تو او تری جو اہی شعلہ رو
آب ہی سے سبز ہین ساری نباتات اگر

جسنی دیکہی ہون سو دیکہی غلطانک آب مین
صبح کو تیرتا نظر آیا پلنگ آب مین
کرتی ہین جیسی سفر اہل فرنگ آب مین
سنگ ہی ہو جاہی غرق گرپڑی سنگ آب مین
غسل سے جیسی بانکی جب تی ہر چشمہ آب مین
رفع تہ تلوار کا ہو کبہی رنگ آب مین
خلق کو دل سی یقین ہو کہ ہی نہنگ آب مین
شمع سمجہکر کہی آئین پتنگ آب مین
سبز کیا آب کو عجب ملی بہنگ آب مین

[illegible]

مست عالم کو کیا چشم سیاہ یار نی
شش جہت میں ہو چکی ہی دھوم اوسکی تاک میں

ساغری کا ہی عالم ساغر تریاک میں
فرق کیا ہی ڈوبنی والی میں اور تیراک میں

مقبری کو جا ہی شادی سمجھی سو دیوانہ ہی
دفن لاکھوں ہو گئی اس گنبد افلاک میں

دور سی دونوں کا نظارہ ہی نزدیکی محال
فرق کیا ہی آفتاب اور روی غمناک میں

منتظر دل میں ہی ساکن جیسی ہی پردہ نشین
طور چلمن کا ہی میری سینۂ صد چاک میں

تفرقہ اندازی دوران سی دم میں تھا فلو
عالم ارواح میں روح اور تن ہی خاک میں

ضعف سی ایسا خمیدہ ہوں چلوں گر دو قدم
صورت دامن ہی آلودہ گریبان چاک میں

اوسکی ہوتی آئی دی حمام میں مجھکو اگر
ڈال دون میں نقد جان کو کیسۂ دلاک میں

دور ہو سر چند پردہ جذبۂ دل ہی بہان
ہم اگر چاہیں ابھی تم دوڑی آؤ ڈاک میں

آتش رنگ حنا سی ہیں شرای کوچہ گرد
آگ لگ اوٹھتی ہی پاؤں کی خس و خاشاک میں

ہیں گل خوشبو نہایں حقیقی تھی جنت کی پہل
ایسی خوشبو ہی پسینی سی تری پوشاک میں

زلف پیچ کیں مجکو رہ رہ کر دلا جاتی ہی یاد
لائی ہی اے نکہت گل کیوں مرا دم ناک میں

سینہ تلک آتی ہیں ایسی شعلہای داغ دل
شمع ترکش کا ہوا عالم مری مسواک میں

عین سرما میں سکندر کی ہی بستی جس طرح
مردمک یوں ہی جاری دیدۂ نمناک میں

کہتی ہیں جسکو سنہرا رنگ جو ہنگام غسل
تا بہ زر رشتی ہیں دوڑتی کیسۂ دلاک میں

کیوں اوٹھا لائی ہیں ہمدم مجکو بعد قتل
چین سی لاشہ پڑا تھا کوچۂ سفاک میں

[illegible]

الٰہی درد رشس سی تیری دست نگین میں ہے	کون کہتا ہی کہ موتی دست مرجان میں نہیں

کیا ہوا گر شعر ناسخ ہیں عقیدی کی خلاف
آیۂ منسوخ کیا موجود قرآن میں نہیں

باغبان ہم صورت ہی ہم اس گلستان میں نہیں	خندۂ دل صد چاک گل اپنی گریبان میں نہیں
کیا حنیلی میں ہی جو اس گل کی دندان میں نہیں	لعل خندان میں جو ہی گلہای خندان میں نہیں
فرق کیا شاہ و گدا کا اصل ہی دونون میں ایک	فرق ہرجا کی بعد انسان و حیوان میں نہیں
رحمت حق جوش سی بھی کہین عصیان کیجی	شغل بہر کشتی سی ابر و باران میں نہیں
اسفل و اعلی مشابہ ہیں بہم لیکن ہی فرق	اوج انجم دیدۂ غول بیابان میں نہیں
قدر کیا اوسکو بھلا داغ دل عشاق کی	داغ چیچک تاک کی اعضای جانان میں نہیں
ہی سیہ یا نور تو نام خدا ظلمت سی دور	ہے یہ ناک تل ہی تیری چشمان میں نہیں
غول کی آنکھین چراغ اور شیاطین قندیل ہی	ایک شب تاریکی اپنی کنج ویران میں نہیں
کیا مری تلوی میں کانٹا ہی کہ سینہ ہی کسا	غیر کا نقش قدم تو کوی جانان میں نہیں
خضر سی کہو ہی چھوڑون گا تری خنجر تلی	آب آہن کی حلاوت آب حیوان میں نہیں
کس قدر گھونگھٹ میں تابان ہی وہ روی مشتہر	روشنی ایسی چراغ زیر دامان میں نہیں
خانۂ دل ہی شبستان [illegible] بی تاثیر سے	آج تک روزن کوی دیوار جانان میں نہیں
کیون ہی حسن سبز کو عمر ابد یا خضر سے	آب حیوان گر تری چاہ زنخدان میں نہیں
دیکھی جذب زلیخا کھینچتا کیونکر اوسے	کیا گرین یوسف تری چاہ زنخدان میں نہیں

ایک قطرہ بھی ہماری ابر مژگان میں نہیں
دیکھ لو کوئی ہی پامالی کہ آسمان
گاہ خواری سود خواری ایسی دونون

گدای میکدہ کس جا ہے ہیں خاک نشین
یہ عیش تخت پہ کب بادشاہ کرتی ہین

خبر نہیں ہے کچھ انقلاب گردون کی
غرور بیر اقبال و جاہ کرتی ہین

کبھی گورِ غریبان کو شہر خاموشان
کہ داد داد ترے داد خواہ کرتی ہین

ہم اوس صنم کی پرستش میں محو ہیں زاہد
خدا کا جسپہ تبہ اشتباہ کرتی ہین

غنیمت ہوت ہے اوس سے بھلا اگر کیا کون
عبث جناب فراہم سیاہ کرتی ہین

یہ ہمکو سوجھی ہے زلف سیاہ کی مضمون
کہ آج دستی یہ دستہ سیاہ کرتی ہین

کسیکے دل میں رہی تا نہ حسرت شاہی
فقیر اسلیے نام اپنا شاہ کرتی ہین

بشر ہی کچھ نہیں کا ہیدہ اوسکی قامت کی
وہ دم میں سرو کو بھی برگ کاہ کرتی ہین

سیاہ کا ہے جو ہم مست ہین تو کیون ساقی
سفید ریش کو زاہد سیاہ کرتی ہین

فراق میں مری اشعار ایسی ہیں پر درد
کہ سامعین عوض واہ آہ کرتی ہین

ہم اب ہیں عاشق خط بتان نہیں عاشق رخ
جو گل نہیں ہے تو سیر گیاہ کرتی ہین

دلا نہ جین ہو دنیا ہے اگر ہی دعوی عشق
کہ محکمے میں طلب دو گواہ کرتی ہین

بھلا تکبر و غیبت سی زاہدو حاصل
یہ رند کیا ہی فرشتے گناہ کرتی ہین

تری جمال کو دیکھیں زمین پہ آکر
فلک کی سیر عبث مہر و ماہ کرتی ہین

بنا ہوا ہے کیا گل دیوار قہقہے سے مین
جو مجکو دیکھکی بت قاہ قاہ کرتی ہین

وہ بدگمان سمجھتا ہے چاند کا مشتاق
جو شب کو ہم سوے گردون نگاہ کرتی ہین

مزاج میں یہ حیا ہے کہ پھیر لیتی ہین منہ
جو وہ نظارہ مردم گیاہ کرتی ہین

دہیان آتا ہی کفن کا مجکو — لب کے یہ جب قطع کیا کرتے ہین

نیک و بد کیا ہون ہمیشہ باہم — پہول کانٹون سے جدا کرتی ہین

ہوگئے کیا ترے تلوے گلگون — سنگ پا کار حنا کرتے ہین

نہین معرفت ہین فراموش صنم — خاک ہم یاد خدا کرتے ہین

گو نہین پوچہتے ہرگز وہ مزاج — ہم تو کہتے ہین دعا کرتے ہین

موسم گل مین بشر ہین معذور — گل تلک چاک قبا کرتے ہین

شاد ہین باغ فنا مین کب گل — اپنی ہستے پہ ہنسا کرتے ہین

چمن دہر مین محبوبون سے — کیا ہے عشاق وفا کرتے ہین

ہون کدہر آنکہین نگاہین ہین اودہر — کب ترے تیر خطا کرتے ہین

گر خزان آتی ہی پہولون کے ساتہ — پہر بہنا دل کے اڑا کرتی ہین

آج وہ تیغ نگہ سے ناسخ
کشور دل کو لٹا کرتے ہین

رفعت کبھی کسی کے گوارا یہان نہین — جس سرزمین کی ہم ہین وہان آسمان نہین

دو روز ایک وضع پہ رنگ جہان نہین — وہ کونسا چمن ہی کہ جسکو خزان نہین

عبرت کی جا ہی لاکہون ہی طفل و جوان نہین — پیری مین بہی خیال اجل کا یہان نہین

دشمن اگر وہ دوست ہوا ہی تو کیا عجب — یان اعتبار دوستی جسم و جان نہین

ہر گل ہی اس چمن ہی گریزان برنگ بو — سرو چمن ہی کون جو سرو روان نہین

گل کی زبان گنگ ہی تو لنگ پای سرو
کیا عندلیب کبک میں یہ بول چال ہو

اوسکو بھی پوچھے تربتِ اعلیٰ کو ایک دن
سیدھے ہو جو قتل بیدق شطرنج چال ہو

زندو سرود رقص ہو بزم شب میں
ہاتھ آئی گر نہ بہانہ تو صوفی کا حال ہو

مونڈیکو بعد مرگ بھی آرام ہی محال
کس طرح زیر تیغ نہ گیند یکی ڈھال ہو

دو دو نہ میرے آنکھوں میں کیونکر ہوں پتلیاں
آنکھوں میں جو بسا ترا تصور میں خال ہو

کیا نیند آئی ہو جو ہی رات بھر خیال
گل تکیہ سے کو تخمل سا گال ہو

کرتے ہیں کو خون ہمارا کیا حلال
یارب بھلا شب تو ہمیں حلال ہو

تا حشر ہی فراق ہوا گر فراق میں
تا شیر کہیں وصال میں میرا وصال ہو

صبح کی ہوتی ہی ہرگز نہیں جینا مجھکو
وصل جانان میں عبث ہی غم فردا مجھکو

اے پری تو نہیں جو نہیں ہی سنہری انگیا
آج آئی ہی نظر سوتی کی چٹیا مجھکو

سوتیوں کا نہیں گچھا یہ تری بالوں میں
آیا ہالی میں نظر عقد ثریا مجھکو

طفل اشک آنکھوں میں یہ دھوم مچاتی ہیں بسر
جیسے وہ طفل گیا جھوکے تنہا مجھکو

کبھی تھیر ہی لگانی نہیں آتی اطفال
ہی کسی طفل کی فرقت میں جو سودا مجھکو

سینہ سوزی چرخ دنی کرتی ہیں جو گردش میں
چرخ یہ جا کا دکھاتی ہیں تماشا مجھکو

ہای جانان میں یہ پورہ کہ جب نیتی چھوٹے
ہاتھ آیا وہیں سو سی پیپنا مجھکو

سنج کیا دیکھی اوس بت کو نظر آتی ہیں
کاش دیتا نہ خدا دیدۂ بینا مجھکو

وله

ہجر میں آنکھیں بہا لائیں جو بس سیلاب کو
کر دیا بالکل شفق گون چادر مہتاب کو

ہی محل عشق ای دل گردش لیل و نہار
دیکھ پروانہ کی ونکو اور شب سرخاب کو

کون ہی جو بہر انسان کو کرتی ہی قتل
ہم نہ پہچانے کہین سیماب کو

موج زن ہو بعہد موسی کی طرح دریای تن
گر مری آنکھیں نہ ضبط اک دم کریں خون ناب کو

ہی یہ وحشت مجھی شبہای جدائی میں اوسی
شعر میں بھی میں نی دشنو سیبی باندھا خواب کو

وصل میں بھی جستجو ہی یار یان غفلت سے ہی
عین دریا میں ہی گردش جس طرح گرداب کو

ہو گیا عشق لب دلدار میں مجکو جنون
مفسد خون کر دیا ہی بخت نی عناب کو

جا ہی سجدہ مجکو سنگ آستان یار سی
سجدہ ہی کرتا ہون اوسی دروازی کی محراب کو

عقل اپنی عشق غارتگر کو کیا ہو سد راہ
روک سکتا ہی بھلا دربان کوئی سیلاب کو

استفادہ ہی اہل دنیا میں دیانت کا رواج
لیں جو تو مثل صدف باندھین گرہ میں آب کو

گر ترقی چاہتا ہی کر کسی کی پرورش
خاک سی فرق شجر پر جا ملی ہی آب کو

زاہدان خشک شب بیدار ہیں تو کیا کمال
بستر کر دیتی ہی زائل یبوست خواب کو

ہیں جو جھنجھلا در سر اونکو نہیں سامان عیش
موت کا سامان زخمی گنتی ہیں جہتاب کو

پچھلیاں دروازۂ جانان کی کیا راحت میں ہیں
بی کلی ہوتی ہی ورنہ ماہی بی آب کو

قدر جیتی جی نہیں ہی کچھ ہمای ناسخ مجھی
یاد مدفن میں کرون گا صحبت احباب کو

[illegible]

شگفتہ گل کی طرح باغ جہان مین ہیچ
نظر آیا نہین اللہ یہ ہی لائق شکر
نسخے مین دانۂ زنجیر طبیب سو لکہدو
گل سی چہاتی پہ نہین بورا ز چہپے کا کیونکر
رو ٹہنک اپنی سنم سی جو چلا مین افسوس
آج جہان ہون اک مہر لقا کے گہر پر
وہ تو غفلت سی یہ کہتا ہی کہ کل آؤنگا
کہینچی جلاد اجل خط مری گردن پہ کہین
روی جانان کا نہین تاک سنہرا ہی ورق
بستر غم پہ یہی ضعف کہ رہتا ہی خیال
تو ہی اشکون کی روانی کا نہو مجہی بیان
دست پیغام بریار مین مکتوب نہین
نبض ہجران صنم دل کی برابر ہی عزیز

تجہسے خالی نظر آئی نہ کوئی جا مجہکو
ہی شکایت دہن بت کی یہ بیجا مجہکو
ہوگیا خال تہ زلف کا سودا مجہکو
کر دیا چاک گریبان کہین سودا مجہکو
نہ پکارا کوئی ناقوس کلیسا مجہکو
عشق مین ماری ملا اوج مسیحا مجہکو
اور اک دم نہین جینی کا بھروسا مجہکو
یاد آیا ہی اب اوس طفل کا گہنا مجہکو
نظر آتا ہی یہ قرآن مطلا مجہکو
پیس ڈالی نہین صورت دریا مجہکو
پہر تقریر یہ لین گر لب دریا مجہکو
آگی سو سی ٹی دکہایا ید بیضا مجہکو
ہی سواد شب دیجور رسد یلدا مجہکو

وہ خریدار ہون بازار جہان مین ناسخ
غیر سودا نہین ملتا کوئی سودا مجہکو

باغ مین کہا جو سرو قامت صیاد کو
یاد تہا کیا جو ہر عاشق کشی جلاد کو

فاختہ سولی سمجہتی ہی ہر اک شمشاد کو
آب ستیزہ مین سمجہا یا تیشۂ فرہاد کو

[illegible]

٧٩

مزا وصال کا کیا گر فراق یار نہو	نہیں ہے نشہ کی کچھ قدر اگر خمار نہو
نہ رووے کوئی عاشق یہ حکم ہے اوسکا	کہ شمع ہے مری محفل مین اشکبار نہو
جو تجھکو آئی تو مین خوش ہوا کہ موت آئی	کسیکو یار کا اتنا بھی انتظار نہو
نہ کیون ہے سیب تو عناب ہے لب شیرین	نہیں ہے سرو وہ خوش قد کہ میوہ دار نہو
وہ سرو ہون مین صنوبر صفت کہ در کنار ہے یار	پے نثار کبھی گور ہمکنار نہو
ندائی آتی ہے عدم سے مجھکو خواب عدم	اگر سرائی کوئی خشت گور بھی یار نہو
رہا ہے حسن بتان سے دل شگفتہ مرا	جو اس چمن مین خزان ہے تو پہر بہار نہو
گئی ہے کیسی سمانی سی رسم سرگرمی	عجب نہیں ہے جو پہر مین بھی شمار نہو
نہ سننے سے کبھی ہم راز پوشش واقف ہون	برنگ غنچہ جگر جب تلک فگار نہو
تری نمرہ کی جو تشبیہ اوس سے ترک ہین	کسیکے تیر سے کوئی کبھی فگار نہو
دم اخیر تو کہ لین نظارہ جی بہر کر	آلہے خنجر سفاک آبدار نہو
ہوس عروج کے لیجائین گر یہ دنیا سے	کبھی پابند ہوا سے کوئی غبار نہو
کمال صورت بیدرد سے تنفر ہے	نہ دیکھیں ہم کبھی اوس گل کو جسمین خار نہو

ہزارون گور کی راتین ہین کاٹنی ناسخ
ابھی تو روز سیہ مین تو بیقرار نہو

اہل صفہ مین جو بت اوسکا خریدار نہو	جوش سودا کہین ای دل سر بازار نہو
لب و لا اب کسی گیسو کا طلبگار نہو	قید ہستی مین تو ہی اور گرفتار نہو

ہای اس کاکل پیچان کی تصور کی عوض
اوسکا دیدار جو ہوگا تو قیامت ہوگی
گو رہین آنکہین نکیرین کی روش حیرت مین
دولت وصل کی خواہش مین ہوا تہا عاشق
صاف اون آنکہونکو سمجہا تہا مین آہو لیکن
باغ مین آگ لگی آئی نظر ترے بغیر

کاش تا کاش کو دی اونہی پیچان مجھکو
کردیا یار کی تصویر نے حیران مجھکو
آگئی یاد مجھ ہم مشرب ہجران مجھکو
ہاتہ آیا نہ مجھے خنجر شہیدان مجھکو
پنجہ شیر ہوی پنجہ مژگان مجھکو
سرو دکہلائی دی سرو چراغان مجھکو

واعظا ہی یہی ناصح کی دعا بعد نماز
جای فردوس ملی کوچہ جانان مجھکو

ہجر مین مر گئے جب کاٹا شب دیجور کو
لائین گر موسی ید بیضا مین شمع طور کو
بولی موسی دیکہکر اوس عارض پر نور کو
بزم مین ہو سکو تیری رقص کی آگی فروغ
رنگ اسی کہتی ہین آویزہ کیا یا قوت کا
بہاگ جاوے گا جہنم کو مین جنت چہوڑ کر
دیتی ہین زلفین تری اس رخ سی زیادہ مجھکو پیچ
خواہش دیدار مین تار نگہ ہی جسم زار
قصر ای منعم بناتا ہی تو اورون کی لیی

سمجھے ہم کافور سپید صبح کی کافور کو
کرسکین روشن نہ فرقت کی شب دیجور کو
کر دیا روشن اسی شعلہ نی شمع طور کو
جنبش دامن مجھا دیتی ہی شمع طور کو
عکس سے وہی بارش آویزہ بلور کو
آتی ہوگی نازآدم زاد کی گر حور کو
دن سی افزون رات ہماری ہوتی ہی ہجور کو
طی مین اک لحظہ مین کر جاتا ہوں راہ دور کو
جانتی ہین ہم برابر مجھکو اور مزدور کو

جنون سے کبھی تشہیر ہوگی اب نہ زنجیر کی خواہش
بجائی سبحہ و زنار سر شیخ و برہمن کو

جو مست کشش ہین پھر غنیم اونسے بیتی ہین
جھکائی کیون نہ پیش جام شیشہ اپنی گردن کو

خرابی ایک کی تو دوسری کی ہان ہی آبادی
بناتا ہی فلک بت گر اگر خانۂ تن کو

ہوئی اوسکی کف پا سے صحرا مین جو نورافشان
وہین جادہ کنارہ ہوگیا صحرا کی دامن کو

نظر آتا ہی یہ اوسکی شعاع حسن کا عالم
کہ سب کہتی ہین پردہ کر کہ بیکار اوسکی چلمن کو

نہ کیون ای شہسوار اپنا رکھون سر زیر سم ہر دم
کہ مین سمجھا ہون محراب عبادت نعل توسن کو

ہوا انگشت مین پی یار ایسا جوش نقش دیکھا
گرایا ہی سیل اشک سے دیوار گلشن کو

کسی مجھسی نہ یان مین ستم دیکھا نہین جاتا
بجائی شمع کاٹین اہل محفل میری گردن کو

جو ہوتا وصل قسمت مین نہ پھرتا یون جدا مجھسے
کہ طالع سبکی ہین معلوم اوس طفل برہمن کو

دل ان مجہ بیقرار عشق سے چھوٹا تو بس چھوٹا
نکل کر جا نہین سکتا ہی پھر سیماب معدن کو

فلک کے سردمہری سے ہوا ہی انقلاب ایسا
بناتا ہی زمستان رشک گلشن جیسی گلخن کو

سر شوریدۂ ناسخ پہ احسان آخری ہوگا
بنا لینگی جو سنگ کودکان ہی اوسکی مدفن کو

لگا دی شعلۂ عارض سے گر وہ آگ گلشن کو
کیا اب ہیچ سمجھین بلبل و شاخ نشیمن کو

پس از مردن تو مشت خاک چھوٹی تیری دامنکو
قدم رکھتا ہی کیا ظالم بچا کر میری مدفن کو

وہ اکسیر آتش غم ہی کہ اپنی آہ سوزان نی
طلائی اک دم مین کر دیا زنجیر آہن کو

چڑھائی بادۂ مشکین کسی بہکر گشت گل کا
غزالان بیابان نی جو دیکھا میری مدفن کو

کبھی تیری مسی آلودہ ہونٹوں کی ثنا خوانی
خدا نے اس لیے اتنی زبانیں دی ہیں سوسن کو

اگر مضمون باندھوں چار دن دندان جانان کی
زمین شعر کی کردوں خجل ہیرے کی معدن کو

اگر اوسکی جگہ پر ہوتی آنکہ اپنی تو کیا ہوتا
بجست دیکھتی ہیں ہم در جانان کے روزن کو

ظہور حسن گر چاہے نہ عاشق کو رلا یا کر
چھپا دیتا ہے باران دیکہہ مہر و ماہ روشن کو

موافق جو ہلی کی سمجھی ہیں سب رتبہ جانان
کہ نوری جانتی ہیں مشرق خورشید روزن کو

برنگ زخم سپید روی ہے تو خنداں ہے اے قاتل
ہماری زخم نے پر خون کیا ہے چشم سوزن کو

بنا دی شیشئہ مے آ دسکو ہی آتی ہے متوالا
جو پھینکے میکدی میں محتسب سنگ فلاخن کو

نہیں تاب سخن آگے مسی آلودہ ہونٹون کی
زبانیں ہیں زبانیں گرچہ دیں خالق نے سوسن کو

جو پھری دیکھی جو اوس رشک چمن کی دست نازک میں
بھلا یا بلبلان باغ نے شاخ نشیمن کو

سمائی گو نہ ہم اوسکی نظر میں ایکدن لیکن
غبار اپنا پس از مردن ہے سرمہ چشم دشمن کو

غبار اکدن نہ ٹوٹا جب ہوا ہے چرخ مینائی
سجا ہے جام یاں گردش ہے سنگ فلاخن کو

گریبان چاک ہے اپنا بسا تھا مے الک نالہ
ہنسے میں گل اڑا دیتی ہیں بلبل تیری شیون کو

بھلا غیر از غزل خوانی مجھے ہے کام کیا ناسخ
بجز نالہ نہیں آتا ہے کچھ مرغ نوازن کو

بے ثباتی ہے نہایت حسن بے ناموس کو
پائداری ہوتی ہے کم شمع بے فانوس کو

ہے گریز اوس زلف کو میری دل پر داغ سے
بھاگتی ہیں سانپ جیسے دیکھ کر طاؤس کو

جیسے میں نالان لگا رہی بتوں کی عشق میں
توڑ ڈالا کافروں نے دیر میں ناقوس کو

بحسرت دیکھتا ہے کنعان مچکر ای ناصح
دیا دل حبشی بچے نے ایک محبوب حجازی کو

یہ جو ہر گز دن خرمن یا و دہقان سبز ہو
چاندنی کا کھیت مثل کشت دہقان سبز ہو

لخت دل غنچوں سے پیدا ہوں اگر برگ گل
گر بہاری ابر مژگان سے گلستان سبز ہو

خلق کو حیرت سے ہو کیونکر سرو پے چلنے لگا
گر تری پوشاک اے سرو خرامان سبز ہو

سنہری رخسار جانان عکس افگن ہو اگر
آئینہ مثل زمرد پیش جانان سبز ہو

تم بادلے سے ہر دل مردہ کو ہے آواز سے
آب حیوان سے خداوندا نیستان سبز ہو

کیا عجب گر زہر مار زلف کی تاثیر سے
تار سنبل کی طرح میری رگ جان سبز ہو

آگیا ہے یاد رونی میں کسی کا حسن سبز
اشک آنکھوں سے اگر پوچھوں تو داماں سبز ہو

مرہم زنگار رکھ میرے دل پر داغ پر
ہے طلسم تازہ گر سرو چراغاں سبز ہو

دیکھتا ہوں میں کسی کے سبزۂ خط کی بہار
کیا عجب مانند خط گر میری مژگان سبز ہو

تیری سنبل کے سامنے ہو جائے گل کا زرد منہ
آگے زلفوں کی نہ ہرگز سنبلستان سبز ہو

عکس گل سے ہے شراب لعل گون سر سبز
کیوں نہ مینا کی طرح سرو گلستان سبز ہو

روتی پھرتی ہیں جہاں میں اسلیے ہم مثل ابر
شاید اشکوں سے کہیں کو غریبان سبز ہو

چشم تر سے گر خیال دست رنگین میں کہوں
صورت شاخ حنا پھر شاخ مرجان سبز ہو

فیض ظالم سے نہیں پایا کسی نے غیر ظلم
آب خنجر سے بھلا کیا کشت دہقان سبز ہو

سبزۂ خط کی مضامین اسمیں باندھے ہیں تمام
ہے بجا شعلہ اگر قرطاس دیوان سبز ہو

خاکساران جہاں کا ہے ادب لازم مجھے
... دیوار کو

۸۴

ہو یقین دیکھی جو دونون ابروِ خمدار کو	دو دھری ہی کھینچی کھینچی جو اک تلوار کو
دی ہی خالق نی ازل سی ابروِ تلوار کو	کیون نہ آنکھون پر جگہ ہو ابروِ خمدار کو
ہی بجا مشکل جو گھر مین بیٹھنا ہی یار کو	جو کہ یوسف ہی بجائی کس طرح بازار کو
رحم آجائی اگر موران کو سے یار کو	کھینچ لیجائین کہین میری جسم زار کو
کون ہی گلگشت کا عازم کہ استقبال کو	گل پیادہ ہو گئی گلشن سی چلی بازار کو
آبلی جبتک نہو ن جاتا نہین صحرا کو مین	تا نہ میری سخت تلوون سی ہو ایذا خار کو
چیر بی و نرمی بچا لیتی ہی غمخوار و نکو ہی	زنگ کہا جائی نہ چلنا ئین اگر تلوار کو
قتل کرتا ہی مجھی تیر ادا انداز نماز	سجدہ گہ ہی سنگ تیغ ابروِ خمدار کو
ہی اگر دربان سلامت یار کا تیز نگاہ	غم نہین تو بند کر دی روزنِ دیوار کو
کیا دلا شکوہ بتون کا قصۂ موسی ہی یاد	رنج دیتا ہی خدا ہی طالبِ دیدار کو
سورۂ یٰسین کی بدلی حشر کی صورت ہی	مرتی دم مین یاد کرتا ہون خرامِ یار کو
ہین غضب رنیدون کی سپرو شاد رہتی ہین مدام	رات دن ہنستی ہی دیکھا ہی لبِ سوفار کو

سامنی خالق کی ای کلک کرام کاتبین
روز لیجاتی ہین لکھ لکھکر میری اشعار سب

چاہیی نقدِ دل عشاق زلفِ یار کو	ہی بجا گر خزانی سی محبت مار کو
عطر ملنا یوہین ای مشاطہ زلفِ یار کو	مشک نافہ جیسی لیجائی کوئی تاتار کو
خط نی کیا سید اپنایا کاکلِ خمدار کو	کر دیا بیکار مورِ ناتوان نے مار کو

گر کرے ترا لب وضو تاثیر زہر خشک سے — موج دریا خار ماہی کی برابر خشک ہے
گر لیے سیری نالوں سے تو پہاڑ سنگدل — ہے یقین مانند بیخ ہر گر نہ پتھر خشک ہے
ڈوبے ہی دریا میں اگر تو اپنی زلف عنبرین — مثل موج ریگ غم سے موج عنبر خشک ہے
شعلہ زن ہے آتش رنگ گل رخسار یار — کیوں نہ شاخ سنبل زلف معنبر خشک ہے
دیکھکر آغاز خط اوس گل کی آنکھیں تشنگی — کیوں بنایا آئینہ دست سکندر خشک ہے
تو جو اے سرو روان گھر کو چلی گلزار سے — سوز غم سے ہر شجر مثل مشجر خشک ہے
تر پسینے سے ترا دیکھے جو روئے آتشین — کیوں نہ شعلے کی طرح دم میں گل تر خشک ہے
بھیجوں اوس صیاد کو نامہ تو مارے تیر کے — مثل مرجان جسم میں خون کبوتر خشک ہے
جا بجا جسم میں بہے اب جوئے اشک و آہ — نخل ماتم سبز ہو دل کا صنوبر خشک ہے
چشم تر کو گرمی داغ جنون سے کیا خطر — تابش خورشید سے گرداب کیون کر خشک ہے

میری آنکھیں روتی ہیں ناسخ ابھی افسوس میں
آہ ہم تر ہوں لب آل پیمبر خشک ہے

مہر تاباں جانتا ہے ہر سحر آئینہ کو — دیکھتا ہے تو اگر وقت سحر آئینہ کو
یوں تجمل کرتا ہے وہ رشک قمر آئینہ کو — زشت رو ہے جیسے نادم دیکھکر آئینہ کو
عاشقوں کا دھیان جو ہے جانتا ہے وہ صنم — شانہ کو تو سینہ چاک اور چشم تر آئینہ کو
یوں ہی آئینہ دل کو نہ تو دیدے بیباک — دوست کہتے ہیں حسین اے فتنہ گر آئینہ کو
عکس اگر اب کبھی [illegible] سے ہٹتا نہیں — وہ صنم حیران اپنا دیکھکر آئینہ کو

۹۶

[illegible]

جو شب بیدار ہیں وہ غافلوں سے پیچ ہیں غالب
بہت سی فوج پر بھاری ہی تھوڑی فوج شبخون کو

جو ہیں بے عقل دنیا میں وہی کچھ عیش کرتے ہیں
ملا ہی دور گردون سے خم خالی فلاطون کو

یہ نادان کہتے ہیں لایا ہی گردش میں مجھے گردون
مگر گردش اوسنی دی ہی جسنی دی ہی گردش گردون کو

ہے سے اوسکی جو نشہ وہ ہو اوسکی دیکھی سی
نہ جام بادہ پہونچیگا تمہاری چشم میگون کو

گلستان شہادت گاہ میں ہے یہ زخم گل پہولا
بنایا شاخ گل قاتل نے اپنی دست پر خون کو

عمل گر ہی تو کیفیت ہے ورنہ علم خالی کیا
بنایا قطرۂ مے ملگیا گو خم فلاطون کو

مجھی سمجھو کہ عاشق ہی اوسی سمجھو ہی دیوانہ
ملا کر میری تصویر سے تصویر مجنون کو

کیا بیہوش تونے جام مے دکھلا کے اے ساقی
کہ اکثر دیکھتا تہا میں تیری چشم میگون کو

اثر تہا نالۂ شبگیر میں جن روز ون اے ناسخ
لیا کرتی تہی اکثر ہاتہ میں زلف شبگون کو

غضب ہے سرو باندہا اوسنی کی قامت گلگون کو
یہ کس شاعر نے ناموزوں کہا مصرع موزون کو

ذرا دیکھی کوئی ابرو تو سمجھی قدر شاعر کی
لکہا ہے مصحف تقدیر خدا نے بیت موزون کو

نہ کوئی مال دنیا کا اوٹہا لیجائیگا سکندر
نہ بہانے میں نصیب ایسی ملی ہیں کتنے قارون کو

یقین ہووے اک جہان کو مشک ایسی کاغذ میں رکہا ہی
کرون تحریر جس پر زلفون کے مضمون کو

سیہ گو شعر دل پہ تصرف سخت مشکل ہے
یہ ممکن ہے سخنگو کی کرے ربع مسکون کو

ہو اول مشرق خورشید معنی اس خم مے سی
کیا ہے ہمنی حاصل تری اشراق فلاطون کو

بجا ہے شیشہ و اثر ون ساغر لبریز ہوتا ہے
ہمیشہ کیا ہی اولٹی سرتہی ہے بخت واژون کو

ہوس ہی آمد لیلی میں تزئین کی جو مجنون کو
ہی وہ میں چہرہ روشن تو بی نو آفتاب سے مین
خرابات جہان مین تک عشرت کرتی ہی اترا تا
اگر ایسی ہی ان اہل دل کی پستی ہمت
یہ اوج نشہ ہی ہی کہ بد مستی مین گر جا ہون
نہ سمجھا چیز کچھ تیمور اسکو لنگ ہونی پر
پسینا اپنی ہاتھی کا نہین جھاڑا ہی ارنکلی سی
کسی ساہی سنگی شنگرف کیا تاثیر ہی قاتل
کوئی بیدرد گل ایسا نہو گا باغ عالم مین
زمین شعر کو جو تہا افلاک مین نی بنایا ہی
ابہی سنجہ کو ہر کوئی بحر رمل سمجھے

تو کوسون یاس نی پرنزر کیا دامان مجنون کو
مری سوز سینہ سے کیا ہی نسبت لفظ مسکون کو
پسند آیا اسی خاطر خم خالی فلاطون کو
یقین ہی فتنہ رفتہ رفتہ لینگی سر پر گنج قارون کو
پلک مارون زمین پر ابہی بیٹا گردون کو
مری وحشت کی آگی کیا ہی وسعت ربع مسکون کو
یہ اوس بی قدر نی توڑا ہی سلک در مکنون کو
لکہا ہی مینی جو تیری عارض گلگون کی مضمون کو
سمجھتا ہی گل لالہ وہ میری چشم پر خون کو
لکہا ہی آفتاب روی جانان کی جو مضمون کو
کرون موزون مین اپنی خاکساری کی جو مضمون کو

جو اوس خورشید رو کی عشق میں ہاتھ آئی اکسیر
تو ذرون کی طرح دم میں اڑا دون گنج قارون کو

درازی یاد دلواتی ہی اوس کی زلف پریشان کو
گیا میں عالم وحشت میں جب سیر بیابان کو
نہ دیکھا ساتھ گلشن میں جو اوس سرو خرامان کو
کسی دن آنکی دیکھی شانہ عاج اوسکی انگشت

عزیز اسطرح سے کہتا ہون میں شبہای ہجران کو
لٹا تا شیر قالین کی طرح شیر نیستان کو
کیا سرو چراغان آہ نی سرو گلستان کو
کبھی دیکھا نہ تھا جسنی ید بیضا میں ثعبان کو

کھون اب آنکھون ظلمت شبہای ہجران کو
اثر بلکی دکھایا ہی بہت میری دعا نی
مقابل اوس کی کی دیوار زندان کو
کہ میری ہوش کی ہچکی رکھا تخت سلیمان کو

پھر کر بن کہانی کو جاتی طور پر اب کون کلیم
پستی ہمت سی بچتا ہی کوئی مال بخیل
شاخ گل نی ہی برنگ گل وہ طفل نیلوفر
نی ہی ہی عسرین ہی بہن غلمان بہی ہر نیک دوستن
نقش پا ہی محتسب پائی زر رند وکا سراغ
خیمی نوائی مین ہین مصرف جو یہ اغنیا
ہین نمائی مین جو مکار اونسی ہی محتسب گریز
ہی خرابات جہان مین عالم فیض منیر روش
ہی برابر سالکون کو اسفل و اعلی سی راہ
ڈھونڈھتے ہی نہین ملتی خدا کی گھر کی راہ
حلقۂ آغوش سی اوس طفل نی جب کی گریز
گر غرض باچیر سی نکلی اوسی رکھی عزیز
کیون ہماری حال سی رہتا ہی غافل ای صنم
نقل سطر آجاتی ہی زیر قدم زلف دراز
ہو نہین ایسا حرم کی قابل گہ گنبد کی طرح
آدمی کو مبتلای حرص کر دیتی ہی عقل
عشق جب وارد ہوا کی عقل نی دل سی گریز

دیکھ پایا ہی ستم تیری تجلی گاہ کو
زور ہی اہل جہان سمجھتے ہین آپ بیچارہ کو
نکہت گل کہتی ہین ہم گرد بازی گاہ کو
ترک کرتا ہون مین زاہد عشق خاطر خواہ کو
سر سی طی کرنا ہی لازم مسکدی کی راہ کو
جانتی ہین تنگ شاید چرخ کی خرگاہ کو
جانتا ہون شیر اس صحرا مین ہر روباہ کو
مستی می ہوتی ہی یکسان گدا و شاہ کو
راہ رو کرتی ہین طی پست و بلند راہ کو
چاہتا ہون اندلون ایسی بت گمراہ کو
تیر مین سمجھا بس اوسکی قامت کوتاہ کو
پیار سی آغوش مین لیتا ہی شعلہ کاہ کو
ایسی بندون سی نہین غفلت کبھی اللہ کو
کھینچے کلک ای طفل تیری قامت کوتاہ کو
آہ کہتا ہی فلک ہی بس کی میری آہ کو
جانتی ہین جلالت اطفال بازی گاہ کو
ایک جا دیکھا ہی سنی شیر اور روباہ کو

[illegible]

بحر جہاں میں تیری عدالت ہی اسقدر
ہر موج میل ہر ہی چشم حباب کو

صدمی اوٹھانیوالی ہین زیر فراق کی
کیا لائین ہم شمار میں روز حساب کو

چھوتا ہی چھاتیان عیش اوس بحر حسن کی
ناسخ ستم ہی ہاتھ لگانا حباب کو

دی آگ اوسنی یہ تو رخ سی شراب کو
یہ جانتا ہی جہل سی زاہد شراب کو
بھولون وصال یار میں کیا اضطراب کو
ابرو جبہ ہر کو لگا ہی بجلی سی گر پڑے
کیا بال کر دیی ہاتھ غم ہجر نی سفید
حاجت نہیں نماز کی مستی میں زاہدا
گلشن میں گر وہ ساقی میکش کری نگاہ
اوس چشم مست کے ہون تصور میں با وہ کش
جام شراب بیتی ہی چمکا ہے حسن یار
ساحل کی دوستی تری ابرو کی عکس سے
اس دل کی ہاتھون چین سی گذرا نہ ایک دن
محشر کی روز دامن تر کام آوی گا
مٹتا ہی دم میں صفحۂ عالم سی نام بھی

سیندہ جام می سی کیا آفتاب کو
دیکھا ہی شیشہ ہ لی کہان آفتاب کو
دریا میں ہی قرار کہان موج آب کو
رکھتا ہی وہ کمان میں تیر شہاب کو
باندہیں شب وصال ہم اپنی شباب کو
کیا مرتبہ دیا ہی خدا نی شراب کو
بو ی شراب آئی جو سونگھیں گلاب کو
کیونکر کرون گزک نہ ہرن کی کباب کو
نور آفتاب سے ہی ملا ماہتاب کو
تلوار کی ملی ہی روش موج آب کو
پیری میں یاد کیا کرون عہد شباب کو
رکھا ہی آفتاب کی خاطر سحاب کو
اکہہ دا رہی ہو مہر میں تم کیا خطاب کو

ہوش و دل میں جو لسنا ہون تری آواز کو
کیا تری پری سی نسبت برد ہای ساز کو
ہی بجا سمجھون دلیل اپنا اگر اعجاز کو
[illegible]
بھول جاتی ہی ... فرمی آواز کو

[illegible]

دل اگر ہوتا ہی نالاں میں سمجھتا ہوں غنا
ساز عشرت جانتا ہوں طالع ناساز کو

ہی تری زردی طلائی پر پسینا مثل نک
حسن کی صنعت دکھا اک دن مصع ساز کو

کیا خفا بینکر ہوی دوچار اگر خفاش طبع
سب نے دیکھا جہت خورشید کی اعجاز کو

سیر ی غزلوں کی چمن بندی جو دیکھی اک نظر
پھر نہ خوش آئی گلستان بلبل شیراز کو

بلبلیں کیا ہیں جو وہ صیاد آ لی باغ میں
بھول جائیں طائر رنگ چمن پرواز کو

پھر لایا جذب دل اوس شعلہ رو کو راہ سی
دیکھیں بنکر جہت خورشید کی اعجاز کو

عالم سودا میں ہی ہمکو غنا شور جنون
جانتی ہیں ساز ہم زنجیر کے آواز کو

جسنے اے ناسخ بساط ابر پر رکھا قدم
عرش کہتی ہیں اوسیکی فرش پا انداز کو

کیا مری آغوش سے جنت ہی اوس بی پیر کو
اس قدر حسرت نہیں ہوتی کمان سے تیر کو

گر لپیٹی ہی طلائی نقرئی زنجیر کو
کالبد تیرا بنا یا گوندہ کر اکسیر کو

غش کیا میں نے جب دیکھا تری تصویر کو
آ گئی لکنت زباں میں سنتی ہی تقریر کو

کھیلنی میں لگ گئی مٹی جو اوسکی جسم سے
کر دیا خاک مذلت رشک نے اکسیر کو

ہوں وہ گریاں اشک کر دینگی مرقع کو خراب
کھینچا بی چشم ادا نے مری تصویر کو

اس تمنا نے کیا دیوانہ مجکو اے پری
ڈال دی میری گلی میں زلف کی زنجیر کو

ضبط میں کرتا نہیں آتی ہی غیرت صبر و شکیب
کیا بھلا سینہ سے نکالوں آہ بی تاثیر کو

گر موافق ہوتی ہی تقدیر مجھ سے زاہدا
ترک کرتا ہوں کسی تدبیر سے تدبیر کو

تیری نقشی دیکہا تی ہی روی [illegible]
بعد ایام جوانی ہی [illegible]
[illegible]
کیا بھلا نسبت [illegible]
دل لگی ہی [illegible]

[illegible]

نقش شیرین سنگ سی مثل شرر پیدا کی ابھی
بیستون مین ہم لگادین گی تری تصویر کو

جسکو غمگین دیکھتی ہین اوسکی ہوتی ہین شریک
نالی ہم کرتی ہین سنکر نالۂ زنجیر کو

حکمت حق ہی طبائع کی کجی او راستی
گر کمان پیدا نہو کس طرح پھینکین تیر کو

حلقہ ہائی زلف جانان سی جو کی ہی ہمسری
شمع روشن چاہیی ہر خانۂ زنجیر کو

آتی ہی آواز زنجیر در دلدار کی
گر ملاتا ہون مین اپنی پانو کی زنجیر کو

جس قدر دولت ہی صحبت سی ہی اوتنا اجتناب
روی انسان سی ہی وحشت صاحب اکسیر کو

ہین جو عالی منزلت انکو نہین پستی سی کام
کسنی دیکھا ہی شکست کعبی کی تعمیر کو

آسمان پر اندتون رہتی لگا تیرا دماغ
چاہیی رنگ شفق ظالم تری تصویر کو

بند کی ہی مضمون صفای عارض جانان کی آج
اب سیاہی کیا سفیدی چاہیی تحریر کو

شام سی تا صبح فرقت مین نہین مجھکو قرار
مین گہوارہ ہی طفل رکھتا ہون جوان و پیر کو

کچھ کمانداری مین ای قاتل نہ کی تو نی خطا
لاغر ایسا ہون نہین ملتا نشانہ تیر کو

دم بدم بڑھتا ہی پانی بال اب تلوار کا
سو قلم کیا چاہیی قاتل تری تصویر کو

ناوک مژگان سرگشتہ سی کی تہی ہمسری
کیون نہ سنکر تیر گر سینہ بنا تمن سیر کو

کھنچتی ہین جذبۂ شوق شہادت سی ہم آج
میان مین کیا چین ہو قاتل تری شمشیر کو

جمع کیا کرتی ہو ستارون کو تم ای غافلو
قبر پر جا بیٹھتی ہین چھوڑ کر تعمیر کو

ہی شب فرقت کی تاریکی ہی تو کیا عجب
ہو اگر مشعل کی حاجت نالۂ شبگیر کو

کون رسوائی مین ہوا اہل فنا کا سد راہ
کیا تعلق ہی کفن سی خار دامنگیر کو

عبادت ہی جو دیدار علی
دیکھ لیتی ہین ملائک ہر سحر تصویر کو

ولہ

بھولی نہ بعد مرگ بھی ہم رقص یار کو
ٹھوکر کی آرزو ہی ہمارے مزار کو

تیشہ لگای رشک کی ابر مین آج
دکھلا دون تجھی مین ہی قطرۂ اشکبار کو

لی لی گئی ہی سینہ بیناہی می ہوا
نسبت ہی کیا سحاب سی ابر بہار کو

کاوش لگون سی اوسکو ہی تلوونسی ہی آہ سے
تشبیہ دون مین تیری مژگان سی خار کو

پیتا ہی جاہی می مجھی لب خون محتسب
شیشی کو توڑی وہ تو مین توڑدون جگار کو

دوڑی جلو مین ہوکی پیادہ برنگ گرد
دیکھے گل سوار جو اوس شہسوار کو

موجود انتقام کو ہی سنگ محتسب
زیبا نہیں شکست کسی بادہ خوار کو

گذری ہزار سال نہین ہی نشان صبح
کیا طول ہو گیا ہی شب انتظار کو

شمشاد سرو مین یہ خوش آوازیان کہان
طوطی کہون مین قامت موزون یار کو

کیا جذب عشق ہی کہ ہوا جسطرف کی ہو
سیدھا چلے غبار مزار کوی یار کو

دل کیا ہی میری آہ کی تاثیر کی خصوص
پتھر مین کر دی قطرۂ خون شرار کو

فرقت مین ایسی دیکھ چکی بیشمار دن
کیا لائین ہم شمار مین روز شمار کو

ہی اس قدر عروج سی نفرت کہ بعد مرگ
صرصر اوڑا نسکے نہ ہماری غبار کو

کیونکر نہ لاہی طالب دنیا کو دام مین
زاہد ہی عنکبوت مگس کی شکار کو

ناسخ کی التجا ہے کہ یا مرتضیٰ علیؑ
کھینچو سر قتیل عدو ذوالفقار کو

ردیف ہای ہوز

ہین اشک مری آنکھون مین قلزم سی زیادہ
ہین داغ مری سینہ مین انجم سی زیادہ

۹۳

اسکی سرخی لعل جانان کی یہ رنگت اڑ گئی
ہر عقیق سرخ ہی ملک یمن مین آئینہ

عکس ہی اپنا ہی سرخی دور ہو کر رنگ سرا
جا بجا ہی ہر بت ہوشیم برہمن مین آئینہ

کر دیا ہی عکس اقدس نی سکندر سی یاد
حبب گیا ہی خلوت شاہ زمن مین آئینہ

قتل عالم کو کریگا حسن اپنا دیکھ کر
ہی بجای تیغ دست تیغ زن مین آئینہ

اسقدر دیکھی نہین ہمنی صفائی حسن کی
ہی بدن کی جالی اوسکی پیرہن مین آئینہ

ردی صفا اپنا دکھا دیتا مرا یوسف اگر
ڈوب مرتا شرم سی چاہ ذقن مین آئینہ

کر دیا حیران ہی تیری رقص نی ای شوخ گل
ہو گیا طاؤس کا ہر پر چمن مین آئینہ

اسقدر ہی تیرگی الدم مین ہو جائی تو آ
کوئی گر لائی مری بیت الحزن مین آئینہ

چشمہ آب اور ہی یہ چشمۂ خورشید حسن
مہر تو ہی کی جا تری چاہ ذقن مین آئینہ

جو صفائی ہی مری سیم اندام مین نہین کہان
کیون عبث قلعی چڑھاتا ہی بدن مین آئینہ

ہین وہی آزاد قلعہ سخن ہی نہ کہہ خشگاندہ در
جو کہتا لگتی ہی سنہ سناہی ربت مین آئینہ

ردیف یای تحتانی

دیدۂ اعمی ہو ہی مستشن تری تنویر سے
گوش گرکان جواہر بنگئی تقریر سی

یار نی مجکو لڑایا سر جوان و پیر سے
ہون تن تنہا مقابل سو کمان و تیر سی

گھر مرا شور جنون سی اسقدر معمور ہی
خود بخود برپا ہی غل پروازی کی نخچیر سی

پیر جاتی ہی عدم کو رکہی جہی جوان
ہین کمانین راہ چلنی مین زیادہ تیر سی

عمارت جو بنی ہی حاجت اوس سی آگی نہین — پرتو ہین یک بیابا جاتا ہی از خود تیری
خط جو نکلا ہی تری منہ پہ پڑی ہی میری آہ — سبز فرش ہو گیا ہی برق کی تاثیر سی
سون مین ایسا پست طالع ہون نہ صرصر سی بلند — کاغذ بادی بنائین گر مری تصویر سی
آئینہ خانہ ہی عالم عکس اوسگن ہی وہی — ہی فروغ مہر و ذرات ایک ہی تنویر سی
خط نکل آیا وہان باقی یہان مضمون شوق — دیکھیے کب فراغت نامہ کی تحریر سی
ہونہ ہم گر تری لفون مین خلل کیتی ہی دل — کسطرح نالی نہ نکلین اپنی زنجیر سی
اپنی صورت دیکھکر وہ آپ دیوانہ ہوا — آئینہ شاید بنا ہی آہن زنجیر سی
فندقون سی گوری گوری انگلیان ہین شل شمع — ہی بجا تشبیہ ناخن گیر کو گلگیر سی

وہ تو ہی تیری لیی ناسخ یہ اور ونکی لیی
قبر کی تعمیر کرنا قصر کی تعمیر سی

جل اوٹھا باغ اوسکی برق حسن کی تاثیر سی — پہول اپنے گلچین اوٹھاتی ہین تو آتش گیر سی
چہوٹتا ہی کب لہو میرا کسی تدبیر سی — تیغ جوہر دار قاتل ہی سوا زنجیر سی
مست ہی عالم مری اشعار کی تاثیر سی — مثل مینا ی ٹپکتی ہی مری تقریر سی
فاش ہی باغ جہان مین راز دل ممکن نہین — سیکھی ہین طرز فغان ہم بلبل تصویر سی
گر شنیدہ اوس گل کی رکھین مرقع ہوسی — شعر تصحیح فغان بلبل تصویر سی
بندہ سکی مضمون نہ میری جستجو زور کا — مثل سودائی کوئی باندہی اگر زنجیر سی
رزق کا کیا غم کہ ہوتا ہی تولد بعد طفل — پہلی بہرتا ہی خدا پستان مادر شیر سی

وله

کہیں ہی فوق بلبل شاخ گل پر دست جانان کو
کہ ہین طائر رنگ حنا کا آشیانا ہی

تھیا بزم مئی مین فیا سبا رعشہ ہین
کہ دور جام رقص اور قلقل مینا ترانا ہی

کوئی دل گر ہو دو دن مکدر تو غنیمت ہے
ہوا کو ایک دن آخر غبار اپنا اوڑانا ہی

حقارت سے نظر کرتی ہو کیا چاک گریبان کو
نہ سمجھو مفلسی ہم عشقبازون کا یہ بانا ہی

چہادی توڑکر شیشون کو ساقی میری بستر پر
شب فرقت ہی مجکو بیکلی سی تلملانا ہی

فلک کی تاک بندی ہی گلچین زبون کی ہی
بہار گلشن ایجاد کو اک روز جانا ہی

جہان تار نفس ٹوٹا گیا میدان ہستی سی
وہان توسن عمر روان کا یہ بانا ہی

تر چھی دکہاتا ہی معلم طفل بدخو کو
ہماری توسن عمر روان کو تازیانا ہی

پیر پیر و رشک کی جا ہی ملیگا جا کی حور ون سے
کوئی دم مین تماشا سخ جنت روانہ ہے

ہمیشہ زیر بار اپنی محبت مین ہانا ہی
اوٹھاتی ہین جو رنج اک دن او نہین لا شہ اوٹھانا ہے

دکہا دیتا ہی کافور سحر روز آسمان سب کو
ولیکن غافل اپنی غسل میت سے زمانا ہے

مین وہ ہون مد دیکہیں کہ میری قبر کی اوپر
نبی ہی برف جہالر رحمت سامیانا ہے

نہ ہوگا مزرع اعمال زاہد بارور ہرگز
کہ سرسبز یہی ہی سحر دم جو دانا ہے

خط عارض سے پرتی ہی نظر آئینی مین اوسکی
مقرر آ ہوان چشم کو سبزہ چبانا ہے

جو اک گنج زر کا ہو چکا ہی سر کشی اوسکی
کہ نواسی کو دیکھو یاس پانی کا خزانا ہے

چھپایا ہی جو منہ سے دی مین تقی نے اپنی پا
کفن مین ہمکو اب ساری جہان سی منہ چھپانا ہے

و له

سیہ پہیکت ہا ہی مرا جسم آتش غم سے
کبہی نہ آئینہ دیکہا پہی خود آرا اسکے
ہوا ہون خال رخ یار دیکہکر حیران
ہی فیض خاک نشینون سی سر بلند نکو
پہر نگ سینہ خراشی ہی اب ہی ناخن کا

کہ طوق ہی مری گردن مین لال رہتا ہی
پری مثالی کا اوسکو خیال رہتا ہی
سیاہ آگ مین کیونکر زگال رہتا ہی
کہ سبز پانی ہی سی ہر نہال رہتا ہی
کہ جیسی سرخ شفق مین ہلال رہتا ہی

نہ ترک صحبت احباب کیجو نلخ
گر اجو برگ شجر پایمال رہتا ہے

بہری ہی جام مے لبریز شبنم ساغر گل ہی
دل پروانہ کی بیقراری طاہر اشکون سے
لگی ہی اوس صنم کی گو نظر آتی نہین ہمکو
اوتہی تار نفس لیکی ہی سطح ہی پانی کا
کوئی نالان ہی کوئی داغ ہی تجہبیر گلستان مین
لٹکتی ہین جو سر سی پاؤن تک اوس طرح زلفین
اگر چہ ہی کب ہی رشک گل گلستان سی
رہون کیونکر نہ اوسکی گرد میں خندہ پرواز
لگا دی آگ کس آتش کی پرکالی نی گلشن مین
بہری تقلید سی کب قدر عالی پست فطرت کی

ادہر ہی نغمہ بلبل ادہر شیشی کی قلقل ہی
عیان خورشید کا جس طرح پانی ہی ایک
خدا غائب ہی لیکن اوسکی ہستی ہی نا ہی
ہماری اشک کا دریا ہی عالم آسمان پل ہی
جو بلبل تہی وہ گل ہی اب جو گل تہا وہ بلبل ہی
قد ناز ک ترا نام خدا اک شاخ سنبل ہی
وہان ہی بلبلون کا غل یہان زنجیر کا غل ہی
کہ منہ ہی شمع کا شعلہ تو دود شمع کا کل ہی
کہ ہر گل شاخ مین گویا ہماری ہاتہ کا گل ہی
حسن کا گل ہی سر او کسی کا گلشن کا گل ہی

و له

97

ای ہلال ابرو وہ سبزہ بیگانہ ہی
مجکو حاجت ہی کبوتر کی نہ قاصد کی تلاش
یار میرا شمع ہے نامہ مرا پروانہ ہے
جان دیکر جاؤن گا اندر مین جنت کی طرح
جان کا خواہان جو دربان در جانانہ ہے
شمع ہی ذات ستمگر دل مرا پروانہ ہے
رات دن جو ہی تصور گیسوی شبرنگ کا

پاؤن مین کانٹی چبھی ہین پھرین ہی چاک چاک
مین نی ڈالا ہی جو ڈورا روی زلف یار کا
دم نہین باقی کسی مین تیری صورت دیکھکر
رہتی ہین محفل مین حائل درمیان فانوس شمع
اسقدر ہوتا نہین دست حنائی کا اثر
کر گئی وحشت نہ اس وحشت سرا سی کون کون
ہی وہ گلشن داغہای یاس سی سینہ مرا
آج کس شمع تجلی کا تصور ہے مجھے
ہو گیا سینا ہی خالی اگر تو جان لی
مول لیتا ہی برنگ لالہ تیرا داغ عشق
عازم گلگشت وہ غارت گر گلشن ہی کیا
بعد مر جانی کی عاشق بیٹھنے دیتی ہین پاس

باغ مین جو گل ہی تیری عشق مین دیوانہ ہے
بنتا دانہ ہی مری تسبیح کا جو دانہ ہی
بزم خوبان جو شش حیرت سی اک بتخانہ ہی
روی جانان شمع ہی اپنی نگہ پروانہ ہی
پنجۂ خورشید تیری گیسوون کا شانہ ہی
مثل مجنون کل ہمارا حال ہی افسانہ ہی
مرہم زنگار جسمین سبزہ بیگانہ ہے
جو نشترہ ہی میری آنکھونمین پیپروانہ ہی
ساقیا لبریز اپنی عمر کا پیمانہ ہی
ہاتہ مین زر لیکے گل کہتا ہی بیعانہ ہی
آمد و رفت نسیم صبح بیتابانہ ہی
کوئی ہی بالین شمع مردہ پر پروانہ ہی

اس زمین مین ناسخ اب مستانہ یہ بہی حنا یہ شعر
ہی بغل مین شیشۂ می ہاتہ مین پیمانہ ہے

باعث گریہ خیال نرگس مستانہ ہی
دل مرا فانوس شمع عارض جانانہ ہی
نور رخسار صنم سی اور نشترہ کی عکس سے

دل مرا مینا ہی یہ چشم تر پیمانہ ہے
روح قالب مین نہین ہی بزم مین پروانہ ہی
شانہ تہا سو آئینہ ہی آئینہ سو شانہ ہے

کیا فقط مجکو غم دنیا سی آزادی ملی
چہٹ گیا تکلیف دینی سی بہی جو دیوانہ ہی

ہر کسی کی فریب دوستی مین دشمنی
میری شمع قبر پر موج ہوا پروانہ ہی

ہی لبسان شمع روغن ہر چراغ چشم غول
ہو چکا ہی بارہا آباد جو ویرانہ ہی

سرخوشی ممکن نہین جبتک نہ چہلکی جام عمر
یہ خرابات جہان ہی دور ہی میخانہ ہی

دیکہتی ہی کل جنہین آنکہون سی ہم ای غافلو
آج اونکا اپنی کانون کی لیی افسانہ ہی

محو ایسی خانۂ رنگین مین مہمان ہو گیی
یہ نہین ثابت کسی پر کون صاحب خانہ ہی

محفل عشرت جہان کا ہی دلا کیا اعتماد
نشہ ہی خواب آور غنا افسانہ ہی

نال گرتا ہی کبہی اور لاش گرتی ہی کبہی
جو زچہ خانہ ہی وہ اک روز ماتم خانہ ہی

گوری کالی ہوتی ہین یکرنگ ملکر خاک مین
سبزہ ہی ہوتا ہی جیسی خاک مین جو دانہ ہی

آج کو ای مہ جبینون شغل ہی تمکو سیجی
ق
چہرہ ہی اور آئینہ ہی زلف ہی اور شانہ ہی

جای آئینہ ہی کل آئینہ زانو جدا
اور عوض شانی کی لکڑی استخوان شانہ ہی

شہر دم مین ہوتی ہین آباد جسکے حکم سی
ایک دن اونکی لیی ہی گوشۂ ویرانہ ہی

آج ہی جسکی قدم سی رونق باغ جہان
کل وہی رخصت بر تاک سبزہ بیگانہ ہی

گرچہ بیداری مین ایسا ہین دیدۂ نظارہ باز
پر کبہی یہ ماجرا اک خواب کا افسانہ ہی

اپنی کامون مین ہو مشغول تم ای غافلو
اسکی باتون پر نجاؤ ناسخ اک دیوانہ ہی

لالہ و گل کا جوش ہی بلبلون کا خروش ہی
فصل ربیع ہوش ہی موسم نا و نوش ہی

حسن ہای چشم سی ثمر وبال گردش ہی

ولہ

آتش عشق روی جسمین ... بجای ہی
اک شرر جای ... مین تو بہتر بجای ہی
پہر پروانہ سا کیا شمع رخ جانان پر
گر گذشتہ ہی کوئی ای ... بجای ہی

سہی وہ پہ کالہ آتش قد موزون تیرا
نسخہ طور کے مانند عصای موسیٰ

دیکھی اس سی جو تشبیہ صنوبر جلجای
دیکھکر کاکل دلدار کا اژدر جلجای

آتشین چہرہ ہی ہر شاہد مضمون ناسخ
کیا عجب گر مری اشعار کا دفتر جلجای

تیشہ لا فرہادیان سری بدن پہ بار ہی
جان شیرین بھی مری اک شیرین بدن پہ بار ہے

لی وہ کیونکر مرغ دل کو نازکی سی ہاتھ مین
عندلیب زار شاخ یاسمن پہ بار ہے

ہم سبکدوشون سی ہی ہوتی ہے وہ دربی عشق
رشتۂ زنار دوش برہمن پہ بار ہے

کس طرح دون چاہ کنعان سی بھلا اسکو مثال
عکس یوسف بھی تری چاہ ذقن پہ بار ہے

گو نزاکت انتہا کی ہے میان یار مین
اوسکا مضمون بھی مری نازک سخن پہ بار ہے

کیا نزاکت ہی کہ بوی عطر بھی ہی بار تیغ
رنگ مہندی کا لطف نازک بدن پہ بار ہے

کیون سبک تا ہی وان لیجا کی اہی بجائی قلب
میرا ہونا اوسکی ساری انجمن پہ بار ہے

تیری ہونٹون کی کبودی سی ہوا ثابت مجھی
رنگ مسی کا تری نازک دہن پہ بار ہے

کیا خیال اپنی سبکدوشی کا آیا ہی جو آج
کوہ کو تیشہ لگانا کوہکن پہ بار ہے

ناتوان ایسی تری فرقت مین ہین ہی از شک گل
برگ گل سوسن کا ہر مرغ چمن پہ بار ہے

بوی زلف عنبر افشان لیگئی جیسی نسیم
مشک کا رکھنا غزالان ختن پہ بار ہے

کیا عجب بسیان شگ آ کی چلائی گئی
دل ہمارا اوسکی زلف پرشکن پہ بار ہے

وہ گئی دن جو اوٹھا لیتا تھا کوہ عشق کو
کاہ کا سایہ بھی اب ناسخ کی تن پہ بار ہے

١٠٠

یاں سرِ کاوش توانائی کی عالم تجھ سا
ہی منبر لیتا وسکی رو وہی آتشناک
عہد کی سہی باز اگر چاہیے سازِ نشاط
جان لیگا تو بلا اسمجنے دن کی بخشش کو
کوہکن ہی ہی پرستاروں میں تیری اے صنم
دی اسکو کوٹ کر یا تجھا تو اپنی ڈور کو
تنگ آکر عجب کہا میں نی کہ مرجاؤں کہیں

آج جسم ناتواں کیوں خار پای سور ہی
بوی خوش پیدا ہی وہ دود اس شمع میں کافور ہی
تار سیم و زر بہلا کب قابل طنبور ہی
دم میں کب آتا ہی اے قاتل مسیحا دور ہی
زخم تیغی کا نہیں پیشانی پر ناسور ہی
شیشۂ دل میری پہلو میں جو چاپا چور ہی
بدگمان سمجھا کہ اسکو اشتیاق حور ہی

گر تماشائی جہاں سی پہلی اپنی آنکھیں بند
دیکھنا اوسکا اگر دل سی تجھی منظور ہی

جو اوٹھائی نا تجسس بار اوس جوان میں زور رہی
آہ لی کا ابھی مجھ ناتواں میں زور رہی
بارہا چھینا ہی مجھکو دست عزرائیل سی
ہجر میں آئی یہاں تو میں ڈالوں موت کو
جان دونگا میں پہونچکر تا سگ کوی بتاں
ہی قوی دشمن تو غالب ہو جبھی تدبیر سی
دشت کو لیلی کا ناقہ چھین کر لیجائیگا
مردم دانا پہ دشمن کا نہیں چلتا ہی زور سے

ورنہ یوں کہنی کو تو ساری جہاں میں زور رہی
ناوک انداز یکا ابتک اس کمان میں زور رہی
کسقدر نام خدا اوس جان جان میں زور رہی
اسقدر باقی ابھی مجھ نیم جان میں زور رہی
ابتک اتنا میری مشت استخوان میں زور رہی
پیلبان میں کب ہی جو پیل دمان میں زور رہی
خدنگ جیسون سا بہلا اب تا ربان میں زور رہی
پیل کی آگی فقط یہ پیلبان میں زور رہی

ہر اک اونگلی ہی اوسکی شمع کا نور — ہتھیلی اک بلورین شمعدان ہے

غزل اک اور پڑھیی اس زمین مین — کہ سب مشتاق بزم دوستان ہے

ولہ

ہمارا ہر نفس اک بادبان ہے — روانہ کشتیٔ عمر رواں ہے

ابھی ہر چند وہ بت نوجوان ہے — سفید اوسکا مگر موی میان ہے

معطر آتش گل کا دہوان ہی — کہ منہ پر گیسوی عنبر فشان ہے

سخن خاکی مین قدر اپنی نہان ہے — زمین جیسے حجاب آسمان ہے

تصور مین جو ہی روی عرق ناک — بجا ہی دل بغل مین عطردان ہے

دہن ہی غنچۂ گلزار فردوس — کہ اکسعالم کی نظرون سی نہان ہے

کرون کیا احتیاط جسم خاکی — غبار توسن عمر روان ہے

تصور مین ہی اک انگیا کی جستہ یا — یہ دل گنجشک سیلاب آشیان ہے

کیا ہی آگ سے مجہکو پیدا — یہ اعجاز کف رنگین عیان ہے

زبس واقف ہون ہی اپنا کو کب بخت — زمین اوپر ہی نیچے آسمان ہے

بحمد اللہ مرا ممدوح ناسخ
جگربند امام انس و جان ہی

قیامت پایمال جلوۂ رفتار دلبر ہے — جدا اوسکا نقش پا ہی پنجۂ خورشید محشر ہی

شہید ای نامہ بر اوسکی گلی مین جان کا ڈر ہے — کہ بال شوق سی نامہ ہمارا خود کبوتر ہی

تا بکی اغیار اپنی آنکھ میں کھٹکا کرین
کب تلک پھر لیوین جسکی مصحف رخ پر نگاہ
کیجیی اب دیدۂ غول بیابان پر نگاہ
بہہ چکی مینا اپنی آنکھوں سی بہت سیلاب اشک
کر چکی اقلیم وحشت میں بہت جوش و خروش
پھر کے بیرہ عشق کی غم میں گریبان چاک کیان

آبلون میں کچھ دنوں خار مغیلان دیکھیی
صبح سی تا شام بیٹھی اس سی قران دیکھیی
خشم آلودہ کہان تک چشم جانان دیکھیی
کوہ کی چشموں کو بھی یکچند جوشان دیکھیی
چند مدت عالم شہر خموشان دیکھیی
اپنی غم میں گور کا چاک گریبان دیکھیی

ہی خدا شاہد ہی یہ اپنی ای نلک مراد
کربلا میں روضۂ شاہ شہیدان دیکھیی

جلوہ گاہ اوسکا ازل سی یہ دل بیتاب ہی
صحن گلشن بیگمان مسلخ قصاب ہی
کیا ہوا اگر ایکدم آئی نہین آنکھوں کو نیند
کر تو اے صبح تا شب نیری آگی سر نگون
تلک ہی تعمیر کی جو اندنون ہمکو مگر
تا بکی اسکی کشاکش کی ہی ایذا دیکھیی
داغ ہو سر پر گلی میں طوق بیڑی پاؤن میں
بولی بولی تازی جسکی پڑ کتی ہی مدام
ہو نگی بند آنکھیں تو سمجھو گی کہ بیداری ہی یہ

جسکی آگی آفتاب اک کرمک شب تاب ہی
ہی فراق یار میں مجکو چھری کی آب ہی
میری طالع کو عوض اسکی ہمیشہ خواب ہی
مورد سجدہ قد خم گشتہ محراب ہی
آتش سر ابی کی طرف پھر آمد سیلاب ہی
ہر نفس خنجر ہی لیکن خنجر بے آب ہی
کچھ تو ہو سباب آخر عالم اسباب ہی
اوسکی غم سی سینہ میں لخت دل بیتاب ہی
دیکھتی ہو کھول کر آنکھیں جو تم یہ خواب ہی

تا بجای یار کیا ساغر کھاؤن مے سی مین
ہار جب باد وی برزن کا مجکو ار سے
مثل ہای بارگی کاہی زبان مین پیاس ہی
پر نہ ہمت تیکی کیا مت کش در یا سے
زیر ست ہای یاری جا بجا لین سی سی
آسمان ہی تیخ کی سبزون کی طرح

نہیں نصیب کبھی جو بنا لی ہی ہم صفیروں کو
قفس کی طرح ہین ال جال کہ ہم اسیرون کی

سر حصول سعادت یہان بہی ہی قاتل
جو رشک بال ہما ہین تیری تیرون کی

کری جو سلسلۂ زلف مین اگر داخل
مرید نا کٹ بیعت ہون ساری پیرون کی

ٹہا محیط مری جوش اشک سے ایسا
کہ اب نشان نظر آتی نہین جزیرون کی

یہ انقلاب کیا تو نی چرخ مینا کی
کہ تھی جو ساغری کاسی ہین فقیرون کی

جواب خط مین تہ پرزہ کبہی لکہا اوسنی
اور اولٹی پر زہی اورای مری سفیرون کی

نظر کب اونکی رگ برگ گل پہ پڑتی ہی
جو شیفتہ ہین حنہی ہاتہ کی لکیرون کی

مجھی تو کہتی ہین پروانہ اور آپکو شمع
مزاج گرم ہین کس درجہ ان شریرون کی

اگر حسین تقصیر اوسکی بندی ہین ناسخ
نہ ہم ہین شاہون کی مشتاق نہ وزیرون کی

کوئی پروانہ ہی یا میرا دل مشتاق ہی
شمع ہی فانوس مین یا پانچی مین ساق ہی

زلف کی مضمون سراسر ہین مری دیوان مین
تار سنبل رشتۂ شیرازۂ اوراق ہی

وادی وحشت مین ہین اپنی ہی جو جوش خروش
طاقت جنبش کہان اوسمین کہ مجنون طاق ہی

اب جانی ہی عشق مین عاشق کی مرگ و زندگی
زلف مشکین ناگ ہی خال سیہ تریاق ہی

گل ہی غنچی مین نہان لیکن ہی عطر اوس کا عام
پردۂ دل مین ہی لیکن شہرۂ آفاق ہی

ایک سی آنکھین نظر مسجد کی محرابین ہزار
ای صنم لیکن تری محراب ابرو طاق ہی

کہتی ہین سب ہی جنون جو ایسی جسکی ہی لگی
یان خیال یار مین و نزان استغراق ہی

105

چاہی قاتل کا خنجر زخم پر پہاہی کی جا
زنگ اوس خنجر کا مجکو مرہم زنگار ہی

کہینچ ہی جیب سینی کی اورا دی بجیان
فصل گل میں سلی ہی دست جنون بیکار ہی

تیر مجہ کشتی کی پہلو سی نہ کہینچو یار کا
بعد مردن بوسہ لینی کو لب سوفار ہی

وہ درد سی ہوتی ہی پیدا خاکساروں کی دوا
زخم کو جاری کی سبزہ مرہم زنگار ہی

آتش نمرود گلشن بنگئی تہی جسطرح
یون ہی آتشکدہ بی یار پر گلزار ہی

دوڑتا ہی جسطرح طاؤس پیچہی سانپ کی
یون دل پر داغ میرا گرد زلف یار ہی

ہی خدا کی یاد کا حیلہ پی اخفای راز سے
ای صنم ناسخ تری فرقت مین شب بیدار ہی

نہ فقط چاہ مجہی قامت دلدار کی تہی
مثل منصور زمانی کو ہوس دار کی تہی

ہر خریدار کو تہا تیرے موسا کی
آتش طور سی گرمی تری بازار کی تہی

جو ترا رخنۂ دیوار نظر آتا تہا
صاف تصویر مری دیدۂ بیدار کی تہی

تہا مجہی بال ہما سبزۂ کاہ دیوار
چہاون جسدم مری سر پر تری دیوار کی تہی

آشنا تہا نہ کبہی پائی نگہ کانٹون سی
رات دن دیدہ مجہی گلشن بیخار کی تہی

جب ونون گلشن رخسار ترا تہا پی خار
کون بلبل تہی کہ خواہش جسی گلزار کی تہی

تہا تری نرگس مسکون ہی زمانہ بدمست
شدہ کسی رند کو کب خانۂ خمار کی تہی

چہرہ آتشکدہ ابرو تہی سر محراب حرم
گردن آگی تری خم کافر و دیندار کی تہی

صلحنامہ جو لکہا تیری خط مشکین نی
نہ ہی جنگ جو کچہ میری اور اغیار کی تہی

آتی آتی کیون اولٹی پاؤن پہر گئی دور سی
صبح ڈرتی ہی بہت میری شب دیجور سی

طالب دیدار جسکا ہی ولا وہ مجھمین ہی
جلوہ برق تجلی نہاں سرار طور سی

خلق کی اعمال بد کرتی ہین الٹا انقلاب
جاہی آتش جوش پانی کا ہوا تنور سی

منعم موذی کی گہر کو اہل حاجت لوٹلین
مانگتا ہی کب کوئی جاکر عسل زنبور سی

وعدہ دیدار اوسنی حشر پر رکہا اوٹہی
طالع خفتہ بہی ہون بیدار لیکن دور سی

باعث الفت ہی جنسیت گریز اتنی ہی کیون
نرگس بیمار کو میری دل رنجور سی

ہوگیا ہی مجکو سودا اک تجلی دیکہکر
کہہ دو لڑکون کو بہرین دامن سنگ طور سی

بعد مردن بہی ہی اپنا خوف قاتل کا مجہی
بات کر سکتا نہین جنت مین اگر حور سی

کیون نہین آتی صدا ہی نالہ مرغ سحر
کیا دلبلکر مرگئی میری شب دیجور سی

جسم خاکی کا ملک بانی ہی ساکن ہی خدا
اپنی رہنی کو یہ جوا پایا ہی گہر مزدور سی

غور سی تنگی کی سرخی کچہ نظر آتی نہین
رنگ پیشانی صنم کا ملگیا سیندور سی

بانٹ لی کوئی کسیکا درد یہ ممکن نہین
بار غم دنیا مین اوٹہوا تی نہین مزدور سی

مثل مے ظاہر ہی نسبت دست سی رنگ حنا
کم نہین اوسکی ہتہیلی ساغر بلور سی

خون ہی ہم سیکشون کا اونکی سر پہ و خطا
جاہی مے سرکہ بنا تی ہین جو لوگ انگور سی

دیکہتا ہون جب کلام اوسکا بہت آتا ہی یاد
آتش تہا مجکو نہایت انس شیخ مغفور سی

ولہ

کبھی یہ جا کی بیٹھ رہوں کا میں کعبہ دیا
تو در سے نکالی گا اے بت اگر مجھی

ممکن نہیں سوای خدا علم غیب ہو
کیونکر صنم تری نظر آئی کمر مجھے

مر جاؤں پیشتر میں آئی وصال سے
فرقت میں زیست کی ہو تمنا اگر مجھے

صندل کی جستجو ہی عبث فائدہ ہی کیا
اک درد سر میں اور جو ہو درد سر مجھی

تھی اوسکی ہاتھ میں جو چھڑی اور فندقیں
کیا شاخ خشک میں نظر آئی ثمر مجھی

رشک سندلوں سے کہتی ہے نفرت سیاہ کالہ
مکروہ جیسی وصل کی شب ہے سحر مجھی

تیری سنہری رنگ سے مجکو جو ہی جنون
اطفال کرتی ہیں ہدف خشت سر مجھی

ناسخ برنگ نکہت گل ہی سفر مرا
مرکب ہوا ہی دوش نسیم سحر مجھی

ابھی ہم قید میں گر روح چھوٹی محبس تن سی
ہوئی پیری تو اوترا مثل قمری طوق گردن سی

بہار حسن کے ایمن خزان جور دشمن سی
چراغ گل کبھی ہوتا نہیں گل باد دامن سی

خط رخسار تابان کی تصور میں جو روتا ہون
سوی ہیں جو انہار اشک جاری سیل کی تیزی سی

جنون نے میری عریانی کو یہ تاثیر بخشی ہی
نہ الجھا میری صحرا کا کبھی کانٹا بھی دامن سی

زمین گرد یار رشک فلک سی ہو اری ہی
ہزاروں جاہ تو نکلی نشان نعل توسن سی

اگر اندر گلستان ہے تو باہر گلستان ہی
لگی رہتی ہیں آنکھیں تیری دیوار روزن سی

جو دی خورشید سی نسبت تجھی وہ تیرہ باطن ہی
کہ روشن عالم دل ہی تری رخسار روشن سی

زبان یوں میری وزن دار سخن [illegible]
کہ رستی بند ہو جاتی ہے جیسی [illegible] سی

ولہ

۱۰۷

یہ ہمارا دل ہی یا پروانہ ہی یا فاختہ سر جھکائی ہین تواضع سی گنہگارونکی طرح	ہی وہ قد یا شمع کافوری ہی یا شمشاد ہی ہر کوئی آسیہ ہی میری جان کو جلاد ہی

کیا سمجھ کر کوئی مہرو یان مین پھر جاتا ہی تو
آفت عشق گذشتہ تجکو نا شیخ یاد ہی

تشبیہ قامت موزون مرا ایک مصرع ہی
ترا ازبر جو سارا ای پری پیکر مرصع ہی
تری رخسار تابندہ کی مضمون کا جو مطلع ہی
شگاف خامہ ہی چاک گریبان سحر گویا
طواف اوسکا نہ کیون یار دامن ہمیشہ احباب ہی
بڑا جوش صفا سی عکس جو اوس پر ستارونکا
کرون مذکور کچھ اتا ہی آخر ذکر جانان کا
پس از مردن بھی ظاہر ہی وبال اہل دنیا کا
کہان بیت الصنم مین ہر کسیکو بار ملتی ہی
غرور اوج دو روزہ عبث ہی تجکو ای سفل
بھلا دیر و حرم کیا آگی تیری آستانی کی
مرا خامہ ہی باغ فلک مین تجبر رباعی کا
اگر تقطیع شعر اوس سی کوئی پوچھی تو حیران ہی

نہین دیوان تصاویر حسینان کا مرقع ہی
تو اوسکی وصف مین بالکل کلام اپنا مرصع ہی
بعینہ آفتاب صبح محشر کا وہ مطلع ہی
جو مطلع ہی مرا خورشید معنی کا وہ مطلع ہی
کہ رتبہ طاق ابرو کا کہین کعبی سی ارفع ہی
گمان ہی ایک عالم کو کہ جسم اوسکا مرصع ہی
مری جو بات ہی گویا وہ اک بند مرجع ہی
وگرنہ کیا سبب جو انکی روضون پر ملمع ہی
وہ بیت اللہ ہی ساری جہان کا جسمین مجمع ہی
مین مثل ہالہ گردون ہون تو مثل ماہ مقنع ہی
صنم نام خدا ہندو مسلمان کا یہ مرجع ہی
مری طبع روان اشعار کی بحرونکا منبع ہی
یہ شیخ شہر ساری شاعرون مین جو مقطع ہی

ہی عشق اوسکی ردی کتابی سی بس مجہی
ناسخ جو شوخ صاحب ام الکتاب ہی

فکر سی ہین نہین خالی غم جانان مین کبھی — کبھی زانو پہ سر اہی گریبان مین کبھی
ناتوان ایسی ہین ہم سایہ گلون پر جو پڑی — نکہت گل سی نہ جنبش ہو گلستان مین کبھی
ہی یہ میری دل صد چاک سی نفرت اوسکو — شانہ کرتا نہین جو زلف پریشان مین کبھی
قافلہ کیا کہ جرس کی ہی صدا وحشت سی — نہین آتی مری پر ہول بیابان مین کبھی
عالم آہون کی شرر ریزی کا یہہ ہی ہین — جس طرح اوڑتی ہین جگنو شب باران مین کبھی
ہم ہین وہ وحشی عریان کہ اگر قتل ہی ہون — لہو اپنا لگی قاتل کی نہ دامان مین کبھی
فائدہ قرب تونگر سی تہیدستون کو — نظر آئی نہ گہر پنجۂ مرجان مین کبھی
راہ پائی تری کوچی مین جو دہ آئی کی — شرکی باد صبا پاؤن گلستان مین کبھی
شوق قاتل کی گلی کا ہو جو سرشتہ نقال — لا نشہ اپنا نہ رہی گور غریبان مین کبھی
کہدی اگر رکہ غیر آئی تیرا پائی گہر مین — خنک وی ہی نہ اگر ہو سگ دربان مین کبھی
یار آیا نہ نظر سون رہا مین گریان — برق چمکی نہ مری ساتھی باران مین کبھی
دن جدائی کا شب وصل سی ہیتا ہی دراز — دخل ہوتا نہین خورشید کا میزان مین کبھی

سرد مہری ہی یہ نہی شعلہ رخون کی ناسخ
گرم پہلو نہ ہوا فصل زمستان مین کبھی

دہر مین غرق گنہ کون مرا ثانی ہی — موج ہی مجکو بجای خط پیشانی سے

ایک تصویر مین چہرہ پری رو دار دی ہی

و له

پر وحشت از امکان کا پایی میدان مجہی
گوشہ زندان ہوای عالم امکان مجہی
واقعی انسان ہی اشرف ساری مخلوقات سی
لا کہ پریون کو دیا دیتا ہی اک انسان مجہی
میری بستر ہی چہرہ صبح شب وصل
صورت تصویر [illegible]

محرم دنیا سے حق بین سے گریزانہ ہیں	آگاہی کو درطرقی ہیں صورت نسیان بھی

کیون ملامت کرتے ہیں ناسخ پہ چاک جیب پر
چاک کرتا ہے جنون تو دشت کا دامان بھی

حیرت سے اتنا چشم کی باہر نہو سکی	دریا بھری رہی یہ قطرہ تر نہو سکے
حاصل ہے غیر گوشۂ تجرید کیا کمال	بن سیپ قطرۂ آب کا گوہر نہو سکے
باہر قدم نکالیں جو ہم گھر سے کیا مجال	یہ ضعف ہے کہ آپ سے باہر نہو سکے
ہوتی نہ تیرے مصحف رخسار دیکھ کر	جس سے کہ ایک حرف بھی ازبر نہو سکے
تقلید سے ہے اشرف ذات کب حصول	آئینہ ساز مثل سکندر نہو سکے
کیونکر کرون میں اپنی طرف اسکا دل رجوع	جب اختیار اپنے ہی دل پر نہو سکے
رکھو کسی طرح تو سمجھ کار مہربان	کرتی رہو جفا ہی وفا گر نہو سکے

شامل نہ ہو جو ناسخ برگشتہ کا غبار
صحرا میں گردباد سے جیکہ نہو سکے

گور اتنا اپنا یار کو وبال دوش ہے	گور تو سیری لیے کھولی ہوئی آغوش ہے
کیا چھپاتا ہے ترا گورا بدن سے پیرہن	ایک عالم کی گمان میں صبح تمامی پوش ہے
خوسے بہرم مہر میں آتش زبانی آ چکی	آج کل اپنا چراغ زندگی خاموش ہے
پنجۂ خورشید کیا ہے پنجۂ پا کی حضور	حسن میں خورشید سے افزون جسی پاپوش ہے
ہوں میں وہ بیکس سوا کوئی نہ میرے نوحہ گر	آدمی تو کیا چراغ گور تک خاموش ہے

۱۱۰

ولہ

عاشق کی سعادت ہی جو سر اوسکا جھکا ہی
قاتل تری تلوار نہیں بال ہما ہی

جب وادی وحشت مین گذر میرا ہوا ہی
ہر ایک بگولا پی تعظیم اوٹھا ہی

نادان ہین ہوتا ہی گمان جنکو شفق کا
گلشن کا تری رشک سی یہ رنگ اوڑا ہی

جو دن ہی سو ہی دیو سفید اپنی نظر مین
جو رات تری ہجر مین ہی کالی بلا ہی

وہ سنگ دل اگر دو ہوا صاف نہ مجسی
کہتی ہین غلط سنگ سی آئینہ بنا ہی

ممکن نہین تا حشر فنا ہی غم خونخوار
گویا مری خون مین اثر آب بقا ہی

گر آگہی پامال کر اس شوق مین نزات
گلشن مین جو ہی شاخ گل اک دست دعا ہی

دعوای خدائی جو ہوی نہ پہر دو در
سو جو کہ رگ جان سی بہی نزدیک خدا ہی

خالق نی یہ سرخ اوسکی کف پا کو بنایا
ہوتا ہی زمانی کو یقین رنگ حنا ہی

گر سود کا الماس نہ بہالون جو ہر کت
یہ ہر دہن زخم کو قاتل سی گلا ہی

ہر دم ہی تمنا کہ کہین تن سی جدا ہو
جس تن سی مرا سر تری قدمون سی جدا ہی

عالم نظر آتا ہی تری عشق مین بیمار
عشق اسکو نہ کہیی یہ زمانی مین وبا ہی

کہی جو طویل اسکو سزاوار ہی ناسخ
جس بحر مین اس زلف کا مضمون بندھا ہی

بادہ کی مانند ساقی لی اوڑا پانی مجہی
تشتی می میہی کی تخت سلیمانی مجہی

استد اہی غم نہ میری استخوانو کو کہلا
کرتی ہی اک دن سگ جانان کی مہمانی مجہی

کیا گلگشت میں کس سرو قدنی انف میں شانہ — درختون کو چمن مین کم نہین پر گاری سی

سری کی نہین محتاج ہمت جنکی عالی ہی — بھلا کشت فلک ہی سبز کسکی آبیاری سی

اگر ہی آبرو انسان مین ہو کی شجاعت سی — برش تلوار مین عرق ہی پیدا آبداری سی

درختون سی نہین باغ جہان مین کم مین دیوانی — ہری ہو جاتی ہین دل داغ کہن باد بہاری سی

اگر ہی سنگ مین کیڑا اجل اوسکو ہی آتی — ہوا کب قصر تن محکم محل کی پائداری سی

پسند آتا ہی گر تجکو عروج الدم کا اے منعم — حباب آسا جو ہی کم نہین تیری عماری سی

جو اک دن وصل کی حسرت تو اک دن رنج فرقت کا — وہ مین ہے ہر دو سیر خشکو تب آتی ہی باری سی

بری ہوتی ہین تیسیر دل سی جو دنیا مین ملا اسکا — تعلق بخیہ و مرہم کو کیا ہی زخم کاری سی

ہوا ایسی ہی گلزار کی اوس گل کی آتی ہی — چراغ گل ہوی گل جنبش باد بہاری سی

نظر آتا ہی شیشہ سر بریدہ ہجر ساقی مین — شراب ارغوانی کم نہین ہی خون جاری سی

سیہ رہ کیون کہا کرتا ہی ہم مستون کو اپنا ہد — کہ اپنی چہرے پر بیٹھی ہی سرخی بادہ خواری سی

زبان شمع سوزان سی یہ مصرع گرم سنتا ہون — سر عریان ہی اس محفل مین بہتر تاجداری سی

جو خونریزی کی عادت رکھتی ہین بے فیض ہوتی ہین — کہان ملتی ہی سائل کو کبھی کوڑی کٹاری سی

دلیل اپنی ہی کیا جو حکم کرتا ہی نجاست کا — اگر ہی گردش مین زر کم نہین ہی آپ جا ہی سی

روا پاتا جب برسون تب آیا وہ قامت سی — ہوا ہی سرو پیدا باغبان کی آبیاری سی

شہادت پائی جو سودائی انصار مین ہمیشہ — ہو نقش عیان ہر سیہ کا خون جاری سی

تنزل مین ترقی کرتی ہی افتادگی نال سخن — کہ معراج شجر پائی نی پایا خاکساری سی

دریای حسن گرده پیر ہوئین دلا
پھر کیون ہی سینہ پر پیچ جان ح دحباب سی

خطا ہی جو کہ و عارض جانان عجیب ہین
کیونکہ ہین شعاع آفتاب سی

کب تک غبار جسم سی آلوده مین رہون
کرتا ہون غسل خنجر قاتل کی آب سی

کہا جای بل کمر جو نزاکت سی بل نہین
رشتی کی طرح ہوگی توی پیچ و تاب سی

کرتی ہی سیر مصحف رخ زلف مین ہمیشہ
وحشت خطا مین جا پڑی راه صواب سی

اس حال سی شفاعت ناسخ ہو حشر مین
امید ہی جناب رسالت ماب سے

یہ جسم زار جیسا کہ پیرہن مین ہی
سب مجکو جانتی ہین کہ مرده کفن مین ہی

فرقت قبول رشک کی صدمی نہین قبول
کیا آئین ہم رقیب تری انجمن مین ہی

آتا ہی لب کو شکوه داغ فراق کیا
جاتی زبان زبانۂ آتش دہن مین ہی

ہین بی نصیب صحبت جانان کی ایک ہم
پروانہ بزم مین ہی تو بلبل چمن مین ہی

آنکہین ہوئین سفید تری انتظار مین
ہر شب بینا ندی میری بیت الحزن مین ہی

نجاتین عطر دان نہ کبہو گل نہ یاسمین
خوشبو نسیم خلد سی تری سخن مین ہی

مرہم کی تہی ہنسی ہی تہی جیسی داغ کی
سورش ہی آج تک مری داغ کہن مین ہی

سونا سکند کبہین نہ کہون تجکو ای پری
رنگت سنہری اور یہ خوشبو بدن مین ہی

دونون کا کہچکا ہون ہی ناسخ امتحان
سید مین مہر ہی نہ وفا سیمبرن مین ہی

لب سی ہی دل میں تمنا ہی کہ تو قتل کری | ہاتھ میں تیری تہ گوشۂ داماں ہو وی

آمد مہدی و عیسی ہی قریب ای ناسخ
کہدی اب قوم نصارا کو مسلمان ہو وی

گر تیری تاب کمر کرتی ہی بیتاب مجھے | خواب آلودہ نگہ رکہتی ہی بیخواب مجھے
مست ہوں مارے خوشی کی میں شرابی نہ پلا | ہاتھ سی اپنی جو تو دے قدح آب مجھے
کوئی ایسا نہیں دنیا میں ہوا ہے نصیب | روز پروانہ ملا ہی شب سرخاب مجھے
چشم جانان ہی تصور میں کنول کی بدلی | عوض آنکہوں کی خدا نی دی تالاب مجھے
بعد مردن ہی رہائی نہیں ممکن اس سی | ہو گیا چاہ ذقن حلقۂ گرداب مجھے
سجدے میں کرنی لگا جا نکی ابرو تیری | کسی مسجد کی نظر آئی جو محراب مجھے
ساتھ خیمہ بھی نہیں چاہیی مانند حباب | چھوڑ جانا ہی نہیں اپنا سب اسباب مجھے
زلف جانان کی پہ سودی میں میں آوارہ ہوں | حلقۂ مار ہوا حلقۂ احباب سبھی
شمع ساں محفل عالم میں ہوں میں شب بیدار | تار رونی کا ملا جامی رگ خواب مجھے
ہوش گر یہ ہی ہی زندان میں گلی تک پائی | دوسرا طوق ہوا حلقۂ گرداب مجھے
واعظا غم نہیں دوزخ کی گرفتاری کا | بیقراری نی دیا عالم سیماب مجھے

پیاس میں یاد جو شبیر کی آئی ناسخ
گہونٹ کیونکر نہ لہو کی ہوں دم آب مجھی

کچھ عدم کا ہی خیال ای دل تجھی یاں چاہیی | گو عزیز مصر ہی پر یاد کنعان چاہیی

شوق ہم دیوانوں کو بالانشینی کا نہیں	کیا تعلق خانۂ زنجیر کو ہی بام سے
کل شب فرقت ہوئی تھی کسی صورت سی صبح	وصل ہی خورشید ہوگا آج طالع شام سے
ہی ازل کی روز سی برہم ہماری بزم عیش	پی ہی مینای فلک کی گردش اپنی جام سے
کیا شب فرقت کی صدمون سی ہی نسبت موت کو	مر گیا ہی جو کوئی سوتا ہی وہ آرام سے
صید لاغر ہوں مگر تکبیر پہنچا دی مجھی	مرغ روح آزاد ہو جاتی رگوں کی دام سے
گرچہ پیغام بر عیسای پیغمبر نہیں	جان میں جان آگئی پیغام وصل کی پیغام سے

اوسکی ہم عاشق ہیں جو باتیں خوشامد کی کری
صاحب غیرت کو ناسخ کام کیا دشنام سی

ای شیخ و کبر سبحہ و زنار توڑ لے	پر دل کسی بشر کا نہ زنہار توڑ لے
دیرستان کو جی میں ہی کعبہ بنا ہی	بت انکے شیشہ اب میں وہ چار توڑ لے
چہری پہ خط ہوا ہی برنگ سپر سیاہ	بس اب تو اپنی ناز کی تلوار توڑ لے
برسوں وہاں زخم ہی ہنستی رہی ہیں ہم	اک عمر رفو کا ہی نہ ایسے تار توڑ لے
آیا ہے ہے سیاہ علی الرغم محتسب	روزی شراب سی بازار توڑ لے
ہم وحشیوں کی پاؤں کا کانٹو کسی کیا ہی ایس	ہاتھوں سی ہی گلوں کی عوض خار توڑ لے
ہی کسکو فہم زمزمہ ہائی صریر کا	بس عندلیب کلک کی منقار توڑ لے
یاروں کی ہمسری دل سکتی ہو سکی کہاں	یاں پاس ہی نہ خاطر اغیار توڑ لے
جوہرہ سی ہی گوہر مضمون کی کم ہی قدر	وہ وقت ہی کہ کلک گہر بار توڑ لے

قطعہ

115

ولہ

حال ناسخ کی پریشانی سی کیا نسبت اُسی
آپ اپنی زلف کو کنگھا ہی برہم کیجیے

کیا سُبل مجنون ہی جسکی لاکہ جا تدبیر ہی
ماری ہی جدا فاقہ مست کو ہوتا ہی جسب
عاشقون کی طرح تو اسکو مٹا دی سنو تخمیر
گو چہرہ ہی زخم دل تیری تجلی گاہ ہاے ین
شاخ گل ہی قد و قامت برگ گل رخسار یار
ہو گئی ہین انتظار یار مین آنکہین سفید
کوئی کچھ کہتا ہی دنیا مین کوئی کہتا ہی کچھ
اسپ و جانان ہین اور کسبی مین ظاہر ہی یہ فرق
جسم ایسا ہو گیا لاغر ہمارا اندنون
آنکہ جو دور سے کھینچے وہی حقیقت ہی دلا
ہاتھ سی اُس قاتل عالم کی کیونکر بچیے
ہون مین ایسا کہ جسکا فلک ہی مستون
زیر ابرو مژگان کو خیر ابرو نہ کوئی کر سکا
خط وہان نکلا دل بیتاب کو آپا فسر
سانس لی سکتا نہیں وہ مجھ ناتوان ہون ہم

جس سر ہی کی انکہ ہی اک حلقۂ زنجیر ہی
یعنی اُسکی ہوش مین آنی کی یہ تقریر ہی
یہ خط رخسار ظالم نامۂ تقدیر ہے
داغ جو سینی مین ہین اور مین تیری تصویر ہی
خندۂ گل جنبش لب بوی گل تقریر ہی
سادہ ہی کاغذ مین حقیقت نامہ بی تحریر ہی
معنی اشعار مہمل خواب کی تعبیر ہے
یہ خدا کی ہی بنا ہندی کی وہ تعمیر ہے
طوق کی بدلی گلی مین حلقۂ زنجیر ہے
دیکہ لی سوی فلک قوس قزح ہی تیر ہی
جسکا سر ناحق ہے یہ غیرت شمشیر ہی
کہکشان کہتی ہین جسکو میری آہ کی تیر ہی
ہم جیسوں پہ آئی جو غالب ہی شمشیر ہی
پارہ کیون قائم نہ ہوتی ہی یا تیری
کیون نہ سب مجکو کہین مجنون کی تصویر ہی

[illegible]

شمع سان جلتا ہی جس سے ہما استخوان
کیا سگ جانان کو کوئی استخوان درکار ہی

کام کیا ہی چپہ سرون سی گردش افلاک کو
واقعی کیا تیغ چوبین کو فسان درکار ہی

حسن کی عالم مین کچھ اسباب کی حاجت نہین
چشم گویائی صنم کو کیا زبان درکار ہی

عذر ہی مجھکو جو مجھسی بات وہ کرتا نہین
دل مین باتین بہا نکی ہین بیان درکار ہی

کونسا جاندار ہی عشق مین نالان نہین
پہر نالہ بلبلون کو بھی زبان درکار ہی

باغ عالم مین نہین ہی جز دل صد چاک گل
یان سوا اشکون کی کیا آب روان درکار ہی

ناہی لب دلدار کو قلیان کشی کی آرزو
آتش یاقوت کو گویا دہوان درکار ہی

ہی ارادہ بیٹھ رہی جا کی کوئی یار مین
جیتی جی ناسخ مجھی سیر جنان درکار ہی

نہ پہرون سی فقط دامان طفلان ہوگئی خالی
مری سر سی تو کہسارون کی دامان ہوگئی خالی

مری زخمون کی وہ تدبیر کے اک دم نہین غافل
ملکائی مشکنانی کہ نمکدان ہوگئی خالی

مری دیوانگی کا اندلون ہی شور گلیون مین
معلم رہ گئی تنہا دبستان ہوگئی خالی

نرا وہ کوچہ گلشن ہی کہ اوسکی شوق مین ہمکو
جہان مین عندلیبون سی گلستان ہوگئی خالی

عبث ان غافلون کو رات دن فکر عمارت ہی
کریں عبرت کہ کیا کیا قصر و ایوان ہوگئی خالی

ہزارون ہوگیا ہون کا ہوا خون سینہ مین پیدا
ہوا قاتل کو غم اسکا کہ زندان ہوگئی خالی

صدف کی طرح تب سینہ ہی کہولا تشنہ کامی سی
برس کر جبکہ ساری ابر نیسان ہوگئی خالی

جلاتی ٹہوکرون سی اسقدر مردی کہ ان مین سی
تری اعجاز سی شہر خموشان ہوگئی خالی

[illegible]

وہ کان تک تو یہ ہی دل یار تک رسا
ہی ساتہ الیسی آتش غم بعد مرگ بہی
نقش وجود محو ہوا مثل نقش پا
جلتی ہین سوز غم سی مری استخوان ہج
ای چشم تر تصور ابروے یار باندہ
دست تہی ہین سوختنی زیر آسمان

آنسو زیادہ ہین گہر آبدار سے
دامن صبا بچاتی ہی میری غبار سے
نکلی نہ بعد مرگ بہی ہم کوی یار سے
پروانہ کیا جلا کوی شمع مزار سے
قوس قزح نمود ہوا ابر بہار سے
کیونکر نہ نکلے آتش حسرت چنار سے

ناسخ یہ وہ غزل ہی جنون زا کہ سنتی ہی
سودا کفن کو پہاڑ کی نکلی مزار سی

ہم صفیر اس باغ کی کیسی ہوا ناساز ہی
بیشتر سیری کی ہوتی ہی ہمو یالا ہی جاہ
ہین دوانہ کوی قاتل سی عدم کو قافلی
آسمان پر ول فرشتون کی بلیجاتی ہین آج
کچہ رقیبون کی عداوت سی نہین وحشت مجہی
دم نکلتا ہی مرا ہر عاشق و معشوق پر
فصل گل ہی چار دن ایام تو ہین مدام
ساتہ ہی داغ جنون کی مرہم زنگار ہی
جسکو آنکہون نی کبہی دیکہا نہ کانون نی سنا

طائر رنگ چمن تک تا گل پرواز ہی
ہی بجا خط کا زنخدان پر اگر آغاز ہی
بسملون کی ہچکیون مین ہم نک کی آواز ہی
یہ زمین پر پاؤن رکہنی کا نیا انداز ہی
نالہ برق انداز ہی اور آہ تیر انداز ہی
گل مین تیرا رنگ بلبل مین تری آواز ہی
عمر بہر ای میکشو باب اجابت باز ہی
یان ہی آغاز جنون وان سبزہ کا آغاز ہی
ہی دہان تنگ اوسکا اور اپنا راز ہی

ولہ
شعر کہتی ہین جو یار اوسکا خرام ناز سے
کلک مین جاتی مری پا ہی صدا کی آواز سے
ذرا فشان اسقدر رو بہا خرام ناز سے
چادر مہتاب گر پا زخمی انداز سے
بات جو میری مسیحا کی ہی اک اعجاز ہی
جان آجاتی تن بیجان مین وہ آواز ہی

118

[illegible]

ولہ

[illegible]

اوٹھ چلا کیا ایک تیری سامنی رنگ چمن | گل کو ہی ہر برگ گل اک شہپر پروازہی
جلوۂ معشوق کی باعث ہین عاشق آپ ہی | آتش گل بلبلون کا شعلۂ آوازہی
دیکہ آنکہون سی اوٹہا کر پردۂ تار نظر | گر صدای نغمہ ہی معشوق عاشق سازہی

اوٹھ گئی جب سی دوئی ناسخ کو کہتا ہون ہی
آپ ہی شاہد ہی آپ ہی رند شاہد باز ہی

جسم کو جی ہی گران سینہ کو ہی دل بہاری | ہی وہ درپیش مجہی عشق کی منزل بہاری
اہل غفلت کا ہی ہر جزو بدن تاک دشمن | ہاتہ ہی خواب مین ہی سینہ کو اک سل بہاری
ہوگیا سایۂ دیوار مین دیوانہ بنا | اوس پہ پیرو کی گلی ہجہین ہین حائل بہاری
یہ درای دل نالان سی صدا آتی ہی | ناقۂ روح کو ہی جسم کا محمل بہاری
سر کی خبر سجہہ خورشید قیامت نہ کبہی | کیا مری رات ہی لی حور شمائل بہاری
ہی دل زار نہ ڈر کوہ غم عشق سی تو | کہ اوٹہا ہی سبک اور و اٹل بہاری
سحر پیدا جو ہری چاہ زنخدان سی ہوئی | رکہدیا سنگ پہ ہی چاہ بابل بہاری
سرخ چہرہ نظر آتا ہی اسی باعث سی | عارض نازک جانان کو ہوا تل بہاری
بادہ خوارون کی ہی صحبت مین سبک ہی موقر | ہو سکی کوہ گران کا نہ کبہی ظل بہاری
نیند غفلت مین بہلا قطع ہو کیا راہ طلب | پاؤن مین خواب گران کی ہی ہلا سل بہاری
رنج ہی گیسوی جانان کو ہجوم دل سی | شاخ سنبل کی تو نازک ہی عنادل بہاری
بار غم بحر محبت کی شناور کو ہین | دہارہی مین ہلکی ہی کشتی لب ساحل بہاری

ولہ

نہ کبہی داغ سی پایا دل نالان خالی
بار ہا ہو گئی لالی سی بیابان خالی
اس چمن مین کبہی کچہ نہین انسان خالی
ہو گیا ہی مری آغوش کو جانان خالی
ناسخ ہی عاشقون مین بڑی شورہی
معشوق سی ہی دل کی غرض طالب وفا
ای آسمان بہی مزا ایک روز
بجہا غم فراق تہی بعد وصل یار

کرتا ہین ہی مرہی کلاہ سمور سی
چشم خیال مین ہی دہان ومیان یار
اس بار و زرون عالم عجب پہ مجہکو عبور سی
خورشید کی تلاش ہی لطف النہار مین
دو ہی حضور تری والا سی حضور سی
[illegible]

باغ مین سنکی مری زمزمہ پردازی کو
آشیان کر گئی مرغان خوش الحان خالی

ہو گیا وصل مین سیر نہ مرا ساغر سے
شیشہ مے نہوا تھا ہی چندان خالی

یہ لگی چاٹ مری زخمون کو سیری نہوئی
ہو گئی کشتی ہی قاتل کی نمکدان خالی

جان سی ہاتھ چلا مال مرا پیری مین
کہہ چکی درج دہن کو در دندان خالی

صاف ہون خاک کدورت سی یہ دلہا ہی
کس طرح رنگ وان سی ہو بیابان خالی

ایک چھوٹا تو ملی دوسری کو قید حیات
کبھی ہوتا نہین یہ خانہ زندان خالی

کس قدر تشنہ دیدار رہی ہین سیر آب
نظر آتا ہی نہین چاہ زنخدان خالی

دیکھ سکتی نہین کانٹی کی زبان تک شبنم
کیون نہو چشمہ خورشید درخشان خالی

مین ہون کیا چیز دلا خاک نشین ہو ضعیف
کر دیا موت نی اورنگ سلیمان خالی

روح مین جنت کو گئی جسم سو کوچہ یار
دفن ہوتی ہی ہوا گنج شہیدان خالی

لعل لب خط کی نکلتی ہی ہوا ہی بی آب
خضر آیا تو ہوا چشمہ حیوان خالی

قابل گوہر مقصود نہین رنگین طبع
ہین دم پا مین مرا پنجہ مرجان خالی

کون دونون مین خدا جانی خدا کو سینہ
کفر سی چاہیی لازم نہین ایمان خالی

خانہ عاریتی مین ہو درم ... تے نہین
عقل سی مجکو نظر آتی وہ انسان خالی

ہو گئی میری کسر شوریدہ یہ آفت نازل
آج لڑکون کو نظر آتی ہین دامان خالی

سیر ہی آغوش سی تو صبح شب وصل چلا
رہ گیا ہالہ مرا ای مہتابان خالی

یہ غبار انکو ہی فال سخنہ ملا ایک گھڑی
صورت شیشہ ساعت دل یاران خالی

[illegible]

ممکن نہیں ہی پی کی وہ معشوق زندگی
ہر عضو اوسکی عضو دگر سی ہی منعکس
سب دولتوں پہ حسن کی دولت کو ہی شرف
چھپتی ہیں ظلمت شب فرقت کو کر کی جلی
نام خدا لیا جو نکیرین سے کے حضور

واضطراب اضطراب میں سب کچھ جواہی
حیران بزم یار میں آئینہ ساز ہی
محمود بادشاہ غلام آیاز ہی
کچھ خضر سی ہی عمر ہماری دراز ہی
مرکے بھی اس صنم مجھی اٹھائی از ہی

دعوی کی ساتھ شیر و بطحا میں دو گواہ
ناسخ ازل سی بندہ شاہ حجاز ہی

فریب غیر نے مجکو نکالا کوی جانان سی
پہری دل و خط میں گیا لیجان بخش جانان سی
میں وہ مجنوں ہوں پابند وفا جو قید الفت میں
نظر جب وہ پری آتا ہی تو کہتا ہی ہوش اپنا
چہوڑ اکر انکہ ہمیں سی ہی یکیوں عالم گریزان ہو
گنہگاروں کی تن سی جیسی طرح جسمی دم نکلتا ہی
جو اعلی ہی سو اعلی ہی جو ادنی ہی سو ادنی ہی
سریع السیر ہوں ایسا میں پا و خاکساری میں
ہوئی ہی چاک کیوں آتی ہی فصل بہاری کی
کسی کا کب کوئی سوز سینہ میں سایہ بنتا ہی

کیا ابلیس نے آدم کو باہر باغ رضوان سی
کی ظلمت لو کیا ہم ہاتھ دہو بیٹھے آب حیوان سی
نکہ باہر نہ نکلی خندہ دیوار زندان سی
بلند اسدم مر کے پرواز ہی تخت سلیمان سی
ہمارا جسم عریان کم نہیں شمشیر عریان سی
نکلتا ہوں ہوا مشکل ہمارا کوچۂ جانان سی
نہیں کچھ قدر سائی کی بڑہا گو قد انسان سی
لاگی ٹہہ گیا ہوں ستر لوں یک بیابان سی
قبائی گل بگر سی تہی مری تا یہ گریبان سی
کہ تاریکی میں سایہ بہی جدا رہتا ہی انسان سی

[illegible]

[illegible]

مرے جب سبو کی گہری ہی جو دانا و نادان ہے
زمانہ اوسکا ہالہ ہی وہ ایسا ماہ تابان ہی

کیا ہی در جہان ہی مجکو آزاد اک اشارے مین
نگہ تیری بنی قطع تعلق تیغ بران ہی

ید بیضا سی کیا تشبیہ دون اوسکی کف پا کو
جدا اوسکا نقش پا ہی پنجہ خورشید تابان ہی

کیا کرتی ہین خون آرزو کنج قناعت مین
ہماری پاس جا ہی گنج زر گنج شہیدان ہی

چمکتی ہی جبیں بیت الشرف نشان ہی جبینون کا
جسی ہم رو رہی پھرتی ہین سب بجا الشان ہی

شب فرقت مین کہتا ہون نظر جسدم ستارون پر
سلگتی گور پر مین جا بیٹھا ہون چراغان ہی

جنون نے کر دیا فارغ مجھی بند علائق سی
نہ وہ زنجیر داماں ہی نہ وہ طوق گریبان ہی

گسستہ ہوتی ہی نظام عیان اختیار دل
نگہ تیری سمند ناز کو پہر عزم جولان ہی

لگا اک وار پورا ہی جگہ غیرت کی لو قاتل
تری تلوار پر پیرا دہان زخم خندان ہی

میسر ہو اگر عشرت تجھی جان احتلام اسکو
جہان مین پائی گر اینہ سحر خواب پریشان ہی

عجب کیا جان پائین تجھلیان گر اوسکی پی کی
پسینا اوسکی رخسارون کا آب حیوان ہی

اوٹھی جاتی ہین رو سندل ہی پی بون پانی ہی
ہوا چلتی ہی گو پا تند اوسمین چراغان ہی

ستمگرون نی درخت ہجر کہولا گور مین تو کیا
کہ مجکو بعد مردن ہی خیال کوی جانان ہی

سلگتی تھی عنایت کی دم شمشیر قاتل کی
نہ تن پر بار سر ہی اب نہ سر پر بار سامان ہی

سوا حلقہ زنجیر ناصح حلقہ ماتم
مگر زندان سی مجکو اندنون عزم بیابان ہی

ہو فرقت ساقی مین سمتور طوفان ہے
کشتی می کیا سفینہ شمر کالبریز ہے

باغ میں گلبن میں گلدستی ہزاروں کی تمام
خاک میں کیا کیا ہی گلرخسار پنہاں ہو گئی

اول میں جب لایا تصور اوس کو تب کہنی لگا
بمثل یوسف ہم اسیر کنج زندان ہو گئی

گلشن عالم میں ہوں ہم عندلیب نغمہ سنج
داغ جسکی مرغ سنکر خوش الحان ہو گئی

اوس میں ہی کی دی نشانی ہمکو جب انگشتری
ایسی آئی ہاتھ میں گویا سلیمان ہو گئی

پیرہنی میں چھپایا ناتوانی نی ہمیں
رشتہ رشتہ حلقہ زنجیر زندان ہو گئی

رشک کوئی یار سی دنیا میں جتنی باغ تھی
گلشن شداد سان نظروں سی پنہاں ہو گئی

وصل کی شب پھٹ گیا جب دم گریبان سحر
پیرہن میں یاں گریبان ہی گریبان ہو گئی

دیکھی اوس گلگوں قبا کی باغ میں جب دم بہار
بہار کر کی ہزاروں غنچی عریان ہو گئی

چلتی چلتی کر گیا اعجاز رفتار ای خوش خرام
جسقدر تھی نقش پا کبک خرامان ہو گئی

گلشن رخسار جانان سی ہوئی رخصت بہار
صورت برگ خزان عاشق پریشان ہو گئی

ارمغان داغ سودا لیکی سوئی وطن
دو دن اس وحشت و اسیری میں ہم بیجان ہو گئی?

چھٹتی میں داغ جنون میں سکہ شاہان کا
کشور دل میں وہاں کس کسکی ویران ہو گئی

جسجگہ تھی قصر منظر نگین گویں تمام
شہر جو آباد تھی شہر خموشان ہو گئی

شانہ کرتی غیر کو دیکھا تو یہ نوبت ہوئی
گیسوی پیچیدہ مجکو مار پیچان ہو گئی

رات دن تنہا ہی ناسخ ہمکو از خود رفتگی
آہ جیسی عاشق زار جانان ہو گئی

جان گئی تھی سیکھی ہوئی کوہکن استاد سی
یہ صدا آتی ہی ہر دم تیشہ فرہاد سی

ولہ

اغنیا کو ہی یہان حسرت فقیرون کو ہی عیش
تہا ازل سی مجکو تا وقت لادت خواب عیش
کوہکن ہی ہوگیا تیری محبت مین فقیر
چہرہ ہوجاتا ہی پیرا اوسکی آتی ہی بحال
شوق تیر کہانی کا ایسا ہی مجہ دیوانہ کو
حلقہ گیسو جو ہین مانند طوق فاختہ
کوہ کو تکتا ہی کہیا ہی میری سر کی واسطے
دیکہنا ہمت کہ ساتہ اوسکی بہادی ہی خون
سبزہ نارستہ خط کی رعایت چاہیی
دیکہ تا تیر تعین کیا ہی ہی اسمین جنگ
سنتی ہی آئینہ مین ٹکرائی گی سر صنم

بانع کی مزدوری اچہی ہی شداد سے
کہل گئین آنکہین مری شور مبارکباد سے
ہی مشابہ زخم تیشہ قہقہہ آزاد سے
آنس ہی رنگ پریدہ کو بہی ورن صیاد سے
چہٹیان لڑکون کو دلواتا ہون جز استاد سے
بال الجہائی ہین شاید شانہ شمشاد سے
آنس مجہ وحشی کو ہی اتنی لیی فرہاد سے
ہی طلب شیرین کو جو نی شیر کی فرہاد سے
تیری رخ کو دون تمثال آئینہ فولاد سے
تیغ رچار آئینہ دونون گو مین اک فولاد سے
کیا بہلا تا قوس کو نسبت مری فرہاد سے

بیٹہنی دی کون پاس اپنی کہ تا سیخ دشت مین
گرد بادونکو ہی رسم مجہ خان ومان برباد سی

سبز آئینہ نہین عکس خط صیاد سے
ہی یقین ای سرو تیری عشق مین شمشاد سے
زیست بہر مجکو رہا خونریز محبوبون سی کام
منتشین ہم و خستہ ہونکی اٹہتی ہین زیر وفات

کی ہی طوطی مقرر بیضہ فولاد سے
تیشہ مانگی اپنی سر کی واسطی فرہاد سے
روز مول نال کٹوائی ہی کیا جلاد سے
طوق ہر سال اور پہنائی کہو شداد سے

قامت جانان کی آگی کچهه اوسی رتبه نهین
آج پهر شوریده سر کی جان شیرین جائی گی
عکس جب سرخط نه پنجا هی کهین رخسار مین
پهرتی پهرتی سب اوتر آیا هی تلو نهین لهو
ضعف سی هی طائر دل طائر رنگ حنا

جانور هی فاخته جو عشق هی شمشاد سے
کوه توڑوائی هیت اوسنی تیشه فرهاد سے
الطراشانه کر آئینه فولاد سے
خار صحرا مین زیاده نشتر فصاد سے
کب یکا یک چهوٹتا هی پنجه صیاد سے

تاب سنی کی نهین هر چند خاموش هو
نکلتی هی هوتا هی جگر فاسخ تری فریاد سی

فراق مین هی دم تیغ موج آب مجهے
جو مینفروش نی دی زر لیکی هی شراب مجهے
ملا هی وه بت محبوب لی حجاب مجهے
پیا جو جام مئی اشک تنگی بسا هی شراب
دم انتظار مین نکلا تب آیا هی جواب
جوان دل هی تو پهر کچهه نهین هی پاس عشق
تڑپ تڑپ کی هوا پیاس سی لب دریا
مین جسکی غم مین جلون هو وه بنده مجهے
خوشی جهان کو هی میرا اشکبار هی سے
بچی کا جان مری روز هجر مین کیونکر

هی گرد لشکر غم جوش ماهتاب مجهے
عوض مین ذره کی بخشا هی آفتاب مجهے
عجب هی آئی نظر برق بی سحاب مجهے
بغیر یار هو گیا نشه شراب مجهے
جواب نامه هوا نامه کا جواب مجهے
سفیدی بالون کی هی جوش ماهتاب مجهے
نظر جو آگئی جبین جبین آب مجهے
کیا هی بخت نی کیا سوخته کباب مجهے
کیا هی بخت نی هم طالع سحاب مجهے
دکها رها هی فلک تیغ آفتاب مجهے

دور سوداائی مین تنگی ... اثبات هوا
هی حقیقت کربلا کی ... گرداب سے
عکس تیغی کا هی ... دنیا مین گزند
هی سرت راحت دنیا سی غفلت کی سبب
کون هوش کی هوتا هی بیداری مین غفلت کی
آسمان کی پاس سامان عیب پوشی کا نهین

گر گستان وسن سی پہاڑ اس سی جگر ہی چاک چاک
سیر مقتل مت سمجہ گلگشت ہی نازک مزاج

یہ میسر ہی وہ دیکہیں ہو سو بار نہ ہو
ایک یوسف جان گراتہایاں گر ہی اہل خلق

برق او سپر ہنستی ہی روتا ہی اسپر ایک جہان
خاک جنت میں لگی کا بعد مردن دل مرا

اسمیں ہی داغ فراق ہی صبح اسمیں آفتاب
دل سی ہی کاوش اسی تلوو لیتی ہی اسکو تلملش

جانور اوسپر ہی عاشق اسپر عاشق آدمی
ہہونی ہیں خون اسکی دیکہی سی تو اوسکی ضرب سی

گرچہ دونوں چاک پیراہن ہیں لیکن فرق ہی
تار شیدہ ہی وہ اور یہ ہی سانچی میں ڈہلا

باعث ایمان ہی وہ غارتگر ایمان ہی یہ
فرق ہی شاہ و گدا میں قول شاعر سی یہی

ماہ تابان اور ہی تیسار تابان اور ہی
باغ و بستان اور ہی گنج شہیدان اور ہی

کوی جانان اور ہی گلزار رضوان اور ہی
چاہ کنعان اور ہی چاہ زنخدان اور ہی

ابر باران اور ہی چشم گریان اور ہی
ناز غلمان اور ہی انداز انسان اور ہی

یہ گریبان اور ہی تیر اگریبان اور ہی
خار مژگان اور ہی خار مغیلان اور ہی

سرو بستان اور ہی سرو خرامان اور ہی
چشم بیمار اور ہی نشتر عریان اور ہی

سنبلستان اور ہی زلف پریشان اور ہی
شاخ مرجان اور ہی دُرِ حسینان اور ہی

نظم قرآن اور ہی رخسار جانان اور ہی
شیر قالین اور ہی شیر نیستان اور ہی

ولہ

شیر فی آگی چہوڑا یا در جانان مجہی
مجہہ میں اور اسمیں ہی اب آتش و سیماب کا ربط

دیو تی نہیں لیا تخت سلیمان مجہی
گرم جوشی کرون جتنی ہی گریزان مجہی

[illegible]

اندہیر ایسا اندہیر اچہا رہا ہی گی انکہون کی
نظر آتا ہی مجکو غیرت شمشاد کیون سجدہ
سخاوت کو بدل امساک سی ایسا کیا سب نی

شب تاریک مین مجکو خیال زلف شبگون ہے
رباعی مین مگر موزون تری قامت کا مضمون ہے
کہ ہر ساغر مین جا ہی بادہ گلرنگ افیون ہے

سیہ تو نکی ہی رفتار میری کلک مین ناسخ
دم فکر سخن مجکو خیال چشم میگون ہے

مری محمل نشین کی آگی لیلی کا جو مفتون ہی
علی ہندا رس پیہ رکی سپہر مین آج گلگون ہی
تو وہ لیلی ہی ظالم ہر سپہ پر تیرا مجنون ہے
تری قد کا نہایت طبع کو مرغوب مضمون ہے
رکہون آغوش مین مانند ساحل کیون نہ عالم کو
نظاہر سب وہی ہین مگر ہی فرق باطن مین
بلندی مین مثال آسمان گر قصر تہا تو کیا
سیکار ہی ہی حاصل ہی سیہ کاروں نی بلندی مین
بہا حسن جانان نی کیا یہ رنگ گلشن کا
سفید او جن آفت دوران نی ہو یاقوت الالہی
کہلی گر قصہ تیری حسن ہو جاہی زمانی کا
کبہی مستی مین ہی ہلکی نہین جو اپسی پیکر

وہ مجنون ہی وہ مجنون ہی مجنون ہی مجنون ہی
نہین معلوم کس سیارہ پر ہر م شب جون ہی
تری آگی جو ہی شمشاد و قامت بید مجنون ہی
مری دیوان مین ہی جو الف اک سرو موزون ہی
حباب صبح مین سب دوست دشمن پا رجیحون ہی
نہ ہر سینی مین حکمت ہی نہ ہر خم مین فلاطون ہی
اجل کی ہاتہ سی زیر زمین آخر فریدون ہی
ستمین ور بالون کی سیہ کرنی مین جابون ہی
کر جاہی آک گل ہر غنچہ مین اک قطرہ خون ہی
سبز رنگ سی شاخ شمشاد اندر نون کیسو کی شبگون ہی
تو وہ لیلی ہی ظالم ایک عالم تیرا مجنون ہی
تری دانتون کو مین سمجہا ہون سلک رشتہ مکنون ہی

یہ نہ ہوتا تو زمین شعر بھی ہوتی نہ خلق
اسلمی نا سخ جو مداح شہ لولاک ہی

گلشن عالم مین کیا دست جنون چالاک ہی
جیب گل سی تا گریبان سحر صد چاک ہی

اسفل و اعلی جو ہین ملجا ہین گی سب خاک مین
آسمان اس رتبہ عالی پہ زیر خاک ہی

پست ترکی کو گردون سب کو کرتا ہی بلند
اشک کا آنکھون مین آنا دل سی ہر خاک ہی

حسن ہی کیسا ہی پردہ ہتا ہی بالا دست عشق
ہی زلیخا کو جنون او جیب یوسف چاک ہی

دیتی ہین تشبیہ انڈون مین سو بیہوش ہین
می تو ہی ناپاک چشم مست جانان پاک ہی

چاک ہو کیونکر نہ اپنی چشم گریان کی نگاہ
آب جسپر سے گذرتا ہی وہی پاک ہی

آج یہ مجھپر کھلی ہین معنی و السابحات
ہر ستارہ میری چشم اشکبار مین پاک ہی

سانپ جیسی کینچلی ڈالی وہ یون عریان ہوا
جو حسین ہی جسم پر اوسکی عبث پوشاک ہی

جلتی ہین سودائی میری گرمی بازار سی
شعلۂ آتش ہون مین عالم خس و خاشاک ہی

روح ہی ہر جسم مین مشتاق اخبار اجل
اسلمی یہ آمد و رفت نفس کی ڈاک ہی

خصیۂ مالی غنیا کی ہی عبث اہل حسد
لقد سی خالی ہمیشہ کیسہ مولاک ہی

قتل کرنیکو تو آخر گھر سے باہر آئیگا
ہی دلا امید کی جا یار اگر سفاک ہی

مثل نکہت جسم اوسکا ہی لطافت سی نہان
غم نہین نکڑا ہی سب تنگ گل اگر پوشاک ہی

ڈھنکی مارہی صبح کا دیو سفید آتا نہین
کسقدر صورت شب فرقت کی ہیبت ناک ہی

مطلع روشن اب ایسا ہی کہ جسکی نیک سی
پنجۂ خورشید سی جیب سحر صد چاک ہی

کیا کہون ہوتا ہی طاق کمان پہ جاسوس ہی
بیٹہی ہی کی گرد و نادر پہ کہ دیوار کا
کی ہی دل مین جگر تری ہی قاتل ای ہم
تیری لی ہی ہو حسرت پا بوس ہی
تجہی دیوانی کی نقش پا کا طلسم
من ہی وقت مین پکن مر کف افسوس ہی
ستمگر مین نہی وست حنائی کی یاد
آسمان ہنگی ہی چمن اک طاؤس ہی
جلوہ ای غنچوں مین ہی اس گلشن گلہ

آسمان میری نظر مین شیشہ معکوس ہی
فرش ہی تا عرش روشن ہی مرا حال تباہ
شمع ہون مین سوز غم سی آسمان فانوس ہی
اوسکی بازیگاہ کا یہ تن خاکی غبار
پا ای مرغ جان جس طفل کا جا توس ہی
خاک ہو جاتی ہین دونون خاک مین ملنی کی ساتہ

سحر میں کیا باغ جاؤں دل اپنا غمناک ہی	گل نظر مین شعلہ ہی گلبن خس و خاشاک ہی
آج تیرا جسم ہی اور کیسہ ولاک ہی	خاک مین گل جسم کیا سر استخوان بہی خاک ہی
گو بدلتا ہی لباس اپنا تو دن میں کتنی بار	گل کی اوتری گی جو تیری آغشی بو نمناک ہی
عشق اوسکی جامہ زیبی کا ہی کچہ سودا نہین	مثل گل یان جیب بی بست جنون صد چاک ہی
آگی افتادونکی عالی منزلت ہوتی ہین پست	دیکہ سرپانی کی نیچی گنبد افلاک ہی
عالم بالا سی ہم پست پاتی ہین جو رزق	اپنی آگی آسمان اک وار بستہ تاک ہی
تیری آگی رنگ گلشن ہوگیا ایسا سفید	جیسے گل مثل جیب صبح صادق چاک ہی
سوی مژگان ہوگئی پانی مین رہنی سی سفید	انتہا سونی کی کچہ ای دیدہ نمناک ہی
نرگس و زنبق سی پوچہو رنگ عارض یوہی زلف	ای گل سنبل کہ اوسکی آنکہ اوسکی ناک ہی
گو بظاہر خاک کی پتلی ہین سب یکسان مگر	کوئی ہی اکسیر تیرا اور کوئی خاک ہی
ہی نہایت حسرت کہ پونہچون انکی کوچی تک میں	بعد مردن خاک مین بہی مجکو راحت خاک ہی

ہون سوار توسن معنی زمین شعر مین
صید مضمون جو ہی ناسخ بستہ فتراک ہی

جو غزل ہی اوسمین مضمون دل مایوس ہی	جو ورق ہی میری دیوان کا کف افسوس ہی
روشنی دونون کی جو ہی شمع سان محسوس ہی	جو کٹوری تیری انگیا کی ہی اک فانوس ہی
شکل جو ہی تیری داغ عشق سی مانوس ہی	شاخ گلبن مین جو ہی گویا پر طاؤس ہی
دستگاہ مطرب ہی ختم حسرت کف افسوس ہی	داغ حسرت سی ایاغ صورت طاؤس ہی

ولہ

نظر میں جادہ ابرو کی ہی خال اک پر ابرو ہی
تماشہ پردہ ہای چشم گریا چاند تارا ہی

ہمیں اے نخلبند باغ عالم موسم گل میں
دکھاتا ساغر گل بادہ خواری کا اشارا ہی

نظر آتا ہی جب ہم آفتاب افلاک سی جیسی
شراب اوسکی تن نازک سی یون صاف آشکارا ہی

نکل آون ابھی باہر گذر ہو گر حسینوں کا
لحد پارے کی ہی کان اور سر ہی خاک پارا ہی

گلوں کا اور سیر اوس گل میں ایک عالم ہی
چبھی ہیں خار پاؤں میں گریبان پارا پارا ہی

تو وہ گل ہی کہ گذرا باغ میں جس جس جا بن ہی
تراوش شکست رنگ سی گل نی پکارا ہی

وہ اپنی گھر میں ہی خوشبو سی کلیاں مہکتی ہیں
نہاں ہی تنگ گل از نکہت گل آشکارا ہی

خدا کا اب کوئی طالب نہیں سارے خدائی میں
تو ہر کوئی شبہی کی طرح بندہ تمہارا ہی

نظر آنی لگی ہی چشم عزرائیل جو مجھکو
الہی کیا ہی صبح شب فرقت کا تارا ہی

یہ مضمون ہم و شادی و مرگ و زیست اٹھی
جہاں وہ بیت ہی جس میں سر استغنا ہی

دلا اب پنجہ مژگاں میں ہی تسبیح اشکوں کی
ارادہ کوی جانان کا ہی منظور استخارا ہی

گیا وحشت کو رکھتا ہی مجنوں سی اشکوں سی
سمجھتا ہی کہ یہ چارہ لیلی کا چارا ہی

کمر تیری وہ ہی جیسی کمر توڑا ہی چیونٹی کی
تری آنکھوں لگی اگی ہی پسی آہو بچارا ہی

اثر رکھتا ہی سایہ کیا ہی اوس زلف عنبر کا
بجای خاک کوی یار میں عنبر سارا ہی

سراپا رنگ فق یہ مجھ وہی چشم تر اوسکو
شب مہتاب ہی مستی سی دریا کا کنارا ہی

ہماری حکم سی یہ تخم ریزی ہی مضامین کی
کہ ناسخ ہر زمین شعر میں اپنا اجارا ہی

ولہ

پہر آنکہین سینکتا ہی جو اوس شک ماہ سے — تار شعاع کم نہین تار نگاہ سے
ای روسیہ رقیب تو ڈر میری آہ سی — بجلی کو لاگ ہوتی ہی رنگ سیاہ سے
ہم آدمی ہین وصل میسر نہین کبہی — ہوتا ہے غم نظارہ مردم گیاہ سے
اعضا تمام گہل گئی ہین غم سی اس قدر — مثل حباب سر ہی ہمارا کلاہ سے
دو دن جو باغ مین وہ سہی قد نہین گیا — شمشاد لاغری مین ہی برگ گیاہ سے
اعلی جو ہین وہ کب ہوی ادنی سے ملتجی — سیراب کیا ہوا ہی بہلا آب چاہ سے
عزلت گزین ہوتا ہی تجہسی زمانہ صاف — اوٹہتی ہی رہروون کی سبب گرد راہ سے
روتا ہی ہیرے غم مین جو وہ آج زار زار — چشم سیاہ کم نہین ابر سیاہ سے
سبزہ ہی گرد عارض گلگون تو عیب کیا — گلدستی باندہی جاتی ہین اکثر گیاہ سے
سیری طرح جو پہنہی ہی زنجیر پاؤن مین — کیا عشق چاند کو ہی تیری کلاہ سے
آنکہین حسینون کی لگی ہین خط یار پر — ہوتا ہی آہوونکو تعلق گیاہ سے
مجہ ناتوان سے حسن دو بالا ہی یار کا — دونا فروغ آگ کا ہوتا ہی کاہ سے
ہر ایک اپنی آنکہون مین دی تجہکو کیا جگہ — سرمہ کیا ہی یار نی برق نگاہ سے
کب آنکہ کا نظر نہ ملیگی جو تیرے آنکہ — مین ناتوان اسیر ہون تار نگاہ سے
کہتی ہین جسکو عشق وہ پرتو ہی حسن کا — ہالی کا ہی وجود فقط نور ماہ سے
روشن ہی اسمین عارض تابان تو اسمین داغ — کیا کم شب فراق ہی زلف سیاہ سے
تر دامنی ہی آب خجالت سے زاہدا — ناسخ کو انفعال ہی اپنی گناہ سے

منہ ہی زرد رشک سے یاسمن سرخ ہوئی ہم شور شر
حالت دل ہی عیان اسکو بیان کیا کیجیے

ہو سکی یاد الٰہی نہ اگر اے زاہد
شغل پھر اور بجز یاد بتان کیا کیجیے

وصل محبوب میسر نہ جوانی میں ہوا
ہوئی پیری میں اگر بخت جوان کیا کیجیے

ناصحا چاک کی کرنی میں ہاتھ کہ معذور
وہ ہی ہاتھ اور گریبان ہی کتان کیا کیجیے

خون بسمل کی بھی اس باغ میں بقدر ہی نہر
کوچۂ یار میں اشکوں کو روان کیا کیجیے

سلک گوہر سخن اپنا ہی ولیکن ناسخ
دہن یار کی مانند نہان کیا کیجیے

پاس رعنائی ہی بادہ ارغوانی ہے
شغل شعر خوانی ہی عالم جوانی ہے

ربط اس نسیم سی ہم ہوئی عشق سی محرم
رو رہی ہیں لہو ہر دم چہرہ ارغوانی ہی

ابر گلستان ہی مطرب غزل خوان ہی
مست بادہ جانان ہی لطف زندگانی ہی

دیا الکسی ہر روز کی وقت فکر یاد آئی
آج کچھ بہت اپنی طبع میں روانی ہی

مستی سی گر گئی مینا آب خضر بہہ بینا
پیکی ایک دم جینا عمر جاودانی ہے

آئینہ سیہ دوران ہی اس میں عکس جانان ہی
آپ اپنا حیران ہی آپ اپنا ثانی ہی

شیشہ ٹوٹ پڑتا گر تو وہ آتی میری گھر
سنگ نہیں ہی یہ مجھپر قہر آسمانی ہی

سنتے ہی وہ روتی ہیں ایسی نیند سوتی ہیں
اسپہ تو جی سوتی ہیں اپنی یہ کہانی ہی

گور میں گیا ہی گھر نالہ شور محشر
چین موت ہی دلبر اپنی زندگانی ہی

کھینچی ہی شبیہ اپنی اوسنی لاکہ جا ہی
سو قلم ہی زلف اوسکی ہاتھ اوسکا مانی ہی

١٣٣

[illegible]

گھر سی نکلی تو یاس ہی نکلی اہی پری منتظل ویران بیٹھی ہی اپنی انتظر بیرون در سے	دیر سی اپنی نگہ امید وا آنکھوں میں ہی کس قدر ظالم ہجوم انتظار آنکھوں میں ہی

ٹکڑے ٹکڑے ہی ہوا گر عاشق نہیں آیا قرار
لخت دل جو ہی وہ ناسخ بیقرار آنکھوں میں ہی

آئینہ دیکھی تمنا ہو سی دیدار کے
منفعل ہستی میں صورت ہی نہیں اغیار کے
اس قدر بیتاب کرتی ہی اوس رخسار کے
جابجا تعریف لکھی ہی خط دلدار کے
ہیں حسب سالک جاتی ہیں اپنی دشمن کی ہی درو
کرتی ہی تعمیر اور ونگی قصر رواق
ہجر میں ہستی لگاتی ہی [illegible] مجھے
طور پر موسی نی جسکا نام رکھا صاعقہ
ہیولی کی طرح خط اپنا شرر افشاں ہوا
بو زلف یار لائی ہی جو گلشن میں نسیم
چہرہ اوس گل کا چھپاتا ہی جسدم باغ میں
کی تصویر [illegible] حبابو [illegible] وہ گل
دیکھتی آیا [illegible] خود فروش

پتلیوں کی بدلی آنکھوں میں ہی صورت یار کے
ہر مرقع میں ہی تصویریں بس اپنی یار کے
کھوتی ہیں [illegible] سب سپر [illegible] زار
چاہیے جدول بھری دیوان کو زنگار کی
آبلوں کو فایدہ کرتی ہی کاوش خار کے
غافلو تمکو ملی قسمت نگہ معمار کے
ہیں لب فنجان ہی یا یا ہی تلوار
ایک شگاری ہی تری آتش رخسار کے
گر کبھی لکھی حقیقت آہ آتشبار کے
ہو گئی تاثیر غنچوں میں دہان یار کے
نیند ہو جاتی ہیں آنکھوں میں نرگس بیمار کے
برگ گل کو تاب ہی بلبل تری منقار کی
آتش سودا سی گرمی ہی یہاں بازار کے

پیری لگتی ہی دل میں [illegible]
جب نظر آجاتی ہی سرخی لب سوفار کے
پھیلا آنکھوں ناوک غم ہی مری دل میں نہیں
یاں پہ تصویریں ہیں کس کے روزن دیوار کے
ای جنون صحرا نوردی کی گیا زور انقلاب

[illegible]

کرسی پای دو سویرا ایک ستانہ نگاہ
نقد جان رکھتی ہین او سی یوسف کو ساری مشتری
نشہ کی کا گمان کرتی لگا وہ بدگمان
گھر ہی مین انتظار ہی یار کا سیری طرح
سو رن اکثر جس طرح ہوتی نہین تشنی سی کم
کبھی ہم خواب مین آئی جو تو سوتا کبھی
بانی پھرتا ہی یان قاتل دہان زخم مین
باغ عالم مین کہان ہی کوئی ہم سا رحم دل
نرم ہی ہی عالم آب آئنہ ای واعظ ادہر
داغ سر مین جوش سودا مین ہی تنگ گل مجھی

مسجد جامع بھی ہو ساقی دکان خمار کے
راہ بھی تو کچھی نہین ہر چند ہی بازار کے
دیکھکر سرخی ہماری دیدۂ خونبار کے
روزن در مین ہی صورت دیدۂ بیدار کے
پاسبان زنجیر پا ہی میری جسم زار کے
خوب کی ہر باد حسنت دیدۂ بیدار کے
سیان لی لیتا ہی جب شیشہ مین زبان تلوار کے
روز گرتا ہون عیادت نرگس بیمار کے
منہدم ہوگی عمارت گنبد دستار کے
شغل گلبین بار وچمین کب ہی شکایت خار کے

وہ خدا کا دوست ہی اور دوست ہی اوسکا خدا
کیون نہ ہو ناسخ محبت حیدر کرار کے

ہوئی محفل کی محفل قتل تیغ ناز قاتل سی
محبت ہست بہر مجکو تھی ک زہرہ شمائل سی
زیادہ بار الفت او ٹہسکا کب ناتوان دل سی
کہ لیلی کو مجنون کر دیا تیری محبت نے
نہین موقوف کچھ جذبات تو سندی کمالات سی

مشابہ شمع سوزان ہو گئی حلقوم بسمل سے
مری لاشی کو دینا غسل آب چاہ بابل سی
محبت مجکو کافی ہی تری رخسار کی تل سی
کہ آواز جرس ملتی ہی آواز سلاسل سی
تمام اعضای تن کو کیا ہی نسبت مشغل سی

مزاج ان مغرور شوخون کا یہی کیا ہی

کہ کان انسان نی پیدا کیا ہو گا

ہوا عین روشنی ہین خاک پر گل آج بسمل سی
صدا ہر دم یہ آتی ہی درای نالہ دل سی
پی تحصیل زر زاہد خدا اسکا ذکر کرتا ہی
مری آغوش سی وہ بحر خوبی کیون گریزان ہی
سراپا وہ پری پیکر دلا تیلا ہی جادو کا
نصیحت سے سمجھ شاعر ونکو کہتے ہین اکثر
یہ میرے اشعار شور انگیز اک مطرب کی الفت مین
در خمار آگہ ہی بند سیجوار روا و سہرا او
فلک نے چاند کو مجنون نی جب دیکھا تو یہ سمجھا

ولہ

گلستان قتل کا میدان ہی تیغ ناز قاتل سی
نکل جائیگا اک دن لیلی جان تن کی محمل سی
کیا کرتا ہی یہ گویا پر ہم عقدہ اتمال سی
کوئی دریا نہین کرتا کنارہ اپنی ساحل سی
خمیر اوسکی ہوئی کیا خاک آب جادہ باطل سی
زحل ہی نحس و نسبت نہ رہی یار کی تل سی
کہ اوراق اپنی دیوان کی مشابہ ہین جلاجل سی
بھری ہین جام آنکھوں کی شراب شیشہ دل سی
کہ لیلی جھانکتی ہی منہ نکالی اپنی محمل سی

ولہ

یہان قتل کا پیالہ ہی یہان می کی پیالی ہی
عجب انداز سی ساقی ہتھیلی پر پیالی ہی
سبب سے مصیبت عاشقی نی جھیلی [illegible] ہی
دل اسیر ہون ہی شیشہ چشم تر ہمکو پیالی ہی
کہون کیا کیسی اپنی فیاض ہمت تیری عالی ہی
تیری [illegible] قدم سی لی خزان گلزار رفالی ہی
شب تار ایک مین اک [illegible] پی لی ہی

مری محبوب پیاسی نے کیا ہی [illegible] ہند لا کر پالی ہی
کف رنگین نہین ہی لعل بدخشان کی تھالی [illegible]
دلا [illegible] کی بیت ہی وہ شعر خالی ہی
بھری ہین چشم اگر کیا کام اپنا ہاتھ خالی ہی
فلک تیری گدائی ہاتھ کا جام سفالی ہی
بدن کی قرب سی جاندار تصویر نہالی ہی
دل ناداں فراق یار کی کیا رات کالی ہی